تنظیم المدارس (اہلِ سنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طالبات

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

تنظیم المدارس (اہلِ سنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

حل شُدہ پرچہ جات

المعروف

نورانی گائیڈ

برائے طلباء / برائے طالبات

درجہ عامہ سال اوّل	درجہ عامہ سال دوئم	درجہ عالیہ سال اوّل	درجہ عالیہ سال دوئم
درجہ خاصہ سال اوّل	درجہ خاصہ سال دوئم	درجہ عالمیہ سال اوّل	درجہ عالمیہ سال دوئم

شاکر پبلی کیشنز — اردو بازار لاہور فون: 042-37240084

نظامیہ کتاب گھر — زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور 0301-4377868

مکتبہ میتنویہ سیفیہ — پرانی سبزی منڈی روڈ بہاولپور، موبائل: 0301-7728754

مکتبہ اہلسنت — مکہ سنٹر نزد اردو بازار لاہور

مکتبہ اہلسنت — اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

مکتبہ قادریہ — داتا دربار مارکیٹ لاہور 042-37226193

رضا بک شاپ — شاہ حسین چوک گجرات

مکتبہ غوثیہ عطاریہ — اقبال مارکیٹ اقبال روڈ کمیٹی راولپنڈی فون: 051-577702

مکتبہ نوریہ رضویہ — گلبرگ اے فیصل آباد

مکتبہ غوثیہ ہول سیل — یونیورسٹی روڈ نزد پرانی سبزی منڈی کراچی

شبیر برادرز® زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور فون: 042-37246006

تنظیم المدارس (اہلِ سنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طالبات از 2014ء تا 2016ء

نورانی گائیڈ

حل شُدہ پرچہ جات

مُفتی مُحمّد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

درجہ خاصہ ۞ سال دوئم

شبیر برادرز (رجسٹرڈ) زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور فون: 042-37246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

نورانی گائیڈ

باہتمام: ملک شبیر حسین

سنِ اشاعت نومبر 2015ء

قیمت =/140 روپے

شبیر برادرز

اردو بازار لاہور فون: 042-37246006

شاکر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور فون: 042-37240084

ترتیب

عرضِ ناشر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ!

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہِ

ہمارے ادارہ کے قیام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر، کتب احادیث نبوی کے تراجم وشروحات، کتبِ فقہ کے تراجم وشروحات، کتبِ درس نظامی کے تراجم وشروحات اور بالخصوص نصابِ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے تراجم وشروحات کو معیاری طباعت اور مناسب داموں میں خواص وعوام اور طلباء وطالبات کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ مختصر عرصہ کی مخلصانہ سعی سے اس مقصد میں ہم کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں؟ یہ بات ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ تاہم بطور فخر نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر ہم اس حقیقت کا اظہار ضرور کریں گے کہ وطن عزیز پاکستان کا کوئی جامعہ، کوئی لائبریری، کوئی مدرسہ اور کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جہاں ہماری مطبوعات موجود نہ ہوں۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

علوم وفنون کی اشاعت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ طلباء وطالبات کی آسانی اور امتحان میں کامیابی کے لیے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے سابقہ پرچہ جات حل کر کے پیش کیے جائیں۔ اس وقت ہم "نورانی گائیڈ (حل شدہ پرچہ جات)" کے نام سے تمام درجات کی طالبات کے لیے علمی تحفہ پیش کر رہے ہیں، جو ہمارے قلمی معاون جناب مفتی محمد احمد نورانی صاحب کے قلم کا شاہکار ہے۔ نصابی کتب کا درس لینے کے بعد اس حل شدہ پرچہ جات کا مطالعہ سونے پر سہاگہ کے مترادف ہے اور یقینی کامیابی کا ضامن ہے۔ اس کے مطالعہ سے ایک طرف تنظیم المدارس کے پرچہ جات کا خاکہ سامنے آئے گا اور دوسری طرف ان کے حل کرنے کی عملی مشق حاصل ہوگی۔ اگر آپ ہماری اس کاوش کے حوالے سے اپنی قیمتی آراء دینا پسند کریں، تو ہم ان آراء کا احترام کریں گے۔

آپ کا مخلص: شبیر حسین

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

حصہ اوّل: قرآن مجید

سوال: لفظی ترجمہ، بامحاورہ ترجمہ، سلیس اور تحت اللفظ ترجموں میں کیا فرق ہے؟ مثالوں سے وضاحت کریں۔

جواب: لفظی، بامحاورہ، سلیس اور تحت اللفظ ترجموں میں فرق مع امثلہ۔

۱۔لفظی ترجمہ:

ایسا ترجمہ ہے، جس میں متن کے ہر لفظ کو پیش نظر رکھ کر کیا جائے اور کسی لفظ کا معنی چھوٹا ہوا نہ ہو مثلاً لَا رَیۡبَ فِیۡہِ: اس میں شک نہیں ہے۔

۲۔بامحاورہ ترجمہ:

ایسا ترجمہ ہے، جس میں زبان وبیان کے محاورات کو مدنظر رکھ کر کیا گیا ہو، اسے آزاد ترجمہ بھی کہا جاتا ہے۔ مثلاً لَا رَیۡبَ فِیۡہِ: یہ شک سے بلند ہے۔

۳۔سلیس ترجمہ:

ایسا ترجمہ ہے، جس میں متعلقہ زبان کے ادب کو پیش نظر رکھا گیا ہو مثلاً لَا رَیۡبَ فِیۡہِ: اس میں شک کی گنجائش نہیں ہے۔

۴۔تحت اللفظ ترجمہ:

ایسا ترجمہ کہ متن کے ہر ہر لفظ کے نیچے ترجمہ تحریر ہو، اسے ترتیلی ترجمہ بھی کہا جاتا ہے۔ مثلاً لا (نہیں) ریب (شک) فی (میں) ہ (اس)۔

سوال 2: فَلَمۡ تَقۡتُلُوۡھُمۡ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمۡ ص وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ

اللّٰہَ رَمٰی ج وَلِیُبْلِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ط اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ o

(الف): آیت مبارکہ کالفظی ترجمہ اور مفہوم بیان کریں؟

(ب): مذکورہ واقعہ کامختصر تذکرہ کریں؟

جواب:

(الف): آیت کالفظی ترجمہ:

پس تم نے انہیں قتل نہیں کیا اور لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں قتل کیا ہے اور جب آپ کنکریاں مار رہے تھے، آپ نے کنکریاں نہیں ماریں اور لیکن اللہ تعالیٰ نے کنکریاں ماریں، تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ) مومنوں کو اس کا اچھا اجر عطا کرے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

مفہوم آیت:

حقیقت میں اعداء و کفار کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا تھا اور ان کی آنکھوں میں مٹی بھی دراصل اللہ تعالیٰ نے ڈالی تھی۔ یہ تمام معاملہ مسلمانوں کو حسن نیت کا بہترین اجر عطا کرنے کے لیے کیا گیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے کیونکہ وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

(ب): مذکورہ واقعہ کامختصر ذکر:

آیت مبارکہ میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ غزوہ بدر میں کامیابی کے بعد جب مجاہدین واپس آ رہے تھے تو کوئی کہتا تھا کہ میں نے فلاں شخص کو قتل کیا اور کوئی کہتا تھا کہ میں نے فلاں دشمن کو واصل جہنم کیا تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں بتایا گیا ہے کہ کسی کے قتل کی نسبت اپنی طرف مت کرو کیونکہ ہلاکت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

اسی طرح (ہجرت کے موقع پر) جب کفار نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کا محاصرہ کرلیا تو آپ نے مٹی پھینکی جو دشمن کی آنکھوں میں پڑی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسلامت ان کے محاصرہ سے نکل کر عازم سفر ہو گئے۔ اس واقعہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پھینکنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پھینکنا قرار دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان میں اضافہ کردیا۔

سوال3: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ ج وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ o

(الف): بامحاورہ ترجمہ کریں؟

(ب) شان نزول بتائیں؟

جواب:

(الف): بامحاورہ ترجمہ:

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ اور رسول معظم کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں ایسی چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندگی بخشتی ہے۔ اس بات سے تم خبردار ہو جاؤ کہ اللہ کا حکم اس کے دلی ارادوں میں حائل ہوتا ہے اور تم نے اسی کے پاس پیش ہونا ہے۔

(ب): شان نزول:

اس آیت کریمہ کے شان نزول کے حوالے سے صدرالافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بلانا اللہ تعالیٰ ہی کا بلانا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت سعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں مسجد میں نماز ادا کر رہا تھا تو مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا، میں نے جواب نہ دیا۔ پھر میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نماز ادا کر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ۔ دوسری حدیث میں بھی اسی طرح ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نماز ادا کر رہے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلب کیا تو انہوں نے تیزی سے نماز مکمل

کر کے سلام عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں جواب دینے کے لیے کیا چیز مانع ہوئی؟ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں حالت نماز میں تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا: کیا تم نے قرآن کریم میں یہ نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر تم حاضر ہو جایا کرو؟ میں نے عرض کیا: آئندہ بیشک ایسا ہی ہوگا۔ (خزائن العرفان)

مفسر شہیر حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اسی ایت کے تحت لکھتے ہیں:

اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بلانا اللہ تعالیٰ کا ہی بلانا ہے کیونکہ بلاواسطہ رب کسی کو نہیں بلاتا۔ دوسرے یہ کہ مسلمان کسی حال میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جائے بلکہ اگر کوئی نمازی بحالت نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جائے اور جس کام کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم بھیجیں وہ کر بھی آئے، جب بھی نماز ہی میں ہوگا۔ جتنی رکعات رہ گئی تھیں وہی پوری کرے گا۔ اگر نمازی کا وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر آنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنا نماز فاسد نہیں کرتا۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے بلاتا ہے۔ قرآن وحدیث ایک ہی زبان سے ادا ہوتی ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جس کے متعلق آپ نے فرمایا: یہ قرآن ہے، ہم نے اسے قرآن مان لیا، جس کے متعلق فرمایا یہ حدیث ہے، ہم نے اسے حدیث تسلیم کر لیا۔ زبان ایک ہے مگر کلام کی نوعیتیں دو ہیں۔ لہٰذا بلانے والے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے۔ کہیں اپنا نام لے کر، کہیں رب کا نام لے کر، کہیں رب کا حکم سنا کر، اس لیے دعا میں دعا صیغہ واحد ارشاد ہوا۔ اس سے معلوم ہوا حدیث پر عمل کرنا اتنا ہی لازم ہے جتنا قرآن پر۔ (تفسیر نور العرفان)

سوال 4: اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِى الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ○

آیت کریمہ کا لفظی وبامحاورہ ترجمہ کریں؟

جواب:

آیت مبارکہ کا لفظی وبامحاورہ ترجمہ:

اگر تم نے اس کی مدد نہ کی پس اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کی جب وہ کافر لوگوں سے نکلے۔ جب وہ دونوں غار میں تھے، جب انہوں نے اپنے ساتھی سے فرمایا: تم غم مت کرو! بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ (ان پر) اپنا سکینہ اتارا فوجوں کی مدد کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کفار کی بات خاک میں ملا دی اور اللہ کا کلمہ بلند ہو گیا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

لفظی ترجمہ:

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَ
اگر نہ تم نے مدد کی ان پس بیشک مدد کی ان اللہ جب نکالا آپ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِى الْغَارِ
وہ لوگ وہ کافر ہوئے دوسرے دونوں جب وہ دونوں غار میں

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ
جب کہہ رہے تھے کو کے لیے ساتھی اپنے نہ غمگین ہو بیشک اللہ ساتھ ہمارے

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ
پس اتارا اللہ سکونت ان پر ان اور مدد کی

بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ
ان کی ساتھ لشکر کے لیے آپ نہیں تم نے دیکھا اسے اور کر دیا بات

الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا ؕ
وہ لوگ وہ کافر ہوئے نیچے اور بات اللہ وہ بلند

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ○
اور اللہ غالب حکمت والا ہے

سوال نمبر 5: سوال نمبر 4 کی آیت میں خط کشیدہ الفاظ کی تشریح کریں؟

جواب:

خط کشیدہ الفاظ کی تشریح:

ثَانِیَ اثْنَیْنِ: (دونوں میں سے دوسرے) اس سے مراد ایک تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور دوسری شخصیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مراد ہے کیونکہ آقا اور خادم اعلیٰ نے ایک ساتھ ہجرت کی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت قرآن سے ثابت ہے اور ان کی صحابیت کا انکار کفر ہے کیونکہ نص قرآنی کا انکار ہے۔

لَاتَحْزَنْ: (تم غم نہ کرو) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جان نثاری پر تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرمایا: تم غم مت کھاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے لہٰذا دشمن ہمارا تعاقب نہیں کرسکتا اور ہمیں تکلیف وگزند نہیں پہنچا سکتا۔

بِجُنُوْد: لفظ ''جنود'' جمع ہے جس کا واحد ''جند'' ہے بمعنی لشکر۔ یہاں جنود و لشکر سے مراد ملائکہ (فرشتے) ہیں جنہوں نے دشمن کی بھاری فوجوں کے رخ تبدیل کر دیے اور مسلمانوں کی افرادی قوت میں بے پناہ اضافہ کر کے کامیابی سے ہمکنار کیا۔

سوال نمبر 6: وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

ترجمہ و مفہوم بیان کریں؟

واقعہ کے پس منظر کی وضاحت ہو تو بہت خوب ہوگا؟

جواب: (ترجمہ): اور ان تینوں کو موقوف رکھا گیا تھا یہاں تک زمین وسیع ہونے کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور وہ اپنی جانوں سے بھی تنگ آچکے تھے۔ انہیں اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ پناہ صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی توبہ قبول کی گئی اور وہ تائب ہی رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

مفہوم عبارت:

مندرجہ بالا عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ تین صحابہ کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع تینوں انصاری تھے مگر جہاد میں شریک ہونے کی سعادت سے محروم رہے۔ انہیں موقوف رکھا گیا یعنی ان سے دوست و احباب، اعزہ و اقارب اور سب لوگوں نے مکمل بائیکاٹ کیا، اس طرح زمین وسیع ہونے کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر چھوڑ رکھا تھا۔ لہٰذا وہ مجبور ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کریں اور جہاد میں عدم شرکت کے گناہ کی معافی طلب کریں۔ آخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی توبہ قبول کر لی گئی اور انہیں معاف کر دیا گیا۔

مذکورہ واقعہ کا پس منظر:

مندرجہ بالا عبارت میں میں واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ تینوں انصاری صحابہ جنگ تبوک میں شرکت سے محروم رہے۔ جنگ سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جہاد میں عدم شرکت کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے مختلف وجوہات بتائیں آپ نے فرمایا: تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آنے تک ہم انتظار کریں گے اور ساتھ ہی ان سے گفتگو کرنے، حالات دریافت کرنے اور سلام کہنے کی ممانعت کر دی گئی۔ اس طرح سب لوگ پہچان کے باوجود اجنبی بن گئے، احباب ہونے کے باوجود عدم توجہ کا شکار ہو گئے اور اعزاء و اقارب بھی اجنبی ثابت ہوئے۔ ایسے حالات میں وہ بہت پریشان ہوئے۔ اس پریشان کن صورت حال نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ اپنے کیے کی سزا بھگتیں آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں معاف کر دیا۔

حصہ دوم: اصول تفسیر

سوال ۱: ''نزول'' کا کیا معنی ہے اور اس کی کتنی صورتیں ہیں، پہلی کتابوں اور نزول قرآن میں کیا فرق ہے؟

جواب:

نزول کا معنیٰ اوراس کی صورتیں:

لفظ''نزول'' کا مطلب کسی چیز کا بلندی سے پستی کی طرف آنا ہےاوراس میں حرکت لازم ہوتی ہے جبکہ کلام حرکت سے منزہ ہوتی ہے۔ نقل ونزول کی تین صورتیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- کسی چیز پر کلام لکھاجائے اور اس چیز کو منتقل کیا جائے' جس طرح ہم دوست واحباب کے نام کلام کو قرطاس پر منتقل کرتے ہیں اور پھر قرطاس آگے منتقل کر دیتے ہیں۔ پہلی آسمانی کتب کے نزول کا یہی طریقہ کار تھا۔

۲- وہ کلام کسی شخصیت کے ذریعے دوسرے مقام کی طرف منتقل کیا جائے' اس صورت میں پیغام لیجانے والا حرکت کرے گا اور کلام اس کے ذریعے دوسرے مقام میں منتقل ہوجائے گا۔اس طرح کلام کسی ذات کے باعث منتقل ہوگا۔

۳- کسی واسطہ و وسیلہ کے بغیر براہ راست سننے والے سے بات کی جائے۔ نزول قرآن ان (آخری) صورتوں میں نازل ہوا ہے۔یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام قاصد کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کا کلام لاتے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر سناتے تھے اور شب معراج میں براہ راست اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوا۔

سابقہ کتب سماوی اور قرآن کے نزول میں فرق:

سابقہ آسمانی کتب اور قرآن کے نزول میں تین طرح کا فرق ہوسکتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- سابقہ آسمانی کتب اور صحائف دینے کے لیے انبیاء کرام کو مقررہ مقامات پر طلب کیا گیا لیکن قرآن وہاں پہنچایا گیا جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔

۲- پہلی آسمانی کتب کا نزول دفعتہً ہوا جبکہ قرآن کریم کا نزول بتدریج تقریباً 23 سال تک ہوتا رہا۔اس تدریج میں امت محمدیہ کے عمل میں آسانی پیدا کرنا مقصود تھا۔

سوال 2: وحی ہونے کے اعتبار سے قرآن وحدیث دونوں میں فرق کیسے کریں گے؟ تفصیل سے لکھیں۔

جواب: قرآن اور حدیث میں فرق کی تفصیل:

بلاشبہ قرآن وحدیث دونوں اللہ تعالیٰ کی وحی ہیں لیکن دونوں کے مابین فرق کئی اعتبار سے کیا جاسکتا ہے:

۱- قرآن وحی متلو ہے اور حدیث وحی غیر متلو ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کی تلاوت حدیث کے مقابلہ میں کثرت سے کی جاتی ہے۔

۲- قرآن کے مضامین اور الفاظ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں جبکہ حدیث کے مضامین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں جبکہ ان کا لباس یعنی الفاظ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہیں۔

۳- قرآن وحی جلی ہے جبکہ حدیث وحی خفی ہے۔ وحی جلی کا انکار صراحتاً کفر ہے جبکہ وحی خفی کا انکار قریب الکفر یا گمراہی وبے دینی ہے۔

۴- قرآن کریم کی نماز میں تلاوت کی جاسکتی ہے جبکہ قرآن کی بجائے کسی حدیث کی نماز میں تلاوت کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ عمل دونوں کے مضامین پر کرنا ضروری ہے۔

سوال 3: سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن کے کچھ نسخوں کو جلا دیا تھا۔ ایسا کیوں کیا گیا؟

جواب: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے قرآنی نسخوں کو جلانے کی وجہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سب سے بڑا یہ کارنامہ ہے کہ آپ نے پوری ملت کو قرآن کے ایک نسخہ پر متحد کر دیا تھا۔ آپ نے اپنے عہد ہمایوں میں حضرت حذیفہ بن الیمان کو آمینیہ اور آذربائیجان کا کمانڈر مقرر کر رکھا تھا۔ وہ جب وہاں کی مہمات سے فارغ ہوکر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے قرآن کریم کے حوالے سے مشورہ دیتے ہوئے گزارش کی حضور! قرآن کریم کے حوالے سے اختلاف کی صورت پیدا

ہو چکی ہے اگر اس پر "بو" نہ پایا گیا تو ہماری حالت یہود و نصاریٰ سے مختلف نہیں ہو گی۔ لہٰذا اس کا جلدی اہتمام کریں۔ بعض صحابہ کے پاس قرآن کے نسخے تھے جن میں متن قرآن کے علاوہ تفسیری فوائد بھی درج تھے جو انہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھائے تھے۔ انہوں نے اپنی تمام تحریر کو قرآن سمجھ لیا تھا جس طرح مصحف ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ حفاظ قرآن کرام شبہ کی صورت میں اسی مصحف سے تصحیح کرتے تھے، اس سے لقمہ کی تصحیح میں دشواری بھی پیش آتی تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور ان کی معاونت کے لیے حضرت ابن زبیر، حضرت سعید بن عاص اور حضرت عبداللہ بن حارث کو بھی تعینات کیا۔ حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نسخہ طلب کیا۔ پھر صحابہ سے مختلف نسخہ جات طلب کیے۔ تمام نسخوں کو بالخصوص حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نسخہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے نہایت تحقیق و محنت شاقہ سے قرآن کریم کے چند نسخے تیار کرائے جو شام، عراق اور مصر وغیرہ ممالک میں بھیجے گئے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نسخہ انہیں واپس کر دیا گیا۔ باقی صحابہ کے نسخہ جات جن میں متن قرآن اور تفسیری فوائد تھے، کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس غرض سے جلا دیے تاکہ مسلمانوں میں قرآن کریم کے حوالے سے اختلاف کا ہمیشہ کے لیے دروازہ بند ہو جائے۔ ان نسخوں کو جلا کر اور اصل متن والے نسخے مفتوحہ علاقہ جات، ممالک اور ریاستوں میں پہنچا کر مسلمانوں کو قرآن کریم کے ایک نسخہ پر متحد کر کے سنہری خدمت انجام دی جو آپ کا تاریخ ساز کارنامہ بھی ہے۔

سوال 4: ''تفسیر'' کی کیا تعریف ہے؟ اس کی کتنی قسمیں؟ اور مفسر کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: **تفسیر کی تعریف:**

لفظ تفسیر، فسر یفسر سے مصدر ہے اس کا لغوی معنی ہے معنی و مفہوم کی وضاحت کرنا۔ محاورہ میں تفسیر سے مراد ہے کہ کسی کے کلام کا مقصد اس طرح بیان کر دینا کہ اس پر کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے۔ مفسرین کے نزدیک تفسیر سے مراد قرآن کریم کی کسی آیت کی اس طرح وضاحت کرنا ہے کہ اس کا شان نزول، احکام اور فقہی مسائل عیاں ہو جائیں۔

اقسام تفسیر:

اقسام تفسیر چار ہیں:

۱۔ تفسیر القرآن بالقرآن (ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت کے ساتھ کرنا)

۲۔ تفسیر القرآن بالحدیث (قرآن کی تفسیر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کرنا)

۳۔ تفسیر القرآن باقوال الصحابۃ والفقہاء (صحابہ وفقہاء کے اقوال سے تفسیر کرنا)

۴۔ تفسیر القرآن باقوال التابعین وتبع التابعین۔

شرائط مفسر:

مفسر کے لیے کثیر شرائط ہیں جن میں چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ قرآن کے مقصد کو مکمل طور پر جانتا ہو۔

۲۔ ناسخ ومنسوخ آیات پر گہری نظر رکھتا ہو۔

۳۔ آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ میں تطبیق دینے میں مہارت رکھتا ہو۔

4۔ آیات مبارکہ کے شان نزول اور مواقع نزول سے مطلع ہو۔

۵۔ آیات مبارکہ کی توجیہات بیان کر سکتا ہو۔

۶۔ آیات کے ضمن میں قواعد عربیہ کے مطابق محذوفات نکالنے پر قادر ہو۔

۷۔ اہل عرب کے محاورات سے مکمل طور پر واقف ہو۔

۸۔ محکم اور متشابہ رایات پر گہری نظر رکھتا ہو۔

۹۔ قرآنی واقعات ومضامین میں اختلافات سے آگاہ ہو۔

۱۰۔ مکی اور مدنی آیات کریمہ پر گرفت رکھتا ہو۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

القسم الاوّل: حدیث شریف

سوال ۱: درج ذیل احادیث کا لفظی ترجمہ اور مختصر مفہوم تحریر کریں؟

۱-عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكر ضيفه، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليصل رحمه، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيراً اوليصمت .

۲- عن امية بن مخشى الصحابى رضى الله تعالى عنه قال كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم جالساو رجل يأكل، فلم يسم حتىٰ لم يبق من طعامه الالقمة فلما رفعها الى فيه قال بسم الله اوله وآخره، فضحك النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال مازال الشيطان يا كل معه فلما ذكر اسم الله استقاء مافى بطنه .

۳-عن ابى سعيد الخدرى رضى الله تعالىٰ عنه ان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نهى عن النفخ فى الشراب فقال رجل القذاة اراهافى الاناء ؟ فقال اهرقها قال انى لا اروى من نفس واحد؟ فقال فابن القدم اذا عن فيك .

۴- عن ابى سعيد الخدرى رضى الله تعالىٰ عنه قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ازارة المسلم الى نصف ساق، ولا حرج، اولا جناح فيما بينه وبين الكعبين مكان اسفل من

العكبين فهوفى النار ومن جرازاره بطرالم ينظر الله اليه .

۵- عن معاذ بن انس رضى الله تعالىٰ عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من ترك اللباس تواضعا لله وهو يقد عليه، دعا ه الله يوم القيامة على رؤس الخلائق حتىٰ يخيره من اى حلل الايمان شاء يلبسها .

۶- عن شريد بن سويد رضى الله تعالىٰ عنه قال مربى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وانا جالس هكذا وقد وضعت يدى اليسرى خلف الظهرى واتكات على الية يدى فقال اتقعد قعدة المغضوب عليهم .

جواب: احادیث مبارکہ کا ترجمہ ومفہوم:

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کا بالترتیب ترجمہ اور مفہوم ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

۱-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے، جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

مفہوم:

اس روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلم کو تین نصیحتیں فرمائیں:

۱-وہ اپنے مہمان کا ادب واحترام بجالائے اور اسکی خدمت وتواضع کرے۔

۲-اپنے اعزاء واقارب کے ساتھ اچھا سلوک کرے کیونکہ ان سے اچھا سلوک کرنے کی وجہ سے دوگنا ثواب ملتا ہے ایک رشتہ داری کی وجہ سے اور دوسرا مسلمان ہونے کی وجہ سے۔

۳- وہ اچھی، نصیحت آموز اور سبق آموز بات کرے یا سکوت اختیار کرے کیونکہ فضول گفتگو کرنا مسلمان کی شایان شان نہیں ہے۔

۲- حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص کھانا کھا رہا تھا جبکہ اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی، یہاں تک کہ کھانا ختم ہو گیا لیکن ایک لقمہ باقی تھا۔ اس نے وہ لقمہ اپنے منہ کی طرف لاتے وقت یوں کہا: "بسم اللہ اولہ و اخرہ" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان اس شخص کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔ پس جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو شیطان نے کھایا ہوا کھانا قے کر دیا۔

مفہوم:

بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھانے سے کھانا شیطان سے محفوظ اور بابرکت ہو جاتا ہے۔ جس کھانے کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس میں شیطان بھی کھانے میں شامل ہو جاتا ہے اور کھانا بے برکت ہوتا ہے۔ لہٰذا کوئی بھی چیز کھانی ہو یا پینی ہو اس کے آغاز میں بسم اللہ ضرور پڑھنی چاہیے تاکہ شیطان کی شرکت سے نجات حاصل ہو جائے۔

۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی رویات ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی میں پھونک مارنے سے منع کیا۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اگر برتن میں تنکہ موجود ہو؟ آپ نے جواب دیا: اسے بہا دو۔ اس نے پھر عرض کیا: میں ایک سانس میں پانی پینے سے سیراب نہیں ہوتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے منہ سے برتن کو الگ کر لیا کرو۔

مفہوم:

اس روایت میں زبان نبوت سے یہ تلقین کی گئی ہے کہ مشروب میں پھونک نہیں مارنی چاہیے کیونکہ ایسی صورت میں مشروب میں تھوک مل جاتا ہے جو بیماری کا سبب بن سکتا ہے۔

البتہ مشروب میں تنکا ہو تو برتن کو انڈھیل دیا جائے۔ پانی تین سانسوں میں پینا چاہیے تاکہ یکبارگی پینے سے انتڑیوں پر گہرا اثر نہ ہو۔

۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کا تہبند اس کی نصف پنڈلی تک ہونا چاہیے، نصف پنڈلی سے لے کر ٹخنوں پر تہبند ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، جو ٹخنوں کے نیچے ہوگا وہ جہنم میں ہوگا اور جو آدمی تکبر وغرور کی وجہ سے اپنا کپڑا (تہبند وغیرہ) لٹکائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا۔

مفہوم:

اس روایت میں تکبر وغرور ترک کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جو شخص تکبر وغرور کی وجہ سے اپنا تہبند ٹخنوں کے نیچے لٹکاتا ہے تو اسے جہنم کی سزا سے دوچار ہونا پڑے گا اور ایسے متکبر شخص کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

۵- حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی عجز وانکسار کے باعث سادہ لباس زیب تن کرتا ہے وہ اس کے لیے درست ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کے سامنے اسے طلب کرے گا اور اسے ایمان کا لباس زیب تن کرائے گا۔

مفہوم:

عجز وانکسار اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، جو شخص دنیا میں معمولی اور سادہ لباس زیب تن کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن پروقار، باعزت اور خوشنما لباس پہنائے گا۔

۶- حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے پاس سے گزر ہوا جبکہ میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا، میں اس دوران اپنا بایاں ہاتھ اپنی پشت پر رکھا ہوا تھا اور ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے ناپسند بندے کی طرح بیٹھے ہوئے

ہو۔

مفہوم:

اس روایت میں ہمیں ہدایت کی گئی ہے کہ جانوروں اور چار پایوں کی طرح زمین پر مت بیٹھیں بلکہ انسان کو اپنے مقام ومرتبہ کے مطابق انسانوں کی ہی طرح بیٹھنا چاہیے۔

سوال 2: درج ذیل احادیث کا لفظی ترجمہ اور مختصر مفہوم تحریر کریں؟

۱ –عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرؤ یا الصالحۃ وفی روایۃ الرؤیا الحسنۃ من اللہ والحلم من الشیطن ممن رأی شیئا یکرھہ فلینفث عن شمالہ ثلاثا ویتعوز من الشیطان فانھا لا تضرہ ۔

۲ –عن ابی عمارۃ البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال امر نا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بسبع بعیادۃ المریض واتباع الجنائز و تشمیت العاطس ونصر الضعیف ' وعون المظلوم' وافشاء السلام وابرار المقسم ۔

۳– عن مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیثہ الطویل قال کنا نرفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم نصیبہ من اللبن فجئ من اللیل فلیسلم تسلیما لا یوقظ نائما ویسمع الیقظان فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسلم کما کان یسلم ۔

۴– عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال عطس رجلان عندالنبی صلی ال للہ علیہ وسلم فشمت احد ھما ولم یشمت الاخر فقال الذی لم یشمتہ عطس فلان فسمتہ وعطست فلم تشمتنی فقال ان ھذا حمداللہ وانک لم تحمداللہ ۔

۵– عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت قدم زید بن حارثۃ المدینۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتی فاتاہ فقرع

الباب' فقام الیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یجر ثوبہ فاعتنقہ وقبلہ ۔

۶ – عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی منی' فاتی لجمرۃ فرماھا' ثم اتی منزلہ بمنی و نحر ثم قال للحلاق خذوا اشار الی جانبہ الایمن ثم الایسر ثم جعل یعطیہ الناس ۔

جواب:

احادیث مبارکہ کا ترجمہ ومفہوم:

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کا بالترتیب ترجمہ اور مفہوم ذیل میں پیش کیا جارہا ہے:

۱- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رؤیائے صالحہ اور ایک روایت کے مطابق رؤیائے حسنہ کے بارے میں فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتے ہیں جبکہ برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ تم میں سے جب کوئی شخص برا خواب دیکھے تو وہ اپنی دائیں طرف تین بار تھوک ڈالے اور شیطان کی پناہ مانگے تو وہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

مفہوم:

اس روایت میں بتایا گیا ہے کہ اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ برے خوابوں کی تاثیر سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ تین دفعہ بائیں طرف تھوکا جائے' شیطان کی پناہ مانگی جائے تو شیطان نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

۲- حضرت ابوعمارہ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا:

۱- بیمار کی تیمارداری کرنے کا' ۲- نماز جنازہ میں شامل ہونے کا' ۳- چھینکنے والے کا جواب دینے کا' ۴- مظلوم کی معاونت کرنے کا' ۵- کمزور کی امداد کرنے کا' ۶- سلام کو عام کرنے کا' ۷- قسم کو پورا کرنے کا۔

مفہوم:

اس روایت میں خصوصیت کے ساتھ سات چیزوں کی تلقین کی گئی ہے: بیمار کی عیادت کرنے' نماز جنازہ میں شامل ہونے' چھینکنے والے کا جواب دینے' مظلوم کی معاونت کرنے' ضعیف کی مدد کرنے' سلام کی ترویج کرنے اور قسم پوری کرنے کی۔

۳- حضرت مقداد رضی اللہ عنہ طویل روایت بیان کرتے ہیں کہ ہم اپنے حصہ سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دودھ رکھا کرتے تھے' آپ رات کے وقت تشریف لاتے تو آہستہ سلام فرماتے تاکہ جاگنے والے سن سکیں اور سونے والے پریشان نہ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوتی تو حسب معمول سلام فرماتے تھے۔

مفہوم:

اس روایت میں یہ درس دیا گیا ہے کہ رات کے وقت جب کسی کے گھر جائیں تو بلاوجہ اہل خانہ کو پریشان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے حتی کہ سلام کرنے یا نہ کرنے میں بھی نہایت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دو شخصوں نے چھینکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کی چھینک کا جواب دیا مگر دوسرے کی چھینک کا جاب نہ دیا۔ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھینک کا جواب نہیں دیا تھا' اس نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں کی چھینک کا جواب دیا ہے جبکہ میری چھینک کا جواب نہیں دیا؟ آپ نے فرمایا: اس نے چھینک آتے ہی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی تھی جبکہ تو نے

اللہ تعالیٰ کی حمد بیان نہیں کی تھی۔

مفہوم:

اس روایت میں چھینک کا جواب دینے کے لیے ایک ضابطہ بیان کر دیا گیا ہے کہ چھینک آتے وقت جو شخص اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے اس کی چھینک کا جواب دیا جائے گا جبکہ اللہ تعالیٰ کی حمد نہ بیان کرنے والے کی چھینک کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ چھینک آنے پر فوراً اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کریں تاکہ اس کے جواب کے حقدار بن سکیں۔

۵- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ آئے تو اس وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے دروازہ کی طرف بڑھے' آپ نے ان سے معانقہ کیا اور بوسہ بھی دیا تھا۔

مفہوم:

اس روایت میں مہمان کے احترام واکرام کا درس دیا گیا ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں آئے تو زیارت سے مشرف ہونے کے لیے دار عائشہ میں آئے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بڑھ کر دروازہ کھولا' ان کے گلے ملے اور بوسہ بھی دیا تھا۔

۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں تشریف لائے تو شیطان کے پاس کھڑے ہو کر اسے کنکریاں ماریں' پھر منی میں تشریف لائے اور قربانی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کو اپنی دائیں طرف اور بائیں طرف کے بال تراشنے کا حکم دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بال لوگوں میں تقسیم فرمائے۔

مفہوم:

اس روایت سے ثابت ہوا کہ شیطان کو کنکریاں مارنا، قربانی کرنا، حجامت کرانا اور موئے مبارک بطور تبرک لوگوں میں تقسیم کرنا جائز ہے۔

سوال نمبر3: درج الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

الشکل، اللھوات، البر، الایضاع، الربیع، احتفزت، شنوا، رحیما، رفیقاً، شیب۔

جواب:

الفاظ کے معنی:

مندرجہ بالا الفاظ کے معانی درج ذیل ہیں:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
الشکل	ڈھانچہ، تصویر	اللھوات	کھیلیں
البر	نیکی	الایضاح	تفصیل، تشریح
الربیع	موسم بہار	احتفوت	سرین کے بل بیٹھنا
شنوا	موٹا	رحیماً	بہت مہربان
رفیقاً	دوست	شیب	نوجوان

القسم الثانی: مقدمہ تذکرۃ المحدثین

سوال نمبر4: حجت حدیث پر نوٹ لکھیں؟

جواب:

حجیت حدیث پر نوٹ:

حجیت حدیث پر نوٹ درج ذیل ہے:

رب کائنات نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور اسوہ حسنہ

اپنانے کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے چند ایک ارشادات ملاحظہ فرمائیں:

۱- مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ۔

(رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو چیز تمہیں دیں وہ حاصل کرلو اور جس چیز سے آپ منع کریں اس سے تم باز آجاؤ۔)

۲- اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۔

(تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔)

۳- قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ ۔

(اے محبوب!) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو تم میری پیری کرو۔)

۴- لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ۔

(بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ تمہارے لیے بہترین نمونہ عمل ہے۔)

ان آیات سے ثابت ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال واقوال اور معمولات کی پیروی واجب وضروری ہے۔ آپ کی اطاعت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی پیروی ہرگز نہیں ہوسکتی۔ قرآن کریم میں نماز، روزہ اور حج وغیرہ عبادات واعمال کو فرض قرار دیا گیا ہے، جب تک احادیث مبارکہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور معمولات کو نہ اپنایا جائے ان پر کمال طریقے سے عمل نہیں ہوسکتا۔ مثلاً تعداد رکعات، رکوع وسجود کی کیفیات، ہمیں صرف احادیث سے معلوم ہوئیں۔ اسی طرح تعداد طواف، میدان عرفات ومزدلفہ میں قیام، رمی جمار، قربانی اور سعی صفا ومروہ تمام امور احادیث سے معلوم ہوئے۔ علی ہذا القیاس روزے کے تفصیلی مسائل بھی احادیث سے حاصل ہوئے۔

اگر احادیث قرآن سے الگ کردی جائیں تو قرآن پر عمل ناممکن ہوجائے گا، کیونکہ قرآن کی بہترین تفسیر احادیث مبارکہ کی روشنی میں ہوسکتی ہے یعنی احادیث قرآن کی تفسیر

ہیں۔ اس مختصر مگر نہایت جامع تقریر سے ثابت ہوا کہ شریعت مطہرہ میں احادیث مبارکہ کو ایک بہترین ماخذ کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے جس سے ''حجت حدیث'' کا مسئلہ بھی واضح ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر 5: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات کریں؟

(۱) مقطوع، (۲) مضطرب، (۳) مرسل، (4) عزیز، (۵) مستدرک، (۶) معجم، (۷) اطراف۔

جواب:

اصطلاحات حدیث کی تعریفات:

اصطلاحات فن حدیث کی بالترتیب تعریفات درج ذیل ہیں:

۱- مقطوع: ایسی حدیث ہے جس میں تابعین کے اقوال، افعال اور تقریرات کا ذکر ہو۔

۲- مضطرب: وہ روایت ہے جس کی سند یا متن حدیث میں تقدیم وتاخیر یا کمی وزیادتی کی گئی ہو۔

۳- مرسل: وہ حدیث ہے جس کی سند کے اختتام سے کسی راوی کو حذف کیا گیا ہو مثلاً تابعی، صحابی کو چھوڑ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرے۔

۴- عزیز: وہ حدیث ہے جس کے دو راوی ہوں اور سلسلہ سند میں ہر دور میں کم از کم دو راوی روایت کریں۔

۵- مستدرک: وہ کتاب حدیث ہے جس میں مختلف ابواب کے تحت ان احادیث مبارکہ جمع کیا جائے جو مصنف سے چھوٹ گئی ہوں۔ مثلاً المستدرک للحاکم علی الصحیحین۔

۶- معجم: وہ کتاب حدیث ہے جس میں شیوخ کی ترتیب سے احادیث مبارکہ جمع کی گئی ہوں۔ مثلاً المعجم للطبرانی۔

۷- اطراف: وہ کتاب حدیث ہے جس میں...... احادیث کا وہ حصہ ذکر کیا گیا ہو جو بقیہ پر دلالت کرے۔ پھر حدیث کے تمام طرق اور اسانید بیان کر دی گئی ہوں یا بعض کتب مخصوصہ کی اسانید بیان کی گئی ہوں۔ مثلاً اطراف الکتب الخمسۃ لابی العباس وغیرہ۔

سوال نمبر 6: متن اور سند میں احکام کا فرق واضح کریں؟

جواب: متن اور سند میں احکام کا فرق:

راوی کے قوی وضعف اور طعن وجرح کا تعلق محض سند سے ہے جبکہ متن کا حکم قرآن سے ہے۔ اس بات کا امکان ہے کہ کسی صحیح حدیث کو وضاح راوی بیان کرے، تو سند کے اعتبار سے ایسی روایت کو موضوع کہا جائے گا مگر بنفسہ وہ روایت موضوع نہیں ہوگی۔ جس حدیث کی سند میں وضاح راوی موجود ہو جبکہ متن حدیث کسی طریقہ سے ثابت نہ ہو تو اس حدیث کو مطلقاً موضوع کہا جائے گا۔ مثلاً امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں: حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد روایات کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حدیث ''طلب العلم فریضۃ'' موضوع ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق سند کے اعتبار سے یہ روایت موضوع ہو سکتی ہے لیکن متن کے لحاظ سے ہرگز موضوع نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ دیگر طرق خواہ ضعیفہ سے متن ثابت ہے۔

اسی طرح علامہ عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف تمہید میں حدیث مبارکہ ''الصلوٰۃ بسواک خیر من سبعین صلوٰۃ'' کو باطل قرار دیا ہے مگر علامہ سخاوی فرماتے ہیں یہ حکم اس خاص سند کے اعتبار سے ہو سکتا ہے نہ کہ مطلقاً۔ علیٰ ھذا القیاس حدیث ضعیف میں بھی ضعف کا حکم بلحاظ سند کے ہوتا ہے جبکہ متن حدیث کا یہ حکم نہیں ہو سکتا۔ الغرض اگر راوی ضعیف ہو تو اس کی روایات میں صحیح، ضعیف اور موضوع ہر کسی کی روایت موجود ہوتی ہیں جن سے فن جرح وتعدیل کے علماء ہر روایت کو اپنے معیار اور تحقیق کے مطابق الگ کر کے کتب احادیث مرتب کرتے ہیں کیونکہ یہ کام آسانی کے ساتھ وہی لوگ انجام دے سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

القسم الاوّل: فقہ

سوال نمبر 1: (۱) حج کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کریں۔ (۲) وجوب حج کی شرائط لکھیں؟ (۳) مواقیت حج تحریر کریں؟ (۴) ارکان حج لکھیں؟

جواب: فقہی اصطلاحات کی تعریفات:

مندرجہ بالا فقہی اصطلاح کی تعریفات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

(۱)۔ حج کا لغوی واصطلاحی معنی:

لفظ ''حج'' کا لغوی معنی قصد وارادہ کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں حج سے مراد ارکان مخصوصہ ہیں مثلاً طواف، احرام، سعی صفا ومروہ، قیام عرفات ومزدالفہ، رمی جمار، قرآن اور طواف الوادع وغیرہ۔

(۲)۔ شرائط وجوب حج:

شرائط وجوب حج درج ذیل ہیں:

(۱)۔ مسلمان ہونا، (۲) دارالحرب میں ہونے کی صورت میں فرضیت حج کا علم ہونا بھی ضروری ہے۔ (۳) بالغ ہونا، (۴) عاقل وباہوش ہونا، (۵) آزاد ہونا، (۶) صحت مند ہونا، (۷) زادراہ پر قدرت ہونا، (۸) وقت یعنی حج کے مہینے میں ان شرائط کا پایا جانا۔

(۳)۔ مواقیت حج:

مواقیت، میقات کی جمع ہے جس سے مراد وہ مقام ہے جہاں سے احرام زیب تن کیے بغیر آگے بڑھنا منع ہے۔ مواقیت درج ذیل ہیں:

(۱)۔ ذوالحلیفہ: اہل مدینہ کے لیے۔

(۲)۔ ذات عرق: اہل عراق کے لیے۔

(۳)۔ جحفہ: اہل شام کے لیے۔

(۴)۔ قرن: اہل نجد کے لیے۔

(۵)۔ یلملم: اہل یمن کے لیے۔

(۴)۔ ارکان حج:

ارکان حج چار ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) احرام، (۲) اسلام، (۳) نو (۹) ذی الحجہ کے زوال سے لے کر قربانی کی صبح تک احرام کی حالت میں میدان عرفات میں قیام کرنا۔ (۴) بروقت طواف کرنا۔

سوال نمبر 2: (۱) صوم کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں؟ (۲) کفارہ صوم واجب کرنے والی چیزیں لکھیں؟ (۳) صدقہ فطر کے مسائل پر نوٹ لکھیں؟

جواب: (۱)۔ صوم کا لغوی واصطلاحی معنی:

لفظ ''صوم'' کا لغوی معنی رکنا، باز آنا ہے۔ شرعی اصطلاح میں صوم سے مراد صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور جماع سے رکے رہنے کا نام ہے۔

(۲)۔ کفارہ واجب کرنے والی اشیاء:

کفارہ واجب کرنے والی یا جن سے کفارہ واجب ہوتا ہے، وہ اشیاء درج ذیل ہیں:

(۱)۔ حالت روزہ میں سبیلین میں سے کسی ایک میں عمداً جماع کرلیا۔

(۲)۔ حالت روزہ میں ایسی چیز کھا پی لی جو بطور غذا یا دواء استعمال کی جاتی ہو تو ایسے شخص پر قضاء وکفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

(۳)۔ صدقہ فطر کے مسائل:

جو شخص مسلمان، آزاد اور اتنے نصاب کا مالک ہو جس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے، پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے۔ جس شخص کی ملکیت میں کچھ مقدار کپڑے کے تھان، گھوڑے

سامان اور ہتھیار وغیرہ ہوں ان سب کی قیمت نصاب کو پہنچ جائے تو صدقہ فطر واجب ہوگا ورنہ نہیں۔ صدقہ فطر کے وجوب کے لیے نصاب پر سال گزرنا ضروری نہیں ہے۔ گھر کا سربراہ اپنی طرف سے' اپنی نابالغ اولاد اور خدمت کے غلاموں کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے گا۔ اپنی بیوی اور بڑی (بالغ) اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں ہے' ہاں ادا کرنے کی صورت میں ادا ہو جائے گا۔ صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں۔ وہ یہ لوگ ہیں: فقراء' مساکین' غارمین' عاملین' ابن السبیل' فی سبیل اور نو مسلم لوگوں کو تالیف قلوب کی غرض سے۔

سوال نمبر 3: قال ابو حنیفة رحمة الله تعالٰی علیه فی قلیل ما اخرجة الارض و کثیره العشر واجب سواء سقی سیحا اوسقته السماء الاالحطب والقصب والحشیش' وقال ابو یوسف و محمد رحمهما الله لایجب العشر الا فیما له ثمرة باقیة اذا بلغت خمسة اوسق ۔

(۱)- ترجمہ لکھیں' (۲) زکوٰۃ اور عشر کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں؟ (۳) مصارف زکوٰۃ اور عشر تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لکڑی' بانس اور گھاس کے علاوہ ہر وہ چیز جو زمین سے پیدا ہوتی ہے خواہ وہ قلیل مقدار میں ہو یا کثیر مقدار میں' علاوہ ازیں خواہ اسے نہر سیراب کرتی ہو یا بارش کا پانی' اس میں عشر واجب ہے۔ حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عشر واجب نہیں ہوتا مگر ان اشیاء پر جن کا پھل باقی رہتا ہو بشرطیکہ ان کی مقدار پانچ وسق کو پہنچ جائے۔ (جن کا وزن اٹھائیس (28) سیر بنتا ہے۔)

(۲)- زکوٰۃ اور عشر کا لغوی و اصطلاحی معنی:

لفظ زکوٰۃ کا لغوی معنی پاک اور صاف کے ہیں۔ اصطلاح شرع میں زکوٰۃ سے مراد

مال انصاف سے اڑھائی فیصد کے حساب دولت یا جنس الگ کر دینا تاکہ وہ مستحقین کو پیش کی جا سکے۔

لفظ ''عشر'' کا لغوی معنی دس کے ہیں جبکہ اصطلاحی معنی زمین کی ہر پیداوار کا دسواں حصہ ہے جو اس کے حقدار لوگوں میں تقسیم کیا جا سکے۔

(۳)-مصارف زکوٰۃ:

مصارف زکوٰۃ سات ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱)-فقیر: جس کے پاس بالکل دولت نہ ہو۔

(۲)-مسکین: جس کے پاس ایک وقت کا کھانا ہو۔

(۳)-عامل: وہ شخص جسے زکوٰۃ کی وصولی کے لیے تعینات کیا گیا ہو۔

(۴)-رقاب: غلام آزاد کروانے کے لیے۔

(۵)-غارم: مقروض (یعنی جس پر قرضہ ہو۔)

(۶)-فی سبیل اللہ: جہاد وغیرہ مقاصد کے لیے خرچ کرنا۔

(۷)-ابن السبیل: ایسا مسافر جس کے پاس حالت سفر میں کوئی دولت نہ ہو۔

سوال نمبر 4: (۱) نماز جنازہ کے ارکان لکھیں؟ (۲) صلوٰۃ الخوف کب اور کیسے پڑھی جاتی ہے؟ (۳) نمازوں کے اوقات مستحبہ تحریر کریں؟

جواب: (۱)-نماز جنازہ کے ارکان:

نماز جنازہ کے ارکان دو ہیں: (۱) تکبیرات اربعہ (۲) قیام۔

(۲)-صلوٰۃ الخوف کا طریقہ:

صلوٰۃ الخوف سے مراد وہ نماز ہے جو دشمن کے خوف اور جلنے کے خوف وغیرہ کے سبب پڑھی جاتی ہے۔ اس کے ادا کرنے کا طریقہ درجہ ذیل ہے:

امام نمازیوں کے دو گروپ بنائے ایک دشمن کے مقابلے میں تعینات ہو اور دوسرے کو نماز پڑھائے۔ اس گروپ کو ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ پڑھائے۔ جب امام سجدہ سے

فارغ ہوتو یہ گروپ دشمن کے مقابل چلا جائے اور دوسرا گروپ آ جائے۔ امام اس گروپ کو ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ پڑھائے پھر امام خود تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے گا جبکہ یہ (دوسرا گروپ) سلام پھیرے بغیر دشمن کے سامنے چلا جائے گا۔ پہلا گروپ آ کر بغیر قرأت کے ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے گا پھر یہ دشمن کے مقابل چلے جائیں۔ پھر دوسرا گروپ آ کر ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ اور قرأت کرتے ہوئے الگ الگ نماز ادا کریں گے۔ پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیر دیں گے۔ اگر امام مقیم ہو تو دونوں گروہوں کو دو،دو رکعت پڑھائے گا۔ نماز مغرب پڑھاتے وقت پہلے گروپ کو دو رکعت اور دوسرے گروہ کو ایک رکعت پڑھائے گا۔ اگر لڑائی گھمسان کی ہو تو امام مجاہدین کو باجماعت نماز نہیں پڑھائے گا۔ بلکہ کسی بھی طرف منہ کر کے عین لڑائی کے دوران مجاہدین نماز ادا کریں گے۔

(۳)-نمازوں کے اوقات مستحبہ:

نماز پنجگانہ کے اوقات مستحبہ درج ذیل ہیں:

۱-نماز فجر: نماز فجر ہر موسم میں تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ تم نماز فجر اجالے میں ادا کرو اس لیے کہ اس کا ثواب زیادہ ہے۔

۲-نماز ظہر: موسم گرما میں نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے یعنی تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے جبکہ موسم سرما میں جلدی سے ادا کرنا مستحب ہے۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ تم نماز ظہر کو ٹھنڈا کرو اللہ تعالیٰ تمہاری قبر کو ٹھنڈا کرے گا۔

۳-نماز عصر: ہر موسم میں نماز عصر کو تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے بشرطیکہ مکروہ وقت شروع نہ ہو۔

۴-نماز مغرب: ہر موسم میں نماز مغرب کو جلدی سے ادا کرنا مستحب ہے۔

۵-نماز عشاء: ہر موسم میں نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے۔

القسم الثانی: اصولِ فقہ

سوال نمبر 5: (۱) اصول فقہ کتنے ہیں؟ وجہ حصر بیان کریں۔ (۲) کتاب اللہ کی تعریف لکھیں؟ (۳) وحی کی تعریف، اقسام اور اقسام میں فرق بیان کریں؟

جواب:

(۱)-اصول فقہ اور ان کی وجہ حصر:

اصول فقہ چار ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) کتاب اللہ، (۲) سنت رسول، (۳) اجماع، (۴) قیاس۔

اصول فقہ کی وجہ حصر درج ذیل ہے:

فقہی دلائل میں اگر وحی جلی ہو تو کتاب اللہ ہوگی، اگر دلیل وحی خفی ہو تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی۔ اگر دلیل غیر وحی ہو تو اس پر سب کا اتفاق ہوگا تو اجماع ورنہ قیاس ہوگا۔

(۲)-کتاب اللہ کی تعریف:

کتاب اللہ کی تعریف بایں الفاظ کی گئی ہے:

هو اللفظ المنزل علىٰ محمد صلى الله عليه وسلم المنقول عنه بالتواتر المتعبد بتلاوته ۔(وہ عظیم الفاظ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارے گئے ہوں اور ہم تک تواتر کے ساتھ پہنچے ہوں اور ان کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہو۔)

(۳)-وحی کی تعریف، اقسام اور ان میں فرق:

وحی: لفظ وحی کا لغوی معنی ہے اشارہ کرنا جبکہ اصطلاح شرع سے مراد وہ کلام ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء پر اتارا جاتا ہے یا اولیاء وصالحین کے قلوب پر القاء کیا جاتا ہے۔ یہ کبھی فرشتہ کے واسطہ سے ہوتی ہے جو دکھائی دیتا ہے کبھی دکھائی نہیں دیتا یا کسی کے واسطہ کے بغیر سنا جاتا ہے جیسے شب معراج میں اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم علیہ السلام کی باہم گفتگو۔

اقسام وحی دو ہیں:

(۱)-وحی جلی جیسے قرآن کریم۔

(۲)-وحی خفی جیسے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

وحی کی دونوں اقسام میں کیے اعتبار سے فرق کیا گیا ہے جن میں سے مشہور پانچ اقسام درج ذیل ہیں:

۱-وحی جلی کو بغیر وضو کے چھونا حرام ہے۔

۲-وحی جلی کا اجر یہ ہے کہ اس کے ہر حرف پڑھنے پر دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔

۳-نماز میں محض وحی جلی کی تلاوت کی جاسکتی ہے۔

۴-وحی جلی کے بیان کرتے وقت من وعن نقل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

۵-وحی جلی کے مضامین اور الفاظ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

سوال نمبر 6:

(۱)-نہی کا لغوی معنی اور اصطلاحی معنی تحریر کریں؟

(۲)-قبح کے اعتبار سے منہی عنہ کی اقسام مع تعریفات لکھیں؟

(۳)-مطلق ومقید میں سے ہر ایک کی تعریف، مثال اور حکم بیان کریں؟

جواب:

(۱)-نہی کا لغوی واصطلاحی معنی:

لفظ ''نہی'' کا لغوی معنی رکنا، منع کرنا۔ جبکہ اصطلاح شرع میں اس سے مراد وہ کلمہ ہے جس سے ترک فعل لازم ہوجائے مثلاً لا تقل لهما اف (تم اپنے والدین کو اف تک نہ کہو۔)

(۲)-نہی کے اعتبار سے منہی عنہ کی اقسام اوران کی تحریفات:

قبح کے اعتبار سے منہی عنہ کی دو اقسام ہیں جن کی تعریفات درج ذیل ہیں:

۱-قبح لعینہ:

وہ منہی عنہ ہے جس میں قبح غیر کی طرف سے نہ ہو۔ اس کی پھر دو اقسام ہیں جو درج

ذیل ہیں:

۱-قبح لعینہ وصفاً: جس کی قباحت عقلاً بھی ظاہر ہو اور نہی سے بھی جیسے کفر منعم ومحسن، عقلی اعتبار سے بھی معیوب ہے۔

۲-قبح لعینہ شرعاً: جس میں قبح شرعاً تو ہو مگر عقلاً نہ ہو مثلاً آزاد شخص کی خرید وفروخت کا حکم۔

۲-قبح لغیرہ:

وہ کلمہ جس میں قبح امر خارج کی وجہ سے ہو۔

قبح لغیرہ کی بھی دو اقسام ہیں:

۱-قبح لغیرہ وصفاً: وہ لفظ ہے جس میں قبح غیر کے سبب سے ہو اور منہی عنہ الگ نہ ہو مثلاً یوم نحر کا روزہ رکھنا۔ نفس روزہ میں کوئی قباحت نہیں ہے لیکن یوم ضیافت ہونے کی وجہ سے منع ہے۔

۲-قبح لغیرہ مجاوراً: وہ کلمہ ہے جس میں قبح غیر سے آئے مگر وہ اس سے لازم نہ ہو مثلاً اذان جمعہ کے بعد خرید وفروخت کا حکم۔

۳-مطلق ومقید کی تعریفات مع امثلہ:

مطلق ومقید کی تعریفات مع امثلہ درج ذیل ہیں:

۱-مطلق کی تعریف:

وہ لفظ ہے جو ذات مدلول کو ظاہر کرے مگر اس میں صفات کا اعتبار نہ ہو مثلاً رسول، رقبہ۔

۲-حکم مطلق:

یہ اپنے اطلاق پر رہتا ہے، یہ قطعی ہوتا ہے اور اس کی تقیید وتخصیص صرف نص قطعی سے ہوسکتی ہے مثلاً وضو کے لیے اعضاء کو دھونے کا حکم ہے: فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ (پس تم اپنے چہرے اور اپنے ہاتھوں کو دھوؤ۔) اعضاء وضو میں تسمیہ اور ترتیب ضروری نہیں

ہے۔

مقید کی تعریف اور اس کا حکم:

مقید وہ لفظ ہے جو ذات مدلول کو ظاہر کرے اور مع وصف دلالت کرے مثلاً رَجُلٌ بَغْدَادِیٌّ۔

کفارہ قسم یوں بیان فرمایا گیا ہے: فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ ۔ یعنی گردن آزاد کرنا ہے جبکہ کفارہ قتل میں رقبہ مومنہ مراد ہے ۔ فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ مُّؤْمِنَۃٌ ۔(کفارہ قتل میں مومن گردن آزاد کرنی ہوگی۔) اس میں اس قید کو پیش نظر رکھا جائے گا کہ کفارہ قتل میں مومن غلام کی آزادی ہوگی۔

سوال 7: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات لکھیں؟

(ا)- مقیس علیہ' (۲) اجماع سکوتی' (۳) افعال تشریعیہ' (۴) مشہور' (۵) بیان تغییر' (۶) دلالۃ النص' (۷) مشکل' (۸) محکم' (۹) کنایۃ' (۱۰) مؤول۔

جواب: اصطلاحات کی تعریفات:

مندرجہ بالا اصطلاحات کی تعریفات درج ذیل ہیں:

ا- مقیس علیہ:

وہ اصل ہے' جس پر قیاس کیا گیا ہو مثلاً حرمت شراب۔

۲- اجماع سکوتی:

کوئی ایک مجتہد کوئی حکم بیان کرے یا عمل کرے جبکہ دیگر اہل الرائے اس پر مطلع ہونے کے باوجود خاموشی اختیار کریں۔

۳- افعال تشریعیہ:

وہ افعال ہیں جن کا مقصد امت کو شرعی تعلیم دینا ہو۔

۴- مشہور:

وہ حدیث ہے کہ عہد صحابہ میں جس کے راوی چند ہوں مگر تابعین اور تبع تابعین کے

دور میں ان کی تعداد حد تواتر کو پہنچ جائے۔

۵- بیان تغییر:

متکلم اپنے بیان کے ذریعے اپنے کلام سابق کے مفہوم کو بدل ڈالے یا کسی کلام کے بعد شرط یا حرف استثناء لا کر تبدیلی کی جائے جیسے **انت طالق ان دخلت الدار** ۔(شوہر اپنی بیوی سے کہے کہ اگر میں گھر میں داخل ہوا تو تجھے طلاق ہے۔)

۶- دلالۃ النص:

عبارت میں مذکور لفظ حکم کی علت پر دلالت کرے۔ مثلاً **لاتقل لھما اف** ۔

۷- مشکل:

وہ لفظ ہے' جس میں متعدد معانی کا احتمال ہونے کی وجہ سے ابہام ہو جسے دور کرنے کے لیے نظر و فکر سے کام لیا جائے۔ مثلاً: وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِھِنَّ ثَلٰثَۃَ قُرُوْۤءٍ (طلاق یافتہ خواتین تین طہر تک اپنے آپ کو ٹھہرائی رکھیں۔) لفظ قروء میں متعدد معانی کا احتمال ہے۔ حیض اور طہر۔

۸- کنایۃ:

ایسا لفظ ہے' جس کا معنی واضح نہ ہو بلکہ کسی قرینہ سے معنی کا تعین ہو۔

۹- مؤول:

ایسا لفظ ہے جو معنی کے اعتبار سے مشترک ہو اور اس کا معنی ظن غالب کے سبب مراد لیا جائے جیسے: "وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِھِنَّ ثَلٰثَۃَ قُرُوْۤءٍ ۔" یہاں قروء سے مراد حیض بھی ہو سکتا ہے اور طہر بھی۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

چوتھا پرچہ: نحو

القسم الاوّل: ہدایۃ النحو

سوال 1: علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں؟ نیز مصنف ہدایۃ النحو کا نام کیا ہے؟

جواب: علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض:

علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض درج ذیل ہے:

تعریف:

علم نحو ان قواعد کے جاننے کا نام ہے جن کے سبب تینوں کلمات اسم، فعل اور حرف کی باہم ترکیب کا اسلوب اور اعراب کے اعتبار سے آخر کے حالات معلوم ہوں۔

موضوع:

علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔

غرض وغایت:

عربی زبان میں اعراب کی غلطی سے بچنا ہے۔

ہدایۃ النحو کے مصنف کا نام:

کتاب ''ہدایۃ النحو'' کے مصنف کا نام شیخ سراج بن عثمان ہے۔

سوال 2: فَحَدُّ الْاِسْمِ كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا غَيْرَ مُقْتَرِنٍ بِاَحَدِ الْاَزْمِنَةِ الثَّلٰثَةِ اَعْنِي الْمَاضِيَ وَالْحَالَ وَالْاِسْتِقْبَالَ۔

(۱)۔ مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور عبارت پر اعراب لگائیں؟

(۲)۔ مذکورہ عبارت میں فعل کی تعریف کی گئی ہے یا اسم؟ اگر فعل کی ہے تو فعل کی علامات اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟ اگر اسم کی ہے تو اسم کی علامات اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: (۱)۔ عبارت پر (اوپر) اعراب لگا دیے گئے ہیں جبکہ اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

اسم وہ کلمہ ہے جو از خود معنیٰ بتائے اور اس میں تینوں زمانوں ماضی، حال اور مستقبل میں سے کوئی زمانہ نہ پایا جائے۔

(۲)۔ اسم کی علامات اور وجہ تسمیہ:

مندرجہ بالا عبارت میں اسم کی تعریف کی گئی ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ ''سمو'' سے بنا ہے اور اس کا معنی ہے بلندی، چونکہ یہ بھی اپنے مقابلین (فعل اور حرف) سے بلند ہے کیونکہ اسم اکیلے سے کلام بن سکتا ہے جبکہ اس کے مقابلین میں سے کسی ایک سے کلام نہیں بن سکتا۔

علامات اسم گیارہ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱)۔ مسند ہو مثلاً زَيْدٌ قَائِمٌ، (۲) مضاف ہو مثلاً غُلَامُ زَيْدٍ، (۳) شروع میں الف لام ہو مثلاً اَلْحَمْدُ، (۴) شروع میں حرف جار ہو مثلاً بِزَيْدٍ، (۵) آخر میں تنوین ہو مثلاً كِتَابٌ، (۶) تثنیہ ہو مثلاً رَجُلَانِ، (۷) جمع ہو مثلاً رِجَالٌ، (۸) موصوف ہو مثلاً جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ، (۹) مصغر ہو مثلاً قُرَيْشٌ، (۱۰) منادیٰ ہو مثلاً يَا رَجُلُ، (۱۱) آخر میں علامت تانیث ہو مثلاً عَائِشَةُ۔

سوال نمبر3: (۱) اسم معرب اور اسم مبنی میں سے ہر ایک کی تعریف اور حکم مع مثال بیان کریں؟ (۲) درج ذیل اسماء کا اعراب مع امثلہ بیان کریں؟

(۱) غیر منصرف، (۲) جمع مؤنث سالم، (۳) اسم مقصور، (۴) اسم منقوص، (۵) اسماء ستہ مکبرہ۔

جواب: (۱)۔ اسم معرب واسم مبنی کی تعریف اور حکم مع امثلہ:

اسم معرب وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو اور مختلف عوامل کے آنے سے اس

کا اعراب تبدیل ہو جائے مثلاً جَاءَ زَیْدٌ، رَأَیْتُ زَیْدًا مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔

اسم مبنی: وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھے اور مختلف عوامل کے آنے سے اس کا اعراب تبدیل ہو جائے گا مثلاً جَاءَنِیْ هٰؤُلَاءِ رَأَیْتُ هٰؤُلَاءِ مَرَرْتُ بِهٰؤُلَاءِ۔

(۲)-مذکورہ اسماء کا اعراب مع امثلہ:

مذکورہ اسماء کا بالترتیب اعراب مع امثلہ درج ذیل ہیں:

(۱)-غیر منصرف: اس کا اعراب رفع ضمہ لفظی سے اور نصب و جر فتح لفظی سے آتا ہے مثلاً: جَاءَ اَحْمَدُ رَأَیْتُ اَحْمَدَ مَرَرْتُ بِاَحْمَدَ۔

(۲)-جمع مؤنث سالم: رفع ضمہ لفظی سے اور نصب و جر کسرہ لفظی سے آتا ہے مثلاً جَاءَنِیْ مُسْلِمَاتٌ رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ۔

(۳)-اسم مقصور: اس کا رفع ضمہ تقدیری سے، نصب فتح تقدیری سے اور جر کسرہ تقدیری سے آتا ہے۔ مثلاً جَاءَنِیْ مُوْسٰی رَأَیْتُ مُوْسٰی مَرَرْتُ بِمُوْسٰی۔

(۴)-اسم منقوص: رفع ضمہ تقدیری، نصب فتح لفظی سے اور جو کسرہ تقدیری سے آتا ہے۔ مثلاً جَاءَ الْقَاضِیْ رَأَیْتُ الْقَاضِیَ مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ۔

(۵)-اسماء ستہ مکبرہ: رفع واؤ لفظی سے، نصب الف لفظی سے اور جر یاء لفظی سے آتا ہے: مثلاً جَاءَنِیْ اَبُوْكَ رَأَیْتُ اَبَاكَ مَرَرْتُ بِأَبِیْكَ۔

سوال۴ (الف): مرفوعات کل کتنے اور کون کون سے ہیں؟ کسی ایک کی تعریف اور مثال بیان کریں؟

(ب) منصوبات کل کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں؟ کسی ایک کی تعریف مع مثال بیان کریں؟

جواب: (۱)-مرفوعات اور ان کی تعداد اور ایک کی تعریف و مثال:

مرفوعات کی کل تعداد آٹھ ہے جو درج ذیل ہیں:

(۱) فاعل، (۲) مفعول مالم یسم فاعلہ، (۳) مبتداء، (۴) خبر، (۵) اِنَّ اور اس کے

بھائیوں کی خبر، (۶) کَانَ اور اس کے بھائیوں کا اسم، (۷) مَا وَلَا مشبھتین بِلَیْسَ کا اسم، (۸) لائے نفی جنس کی خبر۔

فاعل کی تعریف و مثال:

وہ اسم ہے جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ اس کی طرف مسند ہو اس طریقے سے کہ اس کے ساتھ قائم ہو مثلاً قَامَ زَیْدٌ ۔ زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ۔

(۲)-منصوبات، ان کی تعداد اور ایک کی تعریف معہ مثال:

کل منصوبات بارہ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) مفعول مطلق، (۲) مفعول بہٖ، (۳) مفعول فیہٖ، (۴) مفعول لہٗ، (۵) مفعول معہٗ (۶) حال، (۷) تمیز، (۸) مستثنیٰ، (۹) کَانَ اور اس کے بھائیوں کی خبر، (۱۰) لائے نفی جنس کا اسم، (۱۱) اِنَّ اور اس کے بھائیوں کا اسم، (۱۲) مَا وَلَا مشبھتین بِلَیْسَ۔

مفعول بہ مع مثال:

وہ مفعول ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو مثلاً ضَرَبَ زَیْدٌ خَالِدًا۔

سوال نمبر 5: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

(۱) مبتداء کی قسم ثانی، (۲) مفعول مالم یسم فاعلہ، (۳) تابع بدل، (۴) اضافت معنویہ۔

جواب: مندرجہ بالا اصطلاحات کی تعریفات مع امثالہ درج ذیل ہیں۔

(۱)-مبتداء کی قسم ثانی:

حرفِ استفہام کے بعد واقع ہونے والا صیغہ صفت جو اسم ظاہر کو رفع دے مثلاً اَقَائِمٌ نِ الزَّیْدَانِ میں لفظ قَائِمٌ ہے یہ مبتداء کی قسم ثانی ہے۔

(۲)-مفعول مَالَمْ یُسَمَّ فاعلہ:

اس فعل کا مفعول جس کا فاعل بیان نہ کیا گیا ہو یا فاعل کو حذف کر کے مفعول بہ کو اس کے قائم مقام کر دیا جائے۔ مثلاً ضُرِبَ زَیْدٌ۔

(۳)-تابع بدل:

وہ دوسرا لفظ ہے جس پر پہلے لفظ کا اعراب ہو اور اعراب بھی ایک جہت سے ہو مثلاً جَاءَ نِیْ زَیْدُ نِ الْعَالِمُ میں لفظ اَلْعَالِمُ۔

(۴)-اضافت معنویہ:

اپنے معمول کی طرف مضاف ہونے والا صیغہ صفت نہ ہو مثلاً غُلَامُ زَیْدٍ۔

القسم الثانی: شرح مائۃ عامل

سوال نمبر 6: حروف جارہ کتنے اور کون سے ہیں؟ انکا عمل مع مثال کریں؟

جواب:

حروف جارہ، ان کی تعداد اور عمل ومثال:

حروف جارہ سترہ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) باء، (۲) تاء، (۳) کاف، (۴) لام، (۵) واؤ، (۶) مُذْ، (۷) مُنْذُ، (۸) خلا، (۹) رُبَّ، (۱۰) حَاشَا، (۱۱) مِنْ، (۱۲) عَدا، (۱۳) فِیْ، (۱۴) عَنْ، (۱۵) عَلٰی، (۱۶) حَتّٰی، (۱۷) اِلٰی۔

حروف جارہ کا عمل یہ ہے کہ یہ اسم پر داخل ہو کر اسے جر دیتے ہیں مثلاً اَلْمَالُ لِزَیْدٍ۔ مال زید کے لیے ہے۔

سوال: 7- شرح مائۃ عامل کی روشنی میں حرف باء کے کتنے کون کونسے معانی ہیں؟ کسی ایک کی مثال بیان کریں؟

جواب: حرف کے معانی اور مثال:

کتاب شرح مائۃ عامل کی روشنی میں حرف جر باء نو (۹) معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے اور اور وہ معانی درج ذیل ہیں:

(۱) الصاق، (۲) استعانت، (۳) تعلیل، (۴) مصاحبت، (۵) تقدیر، (۶) مقابلہ، (۷) قسم، (۸) استعطاف، (۹) ظرفیت۔

استعانت کی مثال:

کتبت بالقلم (میں نے قلم کی مدد سے لکھا۔)

سوال نمبر 8: درج ذیل عبارت کا ترجمہ کریں اور عوامل کی تعداد تفصیلاً بیان کریں؟

فاللفطية منها على ضربين سماعية وقياسية۔

جواب:

ترجمہ عبارت:

پس لفظی عوامل کی دو اقسام ہیں: (۱) سماعی (۲) قیاسی۔

تعداد عوامل کی تفصیل:

بنیادی طور پر عوامل کی دو اقسام ہیں: (۱) عوامل لفظی اور (۲) عوامل معنوی۔

عوامل لفظی کی دو قسام ہیں:

(۱) سماعی (۲) قیاسی۔

سماعی عوامل کی تعداد کیانوے (۹۱) ہے۔ قیاسی عوامل کی تعداد سات (۷) ہے۔ عوامل معنوی دو (۲) ہیں۔ اس طرح کل عوامل نحو ایک سو (۱۰۰) ہوئے۔

سوال نمبر 9: درج ذیل جملوں کی ترکیب نحوی کریں؟

(۱) - اِنَّمَا اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔

(۲) - كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ۔

(۳) - بِاللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا۔

(۴) - النوع الاول حروف تجر الاسم۔

(۵) - زَيْدٌ عَلَى السَّطْحِ۔

جواب: مندرجہ بالا جملوں کی ترکیب نحوی درج ذیل ہے:

۱- اِنَّمَا اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ: (بیشک تمہارا معبود ایک معبود ہے۔) اِنَّ حرف مشبہ

بالفعل مبنی بر فتح لکفوف عن العمل، ما کافہ مبنی علی السکن، الـہ: مفرد منصرف صحیح بسہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً مضاف کُـمْ: ضمیر جمع مذکر حاضر مجرور محلاً مضاف الیہ مضاف بامضاف الیہ مل کر مبتداء۔ الہ: مفرد منصرف صحیح بسہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً موصوف، وَاحِدٌ: مفرد منصرف صحیح بسہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً صفت، موصوف باصفت خبر ہوئی مبتداء کی۔ مبتداء اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

۲-كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ: (میں نے قلم کی مدد سے لکھا) كُتُبْتُ: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد صحیح از نَصَرَ يَنْصُرُ هُوَ۔ ضمیر مرفوع متصل فاعلش۔ باء: حرف جارہ مبنی علی الکسر مبنیات اصلیہ سے برائے استعانت۔ القلم: مفرد منصرف صحیح ثلاثی مجرد بسہ اعراب لفظی مجرور لفظاً (مجرور باجار متعلق ہوا ظرف لغو كَتَبْتُ کے كَتَبْتُ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۳-بِاللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا: (قسم بخدا میں ایسا ضرور کروں گا۔) باءحرف جر مبنی علی الکسر مبنیات اصلیہ سے۔ لفظ اللہ: اسم جلالت مفرد منصرف صحیح بسہ اعراب لفظی مجرور لفظاً، جار بامجرور متعلق ہوا ظرف مستقر کے جو اُقْسِمُ ہے۔ اُقْسِمُ صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ از باب افعال، اَنَا ضمیر مرفوع مضمر فاعلش، اُقْسِمُ فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

لَاَفْعَلَنَّ: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد بانون ثقیلہ، اَنَا ضمیر پوشیدہ مرفوع محلاً فاعلش۔ كَذَا: اسم کنایہ منصوب محلاً مفعول بہ۔ لَاَفْعَلَنَّ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۴-النوع الاول حروف تجر الاسم: لفظ النوع مفرد منصرف صحیح بسہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً موصوف، الاول: مفرد منصرف صحیح بسہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتداء، حروف: اسم جمع منصرف بسہ اعرا ب لفظی موصوف تَجُرُّ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی، ھی ضمیر پوشیدہ فاعلش، الاسم: مفرد منصرف صحیح بسہ اعراب لفظی منصوب لفظاً مفعول ہے۔ لفظ تجر فعل اپنے فاعل اور مفعول

بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مرفوع محلاً ہو کر صفت ہوئی ''حروف'' کی، موصوف اپنی صفت سے مل کر خبر ہوئی مبتداء کی مبتداء اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

۵-زَيْدُ عَلَى السَّطْحِ: (زید چھت پر ہے) زَيْدٌ: مفرد منصرف صحیح ثلاثی مجرد بسہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً مبتداء۔ عَلٰی: حرف جارہ مبنی علی السکون مبنیات اصلہ سے، اَلسَّطْح: مفرد منصرف صحیح ثلاثی مجرد بسہ اعراب لفظی مجرور لفظاً، مجرور باجار ملکر متعلق ہوا ظفر مستقر ثَابِتٌ کے، ثابت صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مجرد هُوَ ضمیر مستر باعلش، ثَابِتٌ اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر ہوئی مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

☆☆☆☆☆

﴾درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴿

پانچواں پرچہ: عربی ادب ومنطق

حصہ اولیٰ: ادب عربی

سوال نمبر 1: درج ذیل اجزاء کا اردو ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں؟

(الف): فَاسْتَتِمُّوْا مَوْعِدَ اللهِ اِيَّاكُمْ وَاَطِيْعُوْهُ فِيْمَا فَرَضَ عَلَيْكُمْ وَاِنْ عَظُمَتْ فِيْهِ الْمُؤُوْنَةُ وَاشْتَدَّتْ فِيْهِ الرَّزِيَّةُ وَبَعُدَتْ فِيْهِ الشُّقَّةُ وَفُجِعْتُمْ ۝ فِيْ ذٰلِكَ بِالْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ فَاِنَّ ذٰلِكَ يَسِيْرٌ فِيْ عَظِيْمِ ثَوَابِ اللهِ ۝

(ب) لَقَدْ اَحْبَبْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخُلُوِّ نَفْسِهٖ مِنَ الرِّيَاءِ وَالنِّفَاقِ وَبَرَائَتِهَا مِنَ التَّصَنُّعِ ، وَالطَّمَعِ وَحُبِّ الدُّنْيَا ۔ لَقَدْ كَانَ مُنْفَرِدًا بِنَفْسِهِ الْعَظِيْمَةِ وَخَالِقِ الْكَوْنِ وَالْكَائِنَاتِ وَقَدْ رَاٰى سِرَّ الْوُجُوْدِ يَسْطَعُ اِمَامَ عَيْنَيْهِ بِاَهْوَالِهٖ وَمُحَاسِنِهٖ ۔

(ج) اَيُّهَا النَّاسُ ! اِنَّكُمْ لَمْ تُخْلَقُوْا عَبَثًا وَلَمْ تُتْرَكُوْا سُدًى وَاِنَّ لَكُمْ مَعَادًا يَحْكُمُ اللهُ بَيْنَكُمْ فِيْهِ فَخَابَ وَخَسِرَ مَنْ خَرَجَ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ وَحُرِمَ الْجَنَّةَ الَّتِيْ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَمَانَ غَدًا لِمَنْ خَافَ اللهَ الْيَوْمَ ۔

جواب: (الف) ترجمہ: پس تم اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے اپنے وعدہ کو پورا کرو اور اس کی اطاعت کرو اس معاملے میں جو اس نے تم پر ضروری قرار دیا، خواہ

اس میں زیادہ مشقت ہو اور منزل مقصود دور ہو۔ اس کے ایفاء میں خواہ تمہیں مالی اور جانی نقصان بھی اٹھانا پڑے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے بڑے ثواب کے مقابل آسانی ہے۔

خط کشیدہ الفاظ کے لغوی تحقیق:

۱-اِسْتَتِمُّوْا: (تم پورا کرو) صیغہ جمع مذکر حاضر ہو فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ از باب استفعال۔

۲-فُجِعْتُمْ: (تم پریشانی میں ڈالے جاؤ) صیغہ جمع مذکر حاضر فعل ماضی حاضر مجہول ثلاثی مجرد از باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

۳-یسیر: (مصدر) آسانی، سہولت۔

(ب): میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب اس لیے کیا ہے کہ ان میں ریا کاری اور دھوکا دہی کا نام تک نہیں تھا، ان کی ذات تصنع، لالچ اور حب دنیا سے پاک ہے۔ البتہ آپ کی ذات عظیم اور اپنے خالق کے ساتھ تعلق کے سبب ممتاز ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تخلیق کائنات کے اسرار اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائے اور اس کے اوصاف ومحاسن ملاحظہ کیے۔

خط کشیدہ الفاظ کے لغوی تحقیق:

۱-براء: (مصدر) پاک ومنزہ ہونا۔

۲-يَسْطَعُ: صیغہ وہ مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب فَتَحَ يَفْتَحُ، نمایاں ہونا، چمکنا۔

۳-مُحَاسِنُ: خوبیاں، نیکیاں، اوصاف، حسنۃ کی جمع ہے۔

(ج): اے لوگو! بیشک تم بے فائدہ پیدا نہیں کیے گئے اور نہ تمہیں بے کار رکھا گیا ہے۔ یقیناً تمہارے لیے وعدہ کا ایک دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ تمہارے

درمیان فیصلہ کرے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہا وہ یقیناً خسارے میں ہے جبکہ اس کی رحمت ہر چیز کو محیط ہے اور وہ اس جنت سے محروم رہے گا جس کی چوڑائی زمین وآسمان کے برابر ہے۔ یہ جان لو کہ جو شخص آج ڈرتا ہے کل امن وحفاظت اس کے لیے ہے۔

خط کشیدہ الفاظ کے لغوی تحقیق:

۱-لَمْ تَتْرَكُوْا: صیغہ جمع مذکر حاضر فعل نفی جحد مجہول ثلاثی مجرد صحیح از باب نَصَرَ يَنْصُرُ. (تم نہ چھوڑے گئے)

۲-يَحْكُمُ: (اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا۔) صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب نَصَرَ يَنْصُرُ .

۳-اِعْلَمُوْا: (تم جان لو) صیغہ جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مجرد از باب فَعِلَ يَفْعَلُ۔

سوال نمبر2: درج ذیل اجزاء کا ترجمہ تحریر کریں؟

(۱)- المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضاًثم شبك بين اصابعه .

(۲)- والذى نفسى بيده! لايؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من والده وولده والناس اجمعين .

(۳)- افة العلم النسيان واضاعته ان تحدث به غير اهله .

(۴) - المؤمن مرأة المؤمن والمؤمن اخوالمؤمن يكف عنه ضيعته ويحوطه من ورائه .

(۵)- اياك وكثرة الضحك فانه يميت القلب ويذهب بنور الوجه .

(۶)- خير كم من تعلم القرآن و علمه ' طلب العلم فريضة علٰى كل مسلم و مسلمة .

جواب:

ترجمہ اجزاءعربیہ:

(۱)- ایک مومن دوسرے مومن کے لیے مثل دیوار کی ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیں۔

(۲)- اس ذ ، کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے اس وقت کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے باپ، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔

(۳)- علم کا نقصان اسے بھلا دینا ہے اور اس کا ضیاع یہ ہے کہ نااہل کو تعلیم دی جائے۔

(۴)- ایک مومن دوسرے مومن کے لیے آئینہ کی مثل ہے، ایک مومن، دوسرے مومن کا بھائی ہے جو اسے برباد ہونے سے بچاتا ہے اور اس کی غیر موجودگی میں اس کی حفاظت کرتا ہے۔

(۵)- تم زیادہ ہنسنے سے بچو کیونکہ یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے اور اس سے چہرہ کی رونق ختم ہو جاتی ہے۔

(۶)- تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن خود سیکھا اور دوسروں کو سکھا۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

سوال نمبر3: درج ذیل جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں؟

(۱)- کیا آپ کو کوئی لطیفہ یاد ہے؟ (۲) پاکستان ایک جمہوری اور آزاد ملک ہے، (۳) ہماری یہ زندگی بے کار نہیں ہے، (۴) انسان کی زبان قابو میں ہونا چاہیے، (۵) آپ کس درجہ میں سفر کرنا چاہتے ہیں؟ (۶) ٹیلی وژن عجیب وغریب ایجادات میں سے ہے، (۷) دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ (۸) یقیناً صحت اور روزی محنت میں ہے۔

جواب:

اردو فقرات کا عربی میں ترجمہ:

(۱) هل تستحضر لطيفة؟(۲) باكستان دولة جمهورية حرية'
(۳)ليست حياتنا هٰذه عبثا'(۴) ولتكن لسان الانسان محفوظاً
(۵) فى اى حصة تـ يدان تسافر' (۶) التفزيون مين المخترعات المعجبية'(۷) حب الدنيا رأس كل خطيئة'
(۸)انما الصحة والرزق فى الجهد ۔

سوال نمبر 4: (الف): درج ذیل سوالات کے عربی میں جواب دیں؟۔

(۱)- مامبداء التلفزيون؟(۲) اين ومتى عقد مؤتمر القصة الاسلامى الثانى؟(۳)- اتحسبن جمال الطبيعة؟ (۴) ماهى اهم المنتوجات الصناعية لباكستان؟ ۔

(ب): درج ذیل الفاظ سے عربی جملے بنائیں؟

(۱)اساس' (۲) عاصمة' (۳) جناح' (۴) حظ' (۵) اف'
(۶)مهد ۔

جواب:(الف):

سوالات کے عربی میں جوابات:

مندرجہ بالاسوالات کے عربی میں جوابات درج ذیل ہیں:

(۱)- مبداء التلفزيون هو تحويل الصور والا صوات وفى جهاز الاستقبال نتحول الموجبات الى صور واصوات بوسيلة الكهربائى'

(۲) كان عقد مؤتمر القصة الاسلامى الثانى فى سنة ۱۹۷۴ء بمدينة الاهور ۔

(۳)- نعم' احب الجمال الطبيعة ۔

(۴)- اهم المنتوجات الصناعية لباكستان هى الاقمشة القطنية والسليكة والاحذية الجلدية والا دوات الرضية والجراحية ۔

(ب): عربی الفاظ کا جملوں میں استعمال:

مندرجہ بالا الفاظ ذیل میں عربی جملوں میں استعمال کیے گئے ہیں:

(۱)- حب الرسول صلى الله عليه وسلم اساس الايمان ۔
(۲)- الان عاصمة باكستان مدينة اسلام آباد ۔
(۳)- لنا القاعدالاعظم محمد على جناح رحمته الله تعالى ۔
(۴)- اعطا الله لنا حظ الزراعة ۔
(۵)- ولاتقل لهما اف ۔
(۶)- اسم مهدنا جامعة نظامية ۔

حصہ ثانیہ: منطق

سوال نمبر 5: (الف): منطق کی تعریف' موضوع' غرض' فائدہ اور وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

(ب): علم اوراس کی اقسام کی تعریفات وامثلہ مع وجہ حصر تحریر کریں؟

جواب: (الف): منطق کی تعریف' موضوع' غرض اور وجہ تسمیہ درج ذیل ہیں:

منطق کی تعریف:

"هوالة قانونية تعصم مرعاتها الذهن عن الخطأ فى الفكر''، منطق وہ آلہ قانونیہ ہے جس کی رعایت کرنا ذہن کو فکری غلطی سے بچاتا ہے۔

موضوع: منطق کا موضوع معرف وقول شارح اور حجۃ ودلیل ہے۔

غرض: ذہن کو فکری غلطی سے بچانا ہے۔

فائدہ: کسی بھی فعل کا نتیجہ اس طور پر کہ اس کا تصور فاعل سے صادر ہونے کا سبب بنا ہو غرض اور علت غائیہ کہلاتی ہے اور اس حیثیت سے کہ وہ فعل' صدور کے بعد حاصل ہو' منفعت اور فائدہ کہلاتا ہے۔اس طرح صیانۃ الذھن عن الخطاء الفکر بحیثیت اول غرض منطق جبکہ بحیثیت ثانی منفعت وفائدہ ہے۔

وجہ تسمیہ: لفظ منطق کلمہ ''نطق'' سے بنا ہے اور نطق کی دو اقسام ہو سکتی ہیں: (۱)۔نطق ظاہری (تکلم)۔(۲)۔نطق باطنی (ادراک) یہ علم ان دونوں امور کو تقویت وقوت دیتا ہے۔اس لیے اسے منطق کہا جاتا ہے۔

(ب): علم کی اقسام' تعریفات' امثلہ اور وجہ حصر:

علم کی تعریف بایں الفاظ کی گئی ہے: ھو حصول صورۃ الشئ فی العقل یعنی علم کسی چیز کی صورت کا عقل میں حاصل ہونے کا نام ہے۔

علم کی دو اقسام ہیں:

۱۔تصور: وہ علم ہے جو حکم سے خالی ہو مثلاً تصور انسانی۔

۲۔تصدیق: وہ علم ہے جو حکم کے ساتھ ہو مثلاً زَیْدٌ کَاتِبٌ (زید کاتب ہے)

وجہ حصر:

علم دو حال سے خالی نہیں ہوگا وہ حکم ساتھ ہوگا یا حکم کے بغیر ہوگا' صورت اول میں تصدیق اور صورت ثانی میں تصور ہوگا۔

سوال نمبر 6: (الف): دلالت اور اس کی چھ اقسام کی تعریفات مع امثلہ لکھیں؟

(ب): دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام مع تعریفات وامثلہ اور وجہ حصر لکھیں؟

جواب: (الف):

دلالت اور اس کی اقسام ستہ کی تعریفات مع امثلہ:

دلات: دلالت کا لغوی معنیٰ ہے راہنمائی کرنا جبکہ اصطلاح منطق میں اس سے مراد ہے کہ ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خاص ہونا کہ جب پہلی چیز بولی جائے تو

دوسری چیز کا بھی علم حاصل ہو جائے۔ پہلی چیز کو دال جبکہ دوسری چیز کو مدلول کہا جاتا ہے۔

دلالت کی اقسام ستہ کی تعریفات معہ امثلہ درجل ذیل ہیں:

۱۔دلالت لفظیہ وضعیہ: وہ دلالت ہے جس میں وضع کو دخل ہو مثلاً زید کی دلالت ذات زید پر۔

۲۔دلالت لفظیہ طبعیہ: وہ دلالت ہے جس میں طبیعت کے تقاضا کو دخل ہو مثلاً اح اح کی دلالت درد سینہ پر۔

۳۔دلالت لفظیہ عقلیہ: وہ دلالت ہے جس میں وضع اور طبیعت کے تقاضا کو دخل نہ ہو مثلاً دیوار کے پیچھے بولا جانے والا لفظ دیز (جو زید سے تبدیل شدہ ہے) کی دلالت بولنے والے کی ذات پر۔

۴۔دلالت غیر لفظیہ طبعیہ: وہ دلالت ہے جس میں وضع کو دخل ہو مثلاً دوال اربعہ (عقود' خطوط' نصب اور اشارات) کی دلالت اپنے مدلولات پر۔

۵۔دلالت غیر لفظیہ طبیعہ: وہ دلالت ہے جس میں طبیعت کے تقاضا کو دخل ہو مثلاً چہرے کی سرخی کی دلالت شرمندگی پر جبکہ چہرے کی زردی کی دلالت خوف پر۔

۶۔دلالت غیر لفظیہ عقلیہ: وہ دلالت ہے' جس میں وضع اور طبیعت دونوں کے تقاضا کو دخل نہ ہو مثلاً دھوئیں کی دلالت آگ پر۔

(ب): دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام' تعریفات مع امثلہ اور وجہ حصر:

دللت لفظیہ وضعیہ کی تین اقسام ہیں جن کی تعریفات مع امثلہ درج ذیل ہیں:

۱۔دلالت مطابقی: وہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے جس میں لفظ اپنے تمام معنیٰ موضوع لہ پر دلالت کرے۔مثلاً لفظ انسان کی دلالت: حَیْوَانٌ طَاطِقٌ پر۔

۲۔دلالت تضمنی: وہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے جس میں لفظ اپنے موضوع لہ کی جز پر دلالت کرے۔مثلاً لفظ انسان کی دلالت صرف حیوان پر یا ناطق پر۔

۳۔دلالت التزامی: وہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے جس میں لفظ اپنے معنیٰ موضوع

کے خارج لازم پر دلالت کرے۔ مثلاً انسان کی دلالت قابل علم پر۔

وجہ حصر:

کسی بھی لفظ کی دلالت تین حالتوں سے خالی نہیں ہو سکتی' وہ لفظ اپنے پورے معنیٰ موضوع لہ پر دلالت کرے گا یا موضوع لہ کی جزء پر دلالت کرے گا یا موضوع لہ کے خارج لازم پر دلالت کرے گا۔ پہلی صورت میں دلالت مطابقی' دوسری صورت میں دلالت تضمنی اور تیسری صورت میں دلالت التزامی ہوگی۔

سوال 7: (الف): تناقض کی تعریف وشرائط تحریر کریں؟

(ب): درج ذیل اصطلاحات پر نوٹ لکھیں؟

(۱)- حقیقت ومجاز' (۲) متواطی ومشکک' (۳) جنس قریب وجنس بعید' (۴) قضیہ محصورہ کی اقسام۔

جواب: (الف): تناقض کی تعریف اوراس کی اقسام:

تناقض کی تعریف اوراس کی اقسام کی تفصیل درج ذیل ہے:

تناقض:

ایسے دوقضیے جوایجاب وسلب کے لحاظ سے مختلف ہوں ان میں سے ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو مستلزم ہو مثلاً زَیْدٌ قَائِمٌ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ۔

شرائط تناقض:

شرائط تناقض آٹھ ہیں جن میں اتحاد ضروری ہے' وہ درج ذیل ہیں:

(۱)- وحدت موضوع' (۲)- وحدت محمول' (۳)- وحدت مکان' (۴)- وحدت زمان' (۵)- وحدت قوت وفعل' (۶)- وحدث شرط' (۷)- وحدت جزوکل' (۸)- وحدت اضافت۔

(ب) اصطلاحات منطقیہ پر نوٹ:

مندرجہ بالا اصطلاحات منطقیہ پر نوٹ درج ذیل ہیں:

(۱)- حقیقت ومجاز:

کوئی لفظ ابتداءً ایک معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو پھر وہ کسی مناسبت سے دوسرے معنیٰ میں استعمال ہونا شروع ہو جائے' وہ نہ تو دوسرے معنیٰ میں مشہور ہوا ور نہ پہلا معنی متروک ہو' وہ کبھی پہلے معنی میں استعمال ہوتا ہو اور کبھی دوسرے معنی میں۔ پہلے معنی کے لحاظ سے اسے حقیقت اور دوسرے معنی کے اعتبار سے اسے مجاز کہیں گے مثلاً لفظ اسد کا استعمال حیوان مفترس کے معنی میں حقیقت ہے جبکہ رجل شجاع کے معنی میں مجاز ہے۔

(۲)- متواطی ومشکک:

متواطی اس لفظ مفرد المعنی کو کہا جاتا ہے جس کا معنی معین ومشخص نہ ہو مگر وہ تمام افراد پر مساوی طور پر صادق آتا ہو مثلاً لفظ انسان ہے جو زید' عمر اور بکر پر برابر برابر صادق آتا ہے۔

مشکک وہ مفرد لفظ ہے جس کا معنی معین ومشخص نہ ہو جبکہ اس کے افراد کثیر ہوں مگر وہ معنی تمام افراد پر مساوی طور پر صادق نہ آتا ہو بلکہ بعض افراد پر اولیٰ جبکہ بعض افراد پر انیٰ' بعض افراد پر مقدم جبکہ بعض افراد پر مؤخر اور بعض افراد پر اشد جبکہ بعض افراد پر اضعف طور پر صادق آتا ہے مثلاً سواد وبیاض۔

(۳)- جنس قریب وجنس بعید:

جنس قریب اور جنس بعید کی تعریفات مع امثلہ درج ذیل ہیں۔

جنس قریب: کسی بھی ماہیت کی جنس قریب وہ جنس ہوتی ہے جس کے افراد میں سے کسی بھی فرد کو اس ماہیت کے ساتھ ملا کر مَا ھُمَا کے ساتھ سوال کیا جائے تو جواب میں وہی جنس واقع مثلاً حیوان' انسان کے لیے' کیوں حیوان کے جس بھی فرد کو انسان کے ساتھ ملا کر ''مَاھُمَا'' کے ساتھ سوال کیا جائے تو جواب میں صرف حیوان آئے گا۔

جنس بعید: کسی بھی ماہیت کی جنس بعید وہ ہے جس کے بعض افراد کو اس کی ماہیت کے ساتھ ملا کر ''مَـا ھُـمَـا'' کے ساتھ سوال کیا جائے تو جواب میں وہ جنس واقع ہو مگر بعض

دوسرے افراد کو ماہیت کے ساتھ ملاکر ''مَاھُمَا'' کے ساتھ سوال کیا جائے تو جواب میں دوسری جنس واقع ہو مثلاً جسم نامی انسان کے لیے کیونکہ جسم نامی کے افراد میں سے جب شجر کو انسان کے ساتھ ملاکر ''مَاھُمَا'' کے ساتھ سوال کیا جائے تو جواب میں ''جسم نامی'' واقع ہوگا۔

۴-قضیہ محصورہ کی اقسام:

قضیہ محصورہ کی چار اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱-قضیہ موجبہ کلیہ مثلاً كُلُّ اِنْسَانٍ حَيْوَانٌ ۔(تمام انسان حیوان ہیں۔)

۲-قضیہ مو . جزئیہ مثلاً بَعْضُ الْحَيْوَانِ اَسْوَدُ۔(بعض حیوان سیاہ ہیں۔)

۳-قضیہ سالبہ کلیہ مثلاً لَاشَیْءَ مِنَ الزَّنْجِيِّ بِاَبْيَضَ ۔(کوئی سیاہ فام سفید نہیں ہے۔)

۴-قضیہ سالبہ جزئیہ مثلاً بَعْضُ الْاِنْسَانِ لَيْسَ بِاَسْوَدَ ۔(بعض انسان سیاہ نہیں ہیں۔)

☆☆☆☆☆

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

چھٹا پرچہ: سیرت و تاریخ

القسم الاوّل: سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال نمبر 1: درج سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں؟

(۱)-حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب پانچ پشتوں تک بیان کریں؟

(۲)-حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد مکرم حضرت عبداللہ نے ترکہ میں کیا چھوڑا؟

(۳)-حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا ابْنُ الذَّبِيْحَتَيْنِ سے کیا مراد ہے؟

(۴)-رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت خلاف عادات آمور ظاہر ہوئے ان میں سے دو بیان کریں؟

(۵)-شق الصدر کا واقعہ کتنی بار پیش آیا؟

(٦)-حلف الفضول کا واقعہ کب پیش آیا؟

(۷)-حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حق مہر کتنا مقرر رہوا؟

(۸)-اصحاب صفہ سے کیا مراد ہے؟ بعض اصحاب صفہ کے نام لکھیں؟

(۹)-خلیفہ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت بیان کریں؟

(۱۰)-جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی؟

جواب:

سوالات کے مختصر جوابات:

مندرجہ بالا سوالات کے بالترتیب مختصر جوابات درج ذیل ہیں:

(۱)-آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک والد گرامی کی طرف سے یوں ہے:

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن مناف

بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(۲)- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدگرامی حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ترکہ میں ایک لونڈی ام ایمن، پانچ اونٹ اور کچھ بکریاں چھوڑی تھیں۔

(۳)- ارشاد نبوی: انا ابن الذبیحتین (میں دوذبیحوں کا بیٹا ہوں) سے مراد ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ۔

(۴)- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت کعبہ نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی طرف سجدہ کیا۔

(۵)- ولادت باسعادت کے وقت اتنی روشنی ظاہر ہوئی کہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی آنکھوں سے ملک شام کے محلات دیکھ لیے۔

(۶)- شق صدر مبارکہ کا واقعہ چار بار پیش ایا۔

(۷)- حلف الفضول کا واقعہ اس وقت پیش آیا جب قریش مکہ حرب فجار سے واپس پلٹے تھے۔

(۸)- ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حق مہر پانچ صد (500) درہم مقرر ہوا تھا۔

(۹)- لفظ صفہ چبوترا (بلند جگہ) کو کہا جاتا ہے۔ مسجد نبوی شریف میں ایک چبوترا ابنایا گیا تھا (جو تا حال موجود ہے) جس پر تشریف فرما ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تعلیم دیتے تھے۔ جو لوگ تعلیم وتربیت حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوتے انہیں اصحاب صفہ کہا جاتا ہے۔ اصحاب صفہ میں سے چند ایک نام یہ ہیں: (۱) حضرت ابو ذر غفاری، (۲) حضرت سلمان فارسی، (۳) حضرت عمار بن یاسر، (۴) حضرت صہیب رومی، (۵) حضرت ابوہریرہ، (۶) حضرت بلال حبشی، (۷) حضرت حذیفہ بن الیمان، (۸) حضرت خباب بن ارث، (۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(۱۰)- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت دوسال، دو ماہ اور چند ایام ہے۔

(۱۱)- غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ (313) تھی۔

سوال نمبر 2: واقعہ اصحاب فیل کب پیش آیا؟ اس واقعہ کو اپنے الفاظ میں تحریر کریں؟ نیز اس واقعہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ظاہر ہوئیں، انہیں بھی بیان کریں؟

جواب:

واقعہ اصحاب فیل:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے سال بلکہ ولادت باسعادت سے پچپن روز قبل کا واقعہ ہے کہ یمن کے حاکم ابرہہ نے اپنے دارالحکومت "صنعاء" میں ایک خوبصورت گرجا گھر تعمیر کروایا اور اس کی دلی خواہش تھی کہ آئندہ سے لوگ مکہ میں کعبہ کا حج کرنے کے بجائے اس کلیسا کا حج کریں گے۔ اس کی بات اور خواہش کی صدائے بازگشت مکہ میں بھی سنی گئی۔ اس کا یہ پروگرام کنانہ کے ایک شخص تک پہنچا تو وہ ناراض ہوا اور یمن پہنچا۔ ابرہہ کے تیار کردہ گرجا گھر میں پاخانہ کر کے اس کی بے حرمتی کی۔ ابرہہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے انتقامی کارروائی کے لیے کعبہ کو گرانے کا پروگرام بنایا۔ وہ اپنے مذموم مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مکہ کے دو میل کے فاصلہ پر مقام "مغمّس" میں رکا۔ اس کے لشکر میں افواج کے علاوہ کثیر تعداد میں ہاتھی بھی تھے۔ یہاں قیام کے دوران اس نے اپنے فوجیوں کو حکم دیا کہ اہل مکہ کے مویشیوں کو قبضہ میں لے کر یہاں لے آؤ۔ چنانچہ وہ تعمیل حکم کرتے ہوئے اونٹ اور بکریاں قبضے میں لے کر یہاں لے آئے جن میں دو سو اونٹ حضرت عبدالمطلب کے بھی تھے۔ ابرہہ نے سردار قریش حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ حضرت عبدالمطلب ایک خوبصورت نوجوان اور کثیر الصفات کے مالک تھے۔ ابرہہ آپ کو آتے ہوئے دیکھ کر احتراماً کھڑا ہو گیا۔ دوران ملاقات حضرت عبدالمطلب نے ابرہہ سے صرف اپنے اونٹ واپس کرنے کا مطالبہ کیا، جس پر ابرہہ پریشان ہو گیا۔ اس نے کہا: اے سردار قریش! میں کعبہ کو گرانے اور مسمار کرنے کے لیے آیا

ہوں لیکن آپ نے کعبہ کے بارے میں کوئی بات نہ کر کے میری نظر میں اپنا مقام کم کر
ہے۔اس پر آپ نے جواب دیتے ہوئے کہا: اے ابرہہ! یاد رکھ اونٹ میرے ہیں اس لیے
میں ان کی واپسی کا مطالبہ کیا ہے اور کعبہ اللہ کا گھر ہے میرا گھر نہیں ہے' لہٰذا وہ خود اپنے گھر
کی حفاظت کرے گا۔اس گفتگو کے بعد ابرہہ نے آپ کے اونٹ واپس کر دیے اور متکبرانہ
لہجہ میں آپ سے یوں مخاطب ہوا! اے سردار قریش! اہل مکہ نے ہمارے کلیسا کی بے حرمتی
کی ہے لہٰذا میں اس کا انتقام لینے آیا ہوں اور کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا کر دم لوں گا۔آپ
نے فرمایا: یہ تیرا اور اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے۔لہٰذا میں اس میں دخل اندازی نہیں کر سکتا۔اس
کے بعد آپ اپنے اونٹ لے کر مکہ میں داخل ہوئے اور اہل مکہ کو خبردار کرتے ہوئے اعلان
کیا کہ تم لوگ اپنے جانوروں کو لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں اور دروں میں پہنچ جاؤ۔اس کے
بعد کعبہ کے پاس پہنچ کر اس کی چوکھٹ کو تھام کر اللہ تعالیٰ کے حضور یوں عرض گزار ہوئے۔
اے اللہ! ہر شخص اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے' لہٰذا تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کر' اہل
کلیسا اور صلیب کے پجاریوں کے خلاف تو اپنے اطاعت شعار لوگوں کی مدد فرما۔پھر آپ
بھی اپنے اہل خانہ اور اونٹوں کو لے کر پہاڑ کی بلندی پر چڑھ گئے۔دوسری طرف ابرہہ اپنے
لشکر اور ہاتھیوں کو لے کر کعبہ پر حملہ آور ہوا۔ابھی وہ کعبہ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ
کے حکم سے سمندر کی طرف سے ابابیل کے جھنڈ کے جھنڈ آنا شروع ہو گئے اور ہر ایک کے
منہ اور دو پنجوں میں تین تین کنکریاں تھیں' انہوں نے لشکر ابرہہ پر کنکریاں پھینکنا شروع کر
دیں۔وہ کنکری سوار کو چھیدتی ہوئی ہاتھی تک پہنچتی اور پھر اس کے جسم کو گولی کی طرح عبور
کرتی ہوئی نیچے سے نکل جاتی۔جس پر ایک کنکری گرتی وہ لشکری اور ہاتھی ختم ہو جاتا۔اس
طرح چند لمحوں میں خدائی لشکر نے ابرہہ' اس کے لشکر اور ہاتھیوں کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا
تھا۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کعبہ کی حفاظت فرمائی اور دشمن کے عزائم خاک میں ملا
دیے۔یہ واقعہ سورۃ الفیل میں بیان کیا گیا ہے۔

اصحاب فیل کے واقعہ میں برکات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

اصحاب فیل کے واقعہ میں دو طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات بیان ہوئی

ہیں یا ظاہر ہوتی ہیں۔
١-اصحاب فیل اگر اپنے عزائم میں بالفرض کامیاب ہو جاتے تو تمام اہل مکہ کو یرغمال
بنا کر انہیں قیدی بناتے جو انتہائی درجہ کی خواری' ذلت اور بدنامی کا باعث ہوتا۔بالخصوص
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حمل یا عہد طفولیت میں اسیری کا دھبہ لگتا' جو آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کی شایان شان ہرگز نہیں تھا۔
٢-کعبۃ اللہ کی ولایت و تولیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے پاس تھی۔اگر
کعبہ مسمار کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی توہین کا سبب بنتا' اللہ تعالیٰ نے
آپ کے خاندان کی بالخصوص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات کے نتیجہ میں دشمن کو ناکام کیا
اور کعبہ کی حفاظت فرمائی۔

سوال نمبر 3: وحی کا آغاز کب اور کہاں ہوا؟ پہلی وحی اور اس کی کیفیت کے بارے
میں تفصیلی مضمون لکھیں؟

جواب:

وحی کا آغاز اور پہلی وحی کی تفصیل:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس سال کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ
وسلم نے لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت و ریاضت میں وقت گزارنا
شروع کر دیا تھا۔آپ کھانے پینے کی اشیاء لے کر مکہ سے تین میل کے فاصلے پر غار حراء میں
تشریف فرما ہوتے تھے اور کئی کئی ایام وہاں گزار دیتے تھے۔یہ سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کے عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں
عبادت میں مصروف تھے کہ اچانک فرشتہ غار کے منہ کے سامنے ظاہر ہوا۔اس نے آپ
سے کہا: اقرأ (آپ پڑھیں) تو آپ نے جواب دیا: ما انا بقارء (میں پڑھنے والا نہیں
ہوں۔) فرشتہ نے آپ سے معانقہ کیا پھر چھوڑ کر عرض کیا: آپ پڑھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ
وسلم نے جواب دیا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں' فرشتہ نے دو یا تین بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم
سے معانقہ کیا۔پھر عرض کیا: آپ پڑھیں اقرأ بسم ربك الذی خلق ا لخ تو آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے بھی پوری آیت پڑھ کر سنادی۔ اچانک فرشتہ کی آمد اور پہلی وحی کے نزول کے سبب آپ پر گھبراہٹ طاری ہوگئی۔ آیت مبارکہ کے الفاظ آپ کی زبان پر تھے کہ گھر تشریف لائے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: مجھے کمبل اوڑھا دو اور آپ کا جسم مبارک کانپ رہا تھا۔ قدرے آپ نے آرام کیا تو گھبراہٹ کے عالم میں فرمایا مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: آپ کا پروردگار آپ کو نقصان نہیں پہنچائے گا' کیونکہ آپ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں' اپنی کمائی سے بے سہاروں کا سہارا بنتے ہیں اور مسافروں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ بعدازاں آپ کو اپنے چچازاد بھائی حضرت ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو آسمانی کتب کے عالم و ماہر تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام واقعہ سنا تو بہت خوش ہوئے اور انہوں نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے خوشخبری دی کہ آنے والا فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر رسول کے پاس وحی لے کر آتے رہے ہیں اور آثار بتاتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں جس کا تذکرہ آسمانی کتب میں بالتفصیل موجود ہے۔ کاش آپ کے اعلانِ نبوت تک میں زندہ رہتا تو آپ پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کرتا۔

سوال نمبر 4: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف سفر کب کیا؟ نیز سفر شام کے واقعات کو اپنے الفاظ میں بیان کریں؟

جواب:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر شام:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ سال کی عمر میں اپنے چچا ابو طالب کی رفاقت میں پہلا سفر کیا۔ دوسرا سفر شام 25 سال کی عمر میں تجارت کی غرض سے کیا تھا۔

سفر شام کے واقعات:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا سفر شام حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مال تجارت کے لیے کیا تھا اور آپ کے ساتھ ان کا غلام میسرہ بھی تھا۔ ملک شام میں بصریٰ

بازار میں نسطورا نامی راہب کی خانقاہ کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا۔ راہب' میسرہ کو پہلے سے جانتا تھا' اس نے میسرہ سے دریافت کیا: اے میسرہ! بتاؤ یہ کون شخص ہے جو اس درخت کے نیچے ٹھہرا ہوا ہے؟ اس نے جواب دیا: ان کا تعلق قریش اور اہل حرم سے ہے۔ راہب نے کہا: اس درخت کے نیچے آج تک نبی کے علاوہ کوئی نہیں ٹھہرا۔ پھر اس نے دریافت کیا: کیا ان کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے؟ میسرہ نے جواب دیا: ہاں! سرخی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ راہب نے بتایا: ہاں! ہاں! یہ وہی ہیں جو خاتم الانبیاء ہیں۔ کاش میں ان کے اعلان نبوت کے زمانہ کو پاؤں۔ میسرہ سے یوں مخاطب ہوا: تم ان سے جدا نہ ہونا اور نیک نیتی سے ان کے ساتھ رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا نبی آخرالزماں بنایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تجارت سے فراغت حاصل کر کے مکہ واپس تشریف لائے تو قافلہ کی آمد کا منظر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بالا خانہ میں بیٹھ کر ملاحظہ کر رہی تھیں۔ انہوں نے یہ بھی ملاحظہ کیا کہ دو فرشتے آپ پر اپنے پروں سے سایا کناں ہیں۔ اس کیفیت کا ذکر آپ نے حضرت میسرہ سے کیا تو انہوں نے کہا: تمام سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی کیفیت تھی۔ برکات نبوت' صداقت اور امانت کی وجہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس تجارت میں اتنا منافع ہوا کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوا تھا۔

القسم الثانی: التاریخ

سوال نمبر 5: خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی اور ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق تفصیلی مضمون قلم بند کریں؟

جواب:

حالات صدیق اکبر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق:

ولادت باسعادت: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ 573ء میں پیدا ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے تقریباً اڑھائی سال چھوٹے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب ''مرہ' نامی بزرگ میں جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ آپ کا نام

عبداللہ‘ والد گرامی کا نام ابوقحافہ عثمان بن عامر تھا۔ عتیق وصدیق آپ کے مشہور القاب ہیں۔

نفیس زندگی: زمانہ جاہلیت میں معاشرہ بے شمار امراض و رسومات بد میں گھرا ہوا تھا۔ زنا کاری‘ شراب نوشی‘ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا‘ بت پرستی اور حرام خوری وغیرہ۔ عیوب و نقائص عروج پر تھے لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بچپن‘ جوانی اور بڑھاپا بے مثل تھا اور کبھی بھی ان امور ونقائص کا ارتکاب نہ کیا۔

اول المسلمین: اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو آپ کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا ہوگیا‘ سب نے مخالفت کی صدا بلند کی اور آپ کی مخالفت کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے گئے۔ ایسے ماحول میں ایک صدا ایسی بھی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید وتصدیق میں تھی‘ وہ آواز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ سب لوگوں نے قبول اسلام کے لیے بطور دلیل معجزہ کا مطالبہ کیا لیکن آپ نے بغیر کسی مطالبہ کے قبول اسلام کیا۔ اس طرح آپ کو اول المسلمین ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

خلیفہ اول: احادیث مبارکہ میں آپ کے خلیفہ ہونے کے اشارات ملتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے اس کی ضرورت پوری کی اور پھر آنے کا بھی حکم دیا۔ عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں دوبارہ حاضر ہوں اور آپ سے ملاقات نہ ہو سکے تو پھر میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: تم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چلی جانا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت: ابتداء اسلام میں مسلمانوں کو کفار مکہ کے مظالم کا بار بار شکار ہونا پڑا۔ قبول اسلام کے بعد لوگ اظہار اسلام نہیں کرتے تھے تا کہ کفار کے مظالم ومصائب کا شکار نہ ہونا پڑے۔ جب مسلمانوں کی تعداد چالیس کے قریب پہنچ گئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب آپ حق پر ہیں تو پھر نماز وغیرہ چھپ کر کیوں علی الاعلان کعبہ میں جا کر ادا کرنی چاہیے۔ ابتداء تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکار کرتے

رہے۔ مگر جب اصرار حد سے بڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تیار ہو گئے۔ چالیس کے قریب مسلمان پہلی مرتبہ کعبہ میں پہنچے اور نماز ادا کی۔ آپ نے نماز سے فارغ ہو کر حقانیت اسلام کے حوالے سے خطبہ شروع کیا۔ خطبہ کا آغاز کرنا تھا کہ کفار ومشرکین نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا بالخصوص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ آپ بے ہوش ہو گئے۔ آپ کے خاندان کے لوگ اٹھا کر گھر لائے۔ جب آپ ہوش میں آئے تو دریافت کیا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کس حالت میں ہیں؟ لوگوں نے اظہار تعجب کیا یہ مصائب ومشکلات کا پہاڑ تو ان کی وجہ سے ٹوٹا اب ہوش آتے ہی پھر ان کا حال دریافت کرتے ہیں۔ والدہ نے کھانا تیار کر کے پیش کیا اور کھانے کا حکم دیا تو آپ نے فرمایا: خدا کی قسم جب تک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں‘ میں نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا۔ یہ والہانہ عقیدت ومحبت کرنے والے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہو سکتے ہیں۔

سوال نمبر 6: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام‘ طرز حکمرانی اور شہادت کو اپنے الفاظ میں بیان کریں؟

جواب:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مسلمانوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا تھا اور اس صورتحال سے دشمن تلملا اٹھے۔ انہوں نے اس کا سدباب کرنے کے لیے ایک اجلاس منعقد کیا جس میں شرکاء کی طرف سے مختلف آراء سامنے آئیں۔ ایک تجویز یہ پیش ہوئی کہ موجودہ صورتحال اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد پر قابو پانے کا واحد راستہ یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا جائے۔ پھر مسئلہ یہ پیش آیا کہ یہ کام کون کرے گا؟ اجلاس میں خاموشی طاری تھی کہ عمر نے کہا: یہ کام میں کروں گا‘ لوگوں نے بخوشی تسلیم کیا کہ یہ کام صرف آپ ہی کر سکتے ہیں۔ اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں تشریف فرما تھے۔ عمر حسب وعدہ تلوار ہاتھ میں لی اپنے مذموم عزم کو عملی جامہ پہنانے کے لیے نکلا۔ راستہ میں نعیم بن عبداللہ نے دریافت کیا: اے عمر! آج کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

عمر نے اپنا مقصد بیان کیا تو دوسرے ہی لمحہ میں نعیم بن عبداللہ نے کہا: اگر بالفرض تم اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوجاتے ہو تو بنی مخزوم اور نبی ہاشم قبائل سے تم کیسے محفوظ رہ سکو گے؟ عمر کو یقین ہوگیا کہ یہ بھی مسلمان ہوگیا ہے۔ قریب تھا کہ عمر اپنی تیز دھار تلوار کا وار کرتے، اس نے کہا: اے عمر! تم اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہوچکے ہیں۔ یہ بات سن کر عمر غصہ سے آگ کا انگارہ بن گئے اور آگے جانے کی بجائے اپنی بہن کے گھر کا رخ کیا۔ دروازہ کے ساتھ کان لگا کر سنا کہ کچھ پڑھنے کی آواز آرہی ہے۔ یک دم دروازہ کھٹکھٹایا، بہن اور بہنوئی حضرت خباب کو علم ہوگیا کہ عمر آگئے ہیں۔ انہوں نے اجزاء قرآن چھپادیے اور دروازہ کھول دیا۔ عمر اندر داخل ہوا اور دریافت کیا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم لوگ مسلمان ہوگئے ہو؟ انہوں نے بات کو قدرے مبہم رکھا۔ عمر کو بہت غصہ آیا، بہن اور بہنوئی کو خوب پیٹا اور انہیں زخمی کردیا۔ آخر تھک ہار کر عمر نے کہا: جو کچھ تم پڑھ رہے تھے، لاؤ مجھے دکھاؤ؟ انہوں نے جواب دیا: اس مقدس کلام کو چھونے اور پڑھنے سے قبل غسل ضروری ہے۔ عمر نے غسل کیا۔ پھر قرآن کریم کے اجزاء اپنے ہاتھ میں لے کر تلاوت کی۔ یہ آیت نظر نواز ہوئی: انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری ۔ (بیشک میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس تم میری عبادت کرو اور مجھے یاد کرنے کے لیے نماز قائم کرو۔) یہ آیت پڑھی تو عمر پر گہرا اثر ہوا۔ آخر انہوں نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ لوگ مجھے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں لے چلو۔ جب عمر دارارقم کے قریب پہنچا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے آنے کی خبر دی گئی۔ آپ نے فرمایا: اگر عمر اچھے ارادہ سے آرہا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ان کی تلوار سے ان کی گردن اڑا دی جائے گی۔ جب عمر دارارقم میں داخل ہوئے تو انہوں نے اپنی نظریں جھکائی ہوئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کے دامن کو پکڑا، جھنجھوڑا اور فرمایا: اے عمر! کیا ابھی تمہارے قبول اسلام کا وقت نہیں آیا؟ عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم! قبول اسلام کے لیے ہی تو حاضر ہوا ہوں۔ پھر آپ کے قدموں میں گر کر عمر مسلمان ہوگیا۔ اس موقع پر مسلمانوں میں خوشی ومسرت کی لہر دوڑ گئی اور مسلمانوں کی قوت ووقار میں اضافہ ہوگیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی: **اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب اور بعمر بن الھشام** ۔ (اے اللہ! تو عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام (ابوجہل) کے ایمان کے سبب اسلام کو وقار عطا کر۔) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئی تو وہ مسلمان ہوگئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طرز حکمرانی:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا طرز حکمرانی منفرد، انوکھا اور ممتاز تھا۔ جب آپ کسی کو کسی صوبہ کا حاکم مقرر کرتے تو اس کے اموال واثاثہ کی فہرست تیار کر کے اپنے پاس محفوظ کر لیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے تمام حاکموں کے نام خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ آپ اپنے اثاثے مرکز میں جمع کرائیں۔ سب نے اپنے اثاثہ جات جمع کرادیے تو آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (جن کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے) کے اثاثوں کے دو حصے کیے، ایک حصہ ان کے پاس رہنے دیا جبکہ دوسرا حصہ بیت المال میں جمع کرادیا۔

شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عموماً یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! تو مجھے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس شہر میں شہادت کی موت عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی۔

ایک دفعہ حضرت ہفیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام ابولؤلؤ آپ کی خدمت میں بطور شکایت حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا: ان کا مالک چار درہم یومیہ کے حساب سے وصول کرتا ہے جو زیادتی ہے لہٰذا آپ کچھ رقم کم کروادیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ رقم تمہارے کام کے اعتبار سے زیادہ نہیں ہے، کیونکہ تم بڑھئی بھی ہو اور نقاشی بھی خوب جانتے ہو تو چار درہم یومیہ کے حساب سے زیادہ نہیں ہیں۔ اپ کا یہ ارشاد اس پر بجلی بن کر گرا اور وہ غصہ سے آگ کا انگارہ بن کر غائب ہوگیا۔

کچھ دنوں بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس غلام کو طلب کیا اور فرمایا: اے

ابولؤلؤ! تم نے کہا تھا کہ میں آپ کو چکی بنا کر دوں گا جو ہوا سے چلے گی؟ تم وہ چکی کب بناؤ گے؟ اس نے جواب میں کہا: میں ایسی چکی تیار کروں گا جسے لوگ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ آپ اس کی دھمکی سمجھ گئے لیکن عمداً کوئی کارروائی نہ کی۔ دوسرے دن فجر کی نماز میں ابولؤلؤ غلام پہلی صف میں شامل ہوا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز کا آغاز کرنے سے قبل صفیں درست کرا رہے تھے کہ اس نے خنجر کے ساتھ آپ پر حملہ کر دیا۔ علاوہ ازیں بارہ نمازیوں کو بھی زخمی کر دیا جن میں سے چھ جام شہادت نوش کر گئے۔ ایک عراقی نمازی نے کپڑا پھینک کر قاتل پر قابو پایا تو وہ خودکشی کر کے واصل جہنم ہو گیا۔ آپ کو اٹھا کر گھر لایا گیا تو نبیذ اور دودھ پلایا گیا جو زخموں کے ذریعے جسم سے باہر آ گیا۔ آپ کی شہادت کے آثار نمایاں تھے کسی نے مشورہ دیا اپنے صاحبزادہ عبداللہ کو اپنا جانشین مقرر فرما دیں، آپ نے جواب میں فرمایا: عمر اپنے ایسے بیٹے کو جانشین نہیں بنا سکتا جسے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا طریقہ نہ آتا ہو۔ بعدازاں آپ نے ایک کمیٹی تشکیل دی اور انہیں اختیار دیا کہ ان ہی میں سے جسے چاہیں اپنا خلیفہ مقرر کر لیں۔ کمیٹی کے ارکان یہ ہیں: (۱)۔ حضرت عثمان، (۲)۔ حضرت علی (۳) حضرت طلحہ، (۴)۔ حضرت زبیر، (۵)۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، (۶)۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اپنے بیٹے سے یوں مخاطب ہوئے: تم حساب لگاؤ ہم پر کتنا قرضہ ہے؟ صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا: ابا حضور! چھیاسی ہزار (86000) کا قرضہ ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ قرضہ ہمارے مال سے ادا کیا جائے۔ اگر ضرورت پڑے تو قریش سے حاصل کر لینا پھر ضرورت محسوس ہو تو قبیلہ بنو عدی سے حاصل کر لینا۔ بعدازاں اپنے صاحبزادہ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پیغام دے کر بھیجا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو عمر کی خواہش ہے کہ حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں لیٹ جائے۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا: خواہ یہ جگہ میں نے اپنے لیے محفوظ کر رکھی تھی لیکن آج میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے آپ پر ترجیح دیتی ہوں اور یہ جگہ انہیں پیش کرتی ہوں۔ چنانچہ آپ نے ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ میں جام

شہادت نوش فرمایا اور حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں مدفون ہوئے۔

سوال نمبر 7: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور علمی مقام پر سیر حاصل گفتگو کریں؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے القاب اسد اللہ، فاتح خیبر اور حیدر کرار ہیں جو آپ رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری پر دلالت کرتے ہیں۔ صحابہ کرام میں آپ کا امتیاز ہی شجاعت و بہادری تھا۔ آپ کی شجاعت عرب تک محدود نہیں تھی بلکہ عرب و عجم میں مشہور تھی۔ غزوہ بدر کا آغاز ہوا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسود بن عبدالاسد کو واصل جہنم کیا۔ بعدازاں رئیس کفار عتبہ بن ربیعہ اپنے برادر شعبہ بن ربیعہ اور اپنے لخت جگر خالد بن ولید بن عتبہ کو لے کر میدان میں اترا اور اس نے اعلان کیا: اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قریش میں سے ہمارے جوڑ کے لوگ بھیجیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو ہاشم! تم اٹھو اور حق کی خاطر لڑو جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کو بھیجا ہے۔ یہ اعلان سن کر حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میدان میں اترے اور بہادری و شجاعت کے خوب جوہر دکھائے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو واصل جہنم کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار حیدری سے ولید بن عتبہ اور شعبہ بن ربیعہ پر حملہ آور ہو کر انہیں کاٹ کر کفار کا تکبر و غرور خاک میں ملا دیا۔

غزوہ خیبر کے موقع پر یکے بعد دیگرے مختلف افراد کے ہاتھوں میں اسلام کا جھنڈا دیا گیا لیکن خیبر فتح نہ ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا: کل ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے محبوب رکھتے ہیں اور اس کے ہاتھوں خیبر فتح ہوگا۔ یہ اعلان سنتے ہی رات بھر صحابہ اس اعزاز کو حاصل کرنے کے لیے تڑپتے رہے۔ صبح ہونے پر صحابہ کرام علیہم الرضوان حاضر خدمت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ آپ نے فرمایا انہیں لایا جائے، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو دریافت فرمایا: اے علی! کیا ماجرا ہے؟

عرض کیا: یارسول اللہ! آنکھوں میں تکلیف ہے، آپ نے لعاب دہن آنکھوں میں ڈالا تو درست ہو گئیں۔ پھر انہیں علم اسلام عطا فرماتے ہوئے فتح خیبر کے لیے بھیجا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلعہ خیبر کا دروازہ (جسے چالیس آدمی بھی نہیں اٹھا سکتے تھے) اکھاڑ کر اپنی پشت پر اٹھا لیا اور مجاہدین کو حملہ آور ہونے کا حکم دیا تو اس حملہ کے نتیجہ میں خیبر فتح ہو گیا اور آپ فاتح خیبر کے لقب سے بھی ملقب ہوئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علمی مقام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے شجاعت و بہادری میں منفرد تھے اسی طرح علمی اعتبار سے بھی ممتاز تھے۔ آپ مدینۃ العلم کا دروازہ تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد گرامی ہے: **انا مدینة العلم و علی بابها**۔ (میں شہر علم ہوں اور حضرت علی اس کا دروازہ ہیں)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر میں سورۃ الفاتحہ کی تفسیر لکھوں تو اس سے ستر اونٹ بھر جائیں۔ مزید ارشاد گرامی ہے: اگر میری رسی بھی گم ہو جائے تو میں قرآن کریم کی روشنی میں اسے تلاش کر سکتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خوب علم و فضل سے نوازا تھا۔ آپ بہترین مفسر، محدث، مفتی اور فقیہ تھے۔ خلفاء اور صحابہ آپ رضی اللہ عنہ سے علمی مسائل حل کرواتے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک زانیہ عورت پیش کی گئی جس کا حمل نمایاں تھا۔ ثبوت مہیا ہونے پر آپ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گزارش کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ وضع حمل کے بعد عورت کو سنگسار کیا جائے، کیونکہ بچے کا تو اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ بات سنتے ہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ میں رجوع کر لیا اور فرمایا: **لو لا علی لهلك عمر** (اگر حضرت علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔)

اس مختصر مگر جامع گفتگو سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ عیاں ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء﴾

پہلا پرچہ: قرآن واصول تفسیر

القسم الاول: ترجمہ قرآن مجید

سوال نمبر 1: درج ذیل آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

(۱)- وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ○

(۲)- كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ○

(۳)- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ط وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ○

(۴)- يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ط هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ○

(۵)- فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ط قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ط لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ○

(۶)- وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ط وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قف مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ قف لَا تَعْلَمُهُمْ ط نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ط

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝

(۷)- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِىْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝

(۸)- وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِى الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِىَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

(۹)- ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ ۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ۝

جواب: ترجمۃ الآیات:

(۱)- اور یاد کرو اس وقت کو جب وعدہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں میں سے ایک کا کہ بے شک وہ (ایک گروہ) تمہارے لیے ہے۔ تم چاہتے تھے کہ ہو تمہارے لیے وہ جس میں نقصان کا ڈر نہیں اور اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ حق کر دکھائے اپنے کلمات کو اور کاٹ دے کافروں کی جڑ کو۔

(۲)- جیسے فرعون کی آل اور ان سے پہلوں کا طریقہ اور جھٹلایا انہوں نے اپنے رب کی آیات کو پس اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا ان کے گناہوں کے سبب اور ہم نے غرق کر دیا آل فرعون کو اور وہ سب حد سے بڑھنے والے تھے۔

(۳)- اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس کے بعد اور انہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا تمہارے ساتھ پس وہ لوگ تم ہی میں سے ہیں اور قریبی رشتہ دار زیادہ قریب ہے ان کا بعض کے اللہ کی کتاب میں۔ بے شک اللہ ہر شی کو جانتا ہے۔

(۴)- جس دن گرم کیا جائے گا وہ جہنم کی آگ میں، پس داغا جائے گا اس کے ساتھ ان کی پیشانیوں کو۔ ان کے پہلوؤں کو اور ان کی پشتوں کو (پھر ان

سے کہا جائے گا)۔ یہ ہے وہ جس کو تم نے اپنی جانوں کے لیے جمع کر رکھا تھا پس چکھو تم مزہ اس کا جو تھے تم جمع کرتے۔

(۵)- خوش ہوئے پیچھے رہ جانے والے اس وجہ سے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے رہے۔ ناپسند کیا انہوں نے کہ وہ جہاد کریں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔ انہوں نے کہا! گرمی میں مت نکلو۔ آپ فرما دیجیے کہ جہنم کی آگ زیادہ سخت ہے از روئے حرارت کے۔ کاش کہ وہ سمجھتے۔

(۶)- تمہارے اردگرد کے بعض دیہاتی منافق ہیں اور بعض اہل مدینہ بھی۔ ان کی عادت ہوگئی ہے نفاق، آپ انہیں نہیں جانتے ہم جانتے ہیں انہیں۔ عنقریب ہم ان کو عذاب دیں گے دو مرتبہ، پھر لوٹائے جائیں گے بڑے عذاب کی طرف۔

(۷)- بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے، رہنمائی کرتا ہے ان کا ربّ ان کے ایمان کے سبب جنت نعیم کی طرف جن کے باغات کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

(۸)- اور بے شک اگر جان لیتا ہر ظالم کہ وہ جو زمین میں ہے تو ضرور اس کو فدیہ میں دیتا (تاکہ اس کی جان چھوٹ جائے) اور انہوں نے چھپائے رکھا ندامت کو جب انہوں نے عذاب دیکھا اور فیصلہ فرما دیا اللہ نے ان کے درمیان انصاف کے ساتھ اور وہ (ذرا برابر بھی) ظلم نہیں کیے جائیں گے۔

(۹)- پھر بھیجے ہم نے اس کے بعد کئی رسول ان کی قوموں کی طرف۔ پس آئے وہ رسول اپنی قوموں کے پاس روشن نشانیوں کے ساتھ۔ پس کہ وہ نہ ایمان لاتے اس پر جس کو انہوں نے پہلے سے جھٹلا دیا تھا۔ ایسے ہی مہر لگاتے ہیں ہم سرکشی کرنے والوں کے دلوں پر۔

سوال نمبر 2- درج ذیل الفاظ کے معانی بتاؤ؟

جواب:۱- نَطۡبَعُ: (ہم مہر کرتے ہیں یا کریں گے)

۲-الۡمُمۡتَرِیۡنَ: (شک کیے ہوئے)

۳-فَخُوۡرًا: (فخر کرنے والا)

۴-مِدۡرَارًا: (مسلسل' موسلا دھار)

۵-یَلۡمِزُوۡنَ: (وہ آنکھوں سے اشارہ کرتے ہیں)

۶- غِلۡظَةً: (موٹا' سخت)

۷- الۡمِکۡیَالُ: (ماپ تول کرنا)

القسم الثانی: مقدمہ تفسیر نعیمی

سوال نمبر3: درج ذیل میں سے کوئی سے تین اجزاء حل کریں؟

(الف)-نزول کا معنی لکھیں نیز بتائیں کہ آسمانی کتب کا نزول کس انداز میں ہوا؟

(ب)-تفسیر کا معنی اور اس کے مراتب (اقسام) لکھیں؟

(ج)-مفسر ہونے کی کوئی پانچ شرطیں لکھیں؟

جواب:-تینوں اجزاء کا جواب 2014ء کے پرچہ میں دیکھیں۔

(د)-قرآن کریم کے ایسے پانچ فوائد لکھیں جو احادیث سے ثابت ہوں؟

جواب:-قرآن کریم کے عقلی ونقلی بہت سے فوائد ہیں جن میں سے پانچ نقلی فوائد یہ ہیں:

۱- جو شخص قرآن کی تلاوت کرتا ہے قیامت کے دن یہ قرآن اس کی سفارش کرے گا۔

۲-اگر کسی بیمار پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا جائے تو اس کو شفا حاصل ہوگئی' اسی وجہ سے سورت فاتحہ کا ایک نام سورۃ ''شفاء'' بھی ہے۔

۳-جس قبرستان میں سورۃ یٰسین کی تلاوت کی جائے چالیس دن تک اہل قبور کا عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔

۴-سورۃ اخلاص پڑھنے کا ثواب تہائی قرآن پڑھنے کے مساوی ہے۔

۵-سورۃ یٰسین کی تلاوت دس قرآن پاک کی تلاوت کے مساوی ہے۔

۶-آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مردوں کے پاس سورۃ یٰسین کی تلاوت کیا کرو کہ اس کی برکت سے جان آسانی سے قبض ہو جاتی ہے۔

(ھ)-حفاظت قرآن پر نوٹ لکھیں؟

جواب: جتنی بھی کتابیں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی رہنمائی کے لیے نازل فرمائیں قرآن کے علاوہ وہ تمام کتابیں محفوظ نہ رہیں بلکہ ان کی قوموں نے اپنی منشاء وچاہت کے مطابق ان میں کمی وزیادتی کر ڈالی۔ بہت جلد ان انبیاء علیہم السلام کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد وہ کتابیں بھی ختم ہو گئیں۔ لیکن قرآن کریم ایسی کتاب ہے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود باری تعالیٰ عزاسمہ نے لیا ہے۔ جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہو اس میں تحریف کی کیا مجال؟۔ آج تک کفار و دشمنان اسلام لاکھوں کوششیں کر بیٹھے ہیں مگر قرآن مجید کا ایک حرف بھی کم نہ کر سکے اور نہ کسی قسم کی کوئی زیادتی کر سکے۔ بلکہ اس جیسا کلام لانے سے بھی فصحاء عرب وبلغاء عرب بے جان و بے بس نظر آئے۔ اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت امام احمد رضا خان بریلوی قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں' نہیں بلکہ جسم میں جان نہیں

آج تک نہ کوئی پاک کتاب میں تغیر وتبدل کر سکا اور نہ ہی قیامت تک کر سکے گا۔ ایسا ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝

ہم نے اس قرآن کو اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت فرمادی (ویسے وہ ذات تو بے نیاز ہے اس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے یہ طریقے نہ بھی ہوں تو بھی وہ حفاظت کر سکتا ہے۔ مگر پھر بھی رائج طریقے عقل کے اندھوں کو راہ راست پر لانے کے لیے اختیار کیے گئے) ان طریقوں میں مشہور طریقہ جس کا ہم گلی گلی' محلے محلے' قریہ قریہ' شہر شہر اور رمضان

شریف کے مہینہ میں مسجد مسجد مظاہرہ ومشاہدہ بھی کرتے ہیں۔وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی کتاب کو بچہ بچہ کے سینہ میں محفوظ کردیا۔آج مسلمان کا بچہ بچہ اس کتاب کو اپنے سینے میں محفوظ کیے ہوئے ہے۔جبکہ قرآن کریم کے علاوہ باقی کتابیں صرف انہی ہستیوں کو زبانی یاد ہوتیں جن پر وہ کتابیں نازل ہوتی تھیں۔مگر قرآن کریم کا یہ ایک فقید المثال معجزہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی عمر کے نابالغ بچوں اور بچیوں کو زبانی یاد ہے اور محفوظ ہے۔قیامت تک قرآن کریم جیسا نازل ہوا تھا ویسا ہی رہے گا۔(یہ کلام لفظی کے متعلق بات ہے جو حادث ہے۔البتہ کلام نفسی تو وہ اللہ تعالیٰ کی ازلی صفت ہے جس طرح وہ ذات قدیم ہے اسی طرح کلام نفسی یعنی اس کا معنی بھی قدیم) نہ کوئی اس کو بدل سکتا ہے نہ بدل سکے گا چاہے تمام جن وانس مل جائیں۔

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

القسم الاوّل: ریاض الصالحین

سوال نمبر1: درج ذیل احادیث مبارکہ کا اردو ترجمہ کریں؟

حدیث نمبر1:- عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عان النفخ فی الشراب فقال رجل القذاۃ اراھا فی الاناء فقال اھر قما ۔ قال انی لا اروی من نفس واحد' قال فابن ا[illegible]ح اذا عن فیک ۔

حدیث نمبر2:-عن یعیش بن طخفۃ الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال ابی بینما انا مضطجع فی المسجد علی بطنی ازا رجل یحرکنی برجلہ فقال ان ھذہ ضجتہ یبخضھا اللہ قال فنظرت فاذا رسول اللہ ۔

حدیث نمبر3:-عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یحب العطاس ویکرہ التاؤب فازا عطس احدکم حمد اللہ تعالیٰ کان حقا علی کل مسلم سمعہ ان یقول لہ یرحمک اللہ واما التاؤب فانما ھو من الشیطان فاذا تثاء ب احدکم فلیردہ ما استطاع فان احدکم اذا تثاء ب ضحک منہ الشیطان ۔

جواب: ترجمۃ الاحادیث:

حدیث نمبر1کا ترجمہ:

2014ء کے حل شدہ پرچہ میں دیکھیے۔

حدیث نمبر۲:۔حضرت یعیش بن طخفہ الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے والد نے کہا: ایک دن میں مسجد میں اپنے پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک ایک مرد مجھے اپنے پاؤں کے ساتھ ہلا رہا تھا۔ پس اس نے کہا: یہ لیٹنا ایسا ہے کہ اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

حدیث نمبر۳ کا ترجمہ:۔حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند فرماتا ہے اور جمائی کو ناپسند فرماتا ہے پس جب تم میں سے کسی ایک کو چھینک آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرے (یعنی الحمد للہ کہے) جو بھی مسلمان (اس کی حمد کو) سنے اس پر لازم ہے کہ یہ کہے "اللہ تجھ پر رحم کرے"۔ جمائی تو وہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ پس جب تم میں سے کسی ایک کو جمائی آوے پھر اس کو چاہیے کہ استطاعت کے مطابق روکے کیونکہ تم میں کوئی ایک جب جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

سوال نمبر2: درج ذیل احادیث مبارکہ پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

الاعراب علی الحدیث:

۱- عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلْمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِیْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ یَدِیْ تَطِیْشُ فِی الصُّحْفَةِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِیَمِیْنِكَ وَكُلْ مِمَّا یَلِیْكَ ۔

۲- عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ خُوَیْلَدِ بْنِ عُمَرَ الْخُزَاعِیْ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ جَائِزَتَهٗ قَالُوْا وَمَا جَائِزَتُهٗ یَا

رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ یَوْمُهٗ وَلَیْلَتُهٗ ۔

جواب: ترجمہ الاحادیث:

حدیث نمبر۱ کا ترجمہ:۔حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں لڑکا تھا اور میرا ہاتھ گھومتا تھا پیالے میں پس مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکے نام لے تو اللہ کا' کھا تو اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ اور کھا تو اپنی طرف سے۔

حدیث نمبر۲ کا ترجمہ:۔حضرت ابوشریح خویلد بن عمر الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس اسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی اچھی طرح خاطر تواضع کرے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کب تک؟ فرمایا ایک دن اور ایک رات۔

سوال نمبر3: درج ذیل احادیث کا ترجمہ اور خط کشیدہ صیغے لکھیں؟

حدیث نمبر۱:- عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحقرن من المعرف شیئاً ولو ان تلقیٰ اخاك بوجه طلیق ۔

حدیث نمبر۲:- عن ابی هریره رضی اللہ تعالیٰ عنه قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول ازا اقیمت الصلوٰة فلاتا تو هاتسعون واتوها وانتم تمشون و علیكم السكینة فما ادر كتم فصلوا وما فتكم فاتموا ۔

جواب: ترجمہ الاحدیث:

۱-حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی بھی نیکی کو ذرہ بھی حقیر مت سمجھو اگرچہ تم اپنے بھائی کو خوش

روئی سے ملو۔

۲-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب جماعت کھڑی ہو جائے تو تم اس کی طرف دوڑتے ہوئے نہ آؤ اور تم اس کی طرف چلتے ہوئے آؤ اور تم پر سکون لازم ہے۔ پس جتنی نماز تمہیں (جماعت کے ساتھ) ملے تو پڑھ لو اور جو رہ جائے تم اسے مکمل کر لو۔

سوال نمبر 4:

درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیں؟

جواب: ☆......بَايَعْنَا: (ہم نے بیعت کی) ☆......رَقِيقٌ: (پتلا)

☆...... اَلْاِمَاطَةُ: (دور کرنا' زائل کرنا' ہٹانا) ☆......حَبْسٌ: (روکنا)

☆......لعب: (کھیل کود) ☆......سر

: (راز)

☆......اللهوات: (حلق کے کوّے)

القسم الثانی: مقدمہ تذکرہ المحدثین

سوال نمبر 5: طبقات کتب حدیث کو مفصلاً تحریر کریں؟

جواب: علماء کرام نے صحت وشہرت اور مقبولیت کے اعتبار سے کتب حدیث کو چار طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔ جن کی اجمالاً تفصیل یہ ہے:

۱- پہلا طبقہ ان کتابوں کا ہے جن کی صحت' شہرت اور مقبولیت سب سے زیادہ ہو' جیسے صحیحین' موطا امام مالک۔

۲- دوسرا طبقہ ان کتابوں کا ہے جن میں مذکورہ صفات پہلے طبقہ کے قریب ہیں۔ جیسے جامع ترمذی' سنن داؤد و نسائی وغیرہ۔

۳- تیسرے طبقے میں ان مصنفین کی کتابیں ہیں جو امام بخاری اور مسلم پر مقدم یا ان

کے ہم عصر اور مقارب تھے۔ جیسے مصنف عبدالرزاق' مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ۔

۴- چوتھے طبقے میں ان علماء متاخرین کی کتابیں ہیں جن کی روایت کردہ احادیث کا قرون اولیٰ میں ثبوت نہیں ملتا۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں یا تو متقدمین کو ان احادیث کی اصل نہ مل سکی یا انہوں نے ان روایات کو کسی خفیہ علت کی بناء پر ترک فرما دیا ہو' جیسے: دیلمی' ابن عساکر وغیرہ۔

سوال نمبر 6: متن اور سند میں احکام کا فرق واضح کریں؟

جواب: 2014ء کا حل شدہ پرچہ ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 7: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفیں کریں؟

جواب:

غریب: اگر حدیث صحیح کا راوی ایک ہو تو اسے غریب کہتے ہیں۔

مضطرب: اس کی تعریف حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

موقوف: جس حدیث کی سند کسی صحابی تک پہنچتی ہو' اسے موقوف کہتے ہیں۔

معلق: اگر سند کی ابتداء سے کوئی راوی ساقط ہو تو اسے حدیث معلق کہتے ہیں۔

صحیح لذاتہ: جس حدیث کے تمام راوی عادل' تام الضبط اور متصل ہوں' اسے صحیح لذاتہ کہتے ہیں۔

موضوع: جس حدیث کی سند میں کوئی ایسا راوی ہو جس سے وضع فی الحدیث ثابت ہو۔

معلل: جس حدیث میں علت خفیہ قادحہ ہو مثلاً حدیث مرسل کو موصولاً روایت کیا جائے۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء﴾

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

القسم الاوّل: فقہ

سوال نمبر 1: (الف) درجہ ذیل عبارت کا ترجمہ اور مسئلہ کی وضاحت کریں؟

واما الماء الجاری اذا وقعت فيه نجاسة جاز الوضوء منه اذا لم یر لها اثر .

جواب: ترجمہ: بہر حال وہ پانی جو جاری ہو جب اس میں نجاست گر جائے تو اس سے وضو کرنا جائز ہے جب کہ اس میں نجاست کا اثر نظر نہ آئے۔

وضاحت: -اس عبارت میں مسئلہ یہ بیان ہوا ہے کہ چلتے پانی میں اگر نجاست گر جائے تو جب تک وہ نجاست اس پانی کے اوصاف یعنی رنگ، ذائقہ اور بو نہ بدل دے اس وقت تک اس پانی سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس نجاست کا اثر ظاہر نہ ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہ نجاست وہاں ٹھہری نہیں بلکہ چلتے پانی کے ساتھ چل گزری ہے۔ اگر نجاست کا اثر ظاہر ہو جاتا ہے یعنی وہ پانی کو متغیر کر دیتی ہے تو پھر اس سے طہارت حاصل کرنا جائز نہیں۔

(ب): پانچوں نمازوں کے اوقات مستحبہ تحریر کریں؟

جواب: ☆......نماز فجر کو مردوں کے لیے روشن کر کے پڑھنا مستحب ہے۔

☆......نماز ظہر گرمیوں کے موسم میں ٹھنڈا کر کے جبکہ سردیوں کے موسم میں جلدی پڑھنا مستحب ہے۔ البتہ بادلوں کے دنوں میں سردیوں میں بھی تاخیر کی جائے گی۔

☆......نماز عصر کو سورج کے متغیر ہونے تک مؤخر کرنا مستحب ہے اور بادل کے دن جلدی کرنا۔

☆......نماز مغرب کو جلدی پڑھنا مستحب ہے البتہ بادل کے دن مؤخر کر کے ادا کرنا مستحب

ہے۔

☆......نماز عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کر کے پڑھنا مستحب ہے۔ البتہ بادل کے دن جلدی۔

☆......نماز وتر کو آخری رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے اس شخص کے لیے جسے اٹھنے کا یقین ہو۔

سوال نمبر 2: (الف): تیمم کب کیا جاتا ہے؟ نیز تیمم کے فرائض اور طریقہ لکھیں؟

(ب): مقیم و مسافر کے لیے مسح علی الخفین کی مدت لکھیں نیز بتائیں کہ نواقض وضو کے علاوہ کونسی چیز مسح کو توڑتی ہے؟

جواب: (الف):

تیمم کا وقت:

جب کسی بندہ کو پانی نہ ملے خواہ وہ مسافر ہو یا شہر سے خارج اس کے اور شہر کے درمیان ایک میل یا زیادہ کی مسافت ہو، تو ایسی صورت میں تیمم کر سکتے ہیں۔

☆......کوئی شخص بیمار ہو اور پانی کے استعمال سے شدت مرض کا خوف ہو تو بھی تیمم کر سکتا ہے۔

☆......کوئی آدمی جنبی ہو اور پانی کے استعمال سے مرنے یا بیمار ہونے کا خوف ہو تو بھی تیمم کرنا جائز ہے۔

تیمم کے فرائض:

تیمم کے تین فرض ہیں: (۱) نیت کرنا، (۲) پہلی ضرب کیساتھ چہرے کا مسح کرنا، (۳) دوسری ضرب کے ساتھ دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا۔

طریقہ تیمم:

تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کر کے پاک مٹی پر دونوں ہاتھوں کو مارے اور ان کو آگے سے پیچھے کی طرف لے جائے پھر ہاتھ کے انگوٹھوں کی جڑوں سے دونوں ہاتھوں کو جھاڑے

اور تمام چہرے کا مسح کرے۔ اسی طرح دوسری بار پاک مٹی پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرے۔

(ب): مدت مسح:

مسح علی الخفین کی مدت مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں ہیں جبکہ مقیم آدمی کے لیے ایک دن اور ایک رات ہے۔

نواقض مسح:

جو چیز وضو کو توڑ دیتی ہے وہی مسح کو بھی توڑ دیتی ہے۔ علاوہ ازیں موزے کو اتارنا اور مدت کا پورا ہو جانا بھی مسح کو توڑ دیتا ہے۔

سوال نمبر 3: (الف):

درج ذیل عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

وَالْمُسْتَحَاضَةُ وَمَنْ بِهٖ سَلَسُ الْبَوْلِ وَ لرعافُ الدَّائِمُ وَالْجَرْحُ الَّذِیْ لَا یَرْقَا یَتَوَضَّأُوْنَ لِوَقْتِ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَیُصَلُّوْنَ بِذٰلِکَ الْوُضُوْءِ۔

جواب: مسئلہ کی وضاحت:

مذکورہ بالا عبارت میں کچھ معذور لوگوں کا حکم بیان کیا ہے کہ جنھیں اتنا وقت بھی نہیں ملتا کہ اس میں وضو کر کے نماز پڑھ سکیں، وہ لوگ یہ ہیں:

☆...... کسی عورت کو استحاضہ کا خون آتا رہتا ہو۔

☆...... کسی شخص کے پیشاب کے مسلسل قطرے ٹپکتے رہتے ہوں۔

☆...... کسی کو دائمی نکسیر ہو۔

☆...... یا کسی کو ایسا زخم پہنچا ہے کہ وہ زخم ٹھہرتا نہیں کچھ نہ کچھ اس زخم سے نکلتا رہتا ہے۔ تو ایسے تمام لوگوں کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے بروقت وضو کریں اور آئندہ نماز کے وقت تک جو کچھ چاہیں فرائض و نوافل پڑھ سکتے ہیں۔ جونہی اگلی نماز کا وقت شروع ہوگا

ان کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

(ب): زکوٰۃ کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں نیز اونٹ، گائے، بکری، گھوڑے، سونے اور چاندی کا نصاب زکوٰۃ لکھیں؟

جواب: (ب):

زکوٰۃ کا لغوی واصطلاحی معنی:

جواب: 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں دیکھیے۔

اونٹ کا نصاب: پانچ اونٹ سائمہ یعنی چرنے والے ہوں۔

گائے کا نصاب: تیس گائے میں زکوٰۃ واجب ہے جب ان پر سال گزر جائے اور سائمہ ہوں۔

بکری کا نصاب: چالیس بکریاں ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی جبکہ سال گزر جائے۔

گھوڑے کا نصاب: مذکر اور مؤنث دونوں ہوں اور ان پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب۔

سونے کا نصاب: ساڑھے سات تولے سونا۔ 7-1/5۔

چاندی کا نصاب: ساڑھے باون تولے چاندی 52-1/2۔

نوٹ: سائمہ کا مطلب ہے کہ وہ جانور سال کا اکثر حصہ جنگلات وغیرہ میں چرتے ہوں۔ اگر ان کو گھر باندھ کر خود چارہ ڈالا جائے تو پھر بھی ان میں زکوٰۃ نہیں۔

سوال نمبر 4: حج کا لغوی وصطلاحی معنیٰ نیز اقسام حج کی وضاحت کریں؟

جواب: لغوی واصطلاحی معنی:

جواب: حل شدہ پرچہ 2014ء میں دیکھیے۔

حج کی اقسام:

حج کی تین اقسام ہیں:

(۱)-حج مفرد'(۲)-قران'(۳)-تمتع۔

حج قران:

حج قران تمام اقسام سے افضل ہے۔ حج قران یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرے دونوں کا اکٹھا احرام باندھا جائے اور دو رکعت نماز کے بعد یہ کہے: "اے اللہ! میں حج اور عمرے کا ارادہ کرتا ہوں' تو ان کو میرے لیے آسان فرما اور میری طرف سے قبول کر۔

حج تمتع:

حج تمتع' حج مفرد سے افضل ہے۔ حج تمتع یہ ہے کہ پہلے عمرے کا احرام باندھا جائے پھر افعال عمرہ ادا کرنے کے بعد حرم شریف سے ہی حج کا احترام باندھا جائے۔ پھر افعال عمرہ ادا کرنے کے بعد حرم شریف سے ہی حج کا احترام باندھ کر افعال حج میں شروع ہو جائے۔

حج مفرد:

یہ ہے کہ صرف حج کا احرام باندھ کر افعال حج ادا کرنا۔

القسم الثانیہ: اصول فقہ

سوال نمبر 5: (الف): ادلہ اربعہ مع وجہ حصر لکھیں؟

(ب): وحی جلی و خفی میں فرق لکھیں نیز مصنف کا نام لکھیں؟

جواب:

اس کا جواب 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں دیکھیں۔

(ب) وحی جلی اور خفی میں فرق:

حل شدہ پرچہ 2014ء ملاحظہ فرمائیں۔

مصنف کا نام:

منہاج اصول فقہ کے مصنف کا نام "مفتی محمد خان قادری" ہے۔

سوال نمبر 6: (الف) خاص' عام' مشترک اور مدول کی تعریف و مثال لکھیں؟

(ب): اصول فقہ کی تعریف' موضوع اور غرض لکھیں؟

جواب: (الف)

خاص کی تعریف:

خاص وہ لفظ ہے جو کسی معنی معلوم یا مسمیٰ معلوم کے لیے انفرادی طور پر وضع کیا گیا ہو جیسے: زَیْدٌ' رَجُلٌ' اِنْسَانٌ' قُرْاٰنٌ' نَبِیٌّ وغیرہ۔

عام کی تعریف:

عام وہ لفظ ہے جو افراد کی ایک جماعت کو لفظاً وضعاً شامل ہو' جیسے: مُسْلِمُوْنَ۔

مشترک کی تعریف:

وہ لفظ ہے جو اپنے دو یا زیادہ معانی کے لیے موضوع ہو جن کی حقیقتیں مختلف ہوں جیسے لفظ عَیْنٌ اور جَارِیَۃٌ۔

مؤول کی تعریف:

غالب رائے کے ساتھ مشترک کے کسی ایک معنی کو ترجیح دینا مؤول کہلاتا ہے' جیسے: فِیْهَا عَیْنٌ جَارِیَۃٌ ۔ اب اس جگہ عین سے مراد چشمہ ہے کہ جاریۃ اس پر قرینہ ہے۔

(ب): تعریف اصول فقہ:

ان قواعد کا علم جن کے ذریعے ادلہ شرعیہ سے احکام عملی کے حصول کا طریقہ معلوم ہو۔

موضوع:

ادلہ شرعیہ اور احکام شرعیہ۔

فائدہ:

دلیلوں سے احکام مستنبط کرنے میں غلطی سے بچنا۔

سوال نمبر 7: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفیں مع حکم لکھیں؟

جواب:

عبارۃ النص:

عبارۃ النص سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جس کے لیے کلام چلایا گیا ہو۔

اشارۃ النص:

اشارۃ النص سے ثابت ہونے والا حکم نظم نص ہی سے ثابت ہوتا ہے اور تقدیر عبارت کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن من کل الوجود ظاہر نہیں ہوتا اور نہ ہی اس لیے عبارت کو چلایا جاتا ہے۔

دلالۃ النص:

اس سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جو منصوص علیہ حکم کی علت کے طور پر از روئے لغت معلوم ہوتا ہے۔ اجتہاد اور رائے کو اس میں بالکل دخل نہیں ہوتا۔

اقتضاء النص:

کلام کا اپنے مدلول سے باہر کسی ایسی معنی پر دلالت کرنا جس پر شرعاً اس کلام کی صحت یا صدق موقوف ہو۔

حکم:

اقتضاء النص کا حکم ہے کہ اس مقدر کا ضرورت کے مطابق ہی اعتبار کیا جائے گا نہ کہ ضرورت سے زائد۔

دلالۃ النص کا حکم:

جہاں بھی پائی جائے وہاں حکم بھی پایا جائے گا جیسے جو چیزیں والدین کے ایذاء کا باعث بنتی ہیں وہ حرام ہیں چاہے لَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ میں اس کا ذکر نہ بھی ہو۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2015ء﴾

چوتھا پرچہ: نحو

القسم الاوّل: شرح مائۃ عامل

سوال نمبر 1: لام اور من میں سے کسی ایک کے بارے بتائیں کہ اس کے کتنے معنی ہیں؟ مثالیں بھی دیں۔

جواب:

مِنْ کے معانی:

من چار معانی کے لیے آتا ہے:

۱- ابتداء مسافت کو بیان کرنے کے لیے۔ جیسے سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ۔

۲- تبعیض کے لیے جیسے: اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ اَیْ بَعْضَ الدَّرَاهِمِ۔

۳- تبیین کے لیے جیسے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ ای الرِّجْسَ الَّذِیْ هُوَ الْاَوْثَانُ۔

۴- زیادت کے لیے جیسے يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ۔

سوال نمبر 2: تیسری نوع میں کن حروف کا ذکر ہے؟ کس پر داخل ہوتے ہیں؟ کیا عمل کرتے ہیں؟

جواب: تیسری نوع میں ما و لا مشابہہ لیس کا بیان و ذکر ہے۔

☆ ..... مَا وَلَا مشابهه لَيْسَ مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔

☆ ..... مبتداء کو رفع دیتے ہیں اس کو ان کا اسم کہتے ہیں اور خبر کو نصب دیتے ہیں اس کو ان کی خبر کہتے ہیں جیسے مَا زَيْدٌ قَائِمًا ۔ لَا رَجُلٌ فِی الدَّارِ ۔

سوال نمبر3: درج ذیل جملوں کی نحوی ترکیب کریں؟

جواب:۱-سَقَی اللّٰہُ ثَرَاہُ ۔سَقٰی صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف لفظ اللہ اسم مفرد منصرف صحیح سہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً فاعل۔(ثرا) اسم مقصورہ سہ اعراب تقدیری منصوب تقدیراً مضاف، (ہ) ضمیر مضاف الیہ۔مضاف بہ مضاف الیہ خود مفعول بہ ہوا۔سقٰی فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

۲- ذَھَبَ اللّٰہُ بِنُوْرِھِمْ ۔ذَھَبَ فعل ماضی کا صیغہ لفظ اللہ مرفوع لفظاً فاعل۔(ب) حرف جار۔(نور) اسم مفرد منصرف صحیح سہ اعراب لفظی مجرور لفظاً مضاف۔(ھِمْ) مضاف الیہ۔مضاف، مضاف الیہ سے مل کر مجرور شد۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ظرف لغو ذَھَبَ ،فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۳-زَیْدٌ عَلَی السَّطْحِ۔جواب کے لیے حل شدہ پرچہ 2014ء ملاحظہ کریں۔

۴-مَا زَیْدٌ قَائِمًا ۔ مَامَشَابہہ لَیْسَ رافع اسم وناصب خبر لَیْسَ ۔(زید) اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم، (قَائِمًا) منصوب لفظاً خبر۔ ما اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

القسم الثانی: ہدایۃ النحو

سوال نمبر4: (الف): کلمہ، کلام، اسناد کی تعریفات مع امثلہ لکھیں؟

(ب): تنازع فعلان کی صورت میں عمل کیسے دیں گے؟ بصریوں اور کوفیوں کا مختار کیا ہے؟

(ج): تنازع فلان کسے کہتے ہیں؟ اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ ہر ایک کی مثال دیں۔

جواب: (الف):

کلمہ کی تعریف:

کلمہ وہ لفظ ہے جو معنی مفرد کے لیے موضوع ہو، جیسے: زَیْدٌ، ضَرَبَ، مِنْ ۔

کلام کی تعریف:

کلام وہ مرکب ہے جو دو کلموں کو متضمن ہو اسناد کے ساتھ مثلاً زَیْدٌ قَائِمٌ ۔

اسناد کی تعریف:

دو کلموں میں سے ایک کی دوسرے کی طرف نسبت کرنا اس طور پر کہ مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل ہو، جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ، ضَرَبَ زَیْدٌ ۔

(ب): تنازع کی کل چار صورتیں بنتی ہیں۔ جمہور کے نزدیک ان تمام صورتوں میں پہلے فعل کو عمل دینا جائز ہے اور دوسرے فعل کو بھی عمل دینا جائز ہے۔ یہ تو بصریوں اور کوفیوں کا مذہب ہے۔ البتہ امام فراء کا مذہب یہ ہے کہ پہلی اور تیسری صورت میں دوسرے فعل کو عمل دینا جائز نہیں۔ اگر عمل دیں گے تو دو ممنوعہ باتوں میں سے ایک بات لازم آئے گی۔ وہ یا تو فاعل کا حذف کرنا لازم آئے گا یہ جائز نہیں، یا پھر اضمار قبل الذکر لازم آئے گا، یہ بھی جائز نہیں۔

بہر حال یہ اختلاف تو جواز اور عدم جواز میں تھا۔ اب اولویت میں ملاحظہ فرمائیں:

مذکورہ تمام صورتوں میں دوسرے فعل کو عمل دینا مختار ہے اگر چہ پہلے کو بھی دینا جائز ہے۔ یہ بصریوں کا مذہب ہے۔

تمام صورتوں میں پہلے فعل کو عمل دینا مختار ہے اگر چہ دوسرے فعل کو عمل دینا بھی جائز ہے۔ یہ کوفیوں کا مذہب ہے۔

(ج): تنازع فعلان کی تعریف:

جب دو فعل جھگڑا کریں اس اسم ظاہر میں جو ان کے بعد موجود ہے۔ یعنی دونوں میں سے ہر فعل یہ چاہے کہ بعد والا اسم میرا معمول بنے۔

اقسام تنازع:

تنازع فعلان کی چار صورتیں واقسام ہیں:

۱-دونوں فعل یہ تقاضا کریں کہ وہ اسم ظاہر میرا فاعل بنے جیسے ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ

زَیْدٌ۔

۲-دونوں فعل یہ چاہیں کہ وہ اسم ظاہر میرا مفعول بنے جیسے: ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا۔

۳- پہلا فعل چاہے کہ اسم ظاہر میرا فاعل بنے اور دوسرا چاہے کہ مفعول بنے جیسے ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا۔

۴-تیسری صورت اس کا عکس جیسے ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ۔

سوال نمبر5: (الف): مفرد منصرف جاری مجری صحیح، جمع مذکر سالم، اور اسم مقصور کی تعریف واعراب لکھیں؟

(ب): مبتدا، خبر کی تعریف اور انہیں عامل کی نشاندہی کریں؟

(ج): ان کے اخوات کون ہیں؟ کس پر داخل ہوتے ہیں؟ کیا عمل کرتے ہیں؟

جواب: (الف):

مفرد منصرف جاری مجری صحیح:

وہ اسم ہے جو تثنیہ وجمع نہ ہو، غیر منصرف نہ ہو، اس کے آخر میں واؤ یا یاء ہو اور ان کا ماقبل ساکن ہو، جیسے: دَلْوٌ، ظَبْیٌ ۔

اعراب:

حالت رفع میں ضمہ، حالت نصب میں فتحہ اور حالت جر میں کسرہ ہو، جیسے: جَائَنِیْ دَلْوٌ وَظَبْیٌ ۔ رَأَیْتُ دَلْوًا وَظَبْیًا، مَرَرْتُ بِدَلْوٍ وَظَبْیٍ۔

جمع مذکر سالم:

وہ جمع ہے جس کے مفرد کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم یا یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوحہ ہو، جیسے: مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمِیْنَ۔

اعراب:

رفعی حالت میں واؤ ماقبل مضموم، نصبی اور جری حالت میں یا ماقبل مکسور کے ساتھ آتا

ہے جیسے جَاءَ الْمُسْلِمُوْنَ، رَأَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ۔

اسم مقصور:

وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے: مُوْسٰی ۔

اعراب:

سہ اعراب تقدیری یعنی رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ جیسے جَآءَنِیْ مُوْسٰی، رَأَیْتُ الْمُوْسٰی، مَرَرْتُ بِالْمُوْسٰی۔

(ب): مبتداء اور خبر کی تعریف:

مبتداء اور خبر وہ اسم ہیں جو عوامل لفظیہ سے خالی ہوں، ان میں سے ایک مسند ہوتا ہے اس کو مبتداء کہتے ہیں اور دوسرا مسند الیہ ہوتا ہے اس کو خبر کہتے ہیں جیسے زید قائم، میں زید مبتداء ہے اور قائم اس کی خبر ہے۔

عامل کون؟:

مبتداء اور خبر دونوں میں عامل معنوی ہوتا ہے اور وہ ابتداء ہے۔

(ج): اِنَّ کے اخوات اور ان کا عمل:

اِنَّ کے پانچ بھائی ہیں اور وہ یہ ہیں: اَنَّ، کَاَنَّ، لٰکِنَّ، لَیْتَ، لَعَلَّ۔

عمل: یہ حروف جملہ اسمیہ یعنی مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔ اپنے اسم کو نصب جبکہ خبر کو رفع دیتے ہیں جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔

سوال نمبر6: (الف): اسم فعل اور حرف کی وجہ حصر بمعہ امثلہ تحریر کریں؟

(ب): اسم کی کوئی پانچ علامات لکھیں؟

(ج): فعل کی کوئی پانچ علامات لکھیں؟

جواب: (الف):

وجہ حصر اقسام ثلثہ:

کلمہ دو حال سے خالی نہیں کہ وہ مستقل معنی پر دلالت کرے گا یا نہیں۔ اگر نہ کرے گا تو

حرف جیسے: مِنْ. اگر کرتا ہے تو پھر دیکھیں گے کہ اس کا معنی تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ملا ہوا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو وہ اسم ہے جیسے: رَجُلٌ' اگر ملا ہوا ہے تو فعل جیسے: ضَرَبَ۔

(ب): جواب: 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں دیکھیں۔

(ج): علامات فعل:

☆......اس سے خبر دینا صحیح ہو، جیسے: یَضْرِبُ زَیْدٌ میں یَضْرِبُ۔

☆......قَدْ کا داخل ہونا مثلاً قَدْ ضَرَبَ' سین کا داخل ہونا مثلاً سَیَضْرِبُ۔ سوف کا داخل ہونا جیسے: سَوْفَ یَضْرِبُ ۔

☆......امر ہو جیسے: اِضْرِبْ ۔

☆......نہی ہو جیسے: لَا تَضْرِبْ۔

☆☆☆☆☆

﴿درجۂ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء﴾

پانچواں پرچہ: منطق وادب عربی

القسم الاوّل: منطق

سوال نمبر 1: (الف): تصور اور تصدیق میں سے ہر ایک کی اقسام بالتفصیل بیان کریں؟

(ب): برہانی انی اور برہانی لمی کی تعریف ومثال لکھیں؟

جواب: (الف):

تصور وتصدیق کی اقسام:

تصور اور تصدیق کی دو قسمیں ہیں:

اقسام تصور:

تصور بدیہی: وہ تصور ہے جو غور وفکر کے بغیر حاصل ہو، جیسے: ٹھنڈک کا تصور اس کو تصور ضروری بھی کہتے ہیں۔

تصور کسبی: وہ تصور ہے جو غور وفکر کے ساتھ حاصل ہو، جیسے: جنوں اور فرشتوں کا تصور، اس کو تصور نظری بھی کہتے ہیں۔

اقسام تصدیق:

تصدیق بدیہی: وہ تصدیق ہے جو غور وفکر کے بغیر حاصل ہو، جیسے: اَلْمَاءُ بَارِدٌ۔ اس کو تصدیق ضروری بھی کہتے ہیں۔

تصدیق کسبی: وہ تصدیق جو غور وفکر کے ساتھ حاصل ہو، جیسے: اَلصَّانِعُ مَوْجُوْدٌ۔

(ب): برہانِ لمی کی تعریف:

وہ برہان ہے: جس میں حداوسط ذہن میں بھی حکم کے لیے علت ہو اور خارج میں بھی جیسے زَیْدٌ مُتَعَفِّنُ الْاَخْلَاطِ ۔ وَكُلُّ مُتَعَفِّنِ الْاَخْلَاطِ فَهُوَ مَحْمُوْمٌ تو نتیجہ نکلا زَیْدٌ مَحْمُوْمٌ ۔ اس مثال میں حداوسط مُتَعَفِّنُ الْاَخْلَاطِ ہے جو کہ ذہن اور خارج دونوں میں محموم کے لیے علت ہے۔

برہانِ انی کی تعریف:

وہ برہان ہے: جس میں حداوسط حکم کے لیے فقط ذہن میں علت بنے اور خارج میں وہ علت نہ بنے۔ جیسے زَیْدٌ مَحْمُوْمٌ وَكُلُّ مَحْمُوْمٍ مُتَعَفِّنُ الْاَخْلَاطِ تو نتیجہ آئے گا زَیْدٌ مُتَعَفِّنُ الْاَخْلَاطِ ۔ اس مثال میں حداوسط محموم ہے جو ذہن میں تو مُتَعَفِّنُ الْاَخْلَاطِ کے لیے علت ہے مگر خارج میں نہیں۔ کیونکہ علتوں کے خراب ہونے کی وجہ سے زید کو بخار ہوا نہ کہ بخار ہونے کی وجہ سے علتیں خراب ہوئیں۔

سوال نمبر2: (الف): مرکب ناقص کی اقسام کی تعریفات بمعہ امثلہ لکھیں؟

(ب): ترتیب کے اعتبار سے نوع کی اقسام کی تعریفات بمعہ امثلہ لکھیں؟

جواب: (الف):

اقسام مرکب ناقص:

مرکب ناقص کی دو اقسام ہیں: ۱۔تقییدی، ۲۔غیر تقییدی۔

مرکب تقییدی: وہ مرکب ناقص ہے: جس کی جزء ثانی جزء اول کے لیے قید بنے جیسے غُلَامُ زَیْدٍ ۔

مرکب غیر تقییدی: وہ مرکب ناقص ہے: جس کی جزء ثانی، جزء اول کے لیے قید نہ بنے جیسے فِی الدَّارِ۔

(ب): اقسام نوع:

ترتیب کے اعبار سے نوع کی چار قسمیں ہیں:

عالی، سافل، متوسط، مفرد۔

نوع عالی: وہ نوع ہے: جس کے نیچے تو کوئی نوع موجود ہو لیکن اوپر نہ ہو، جیسے: جسم مطلق۔

نوع متوسط: وہ نوع ہے: جس کے اوپر بھی اور نیچے بھی نوع موجود ہو، جیسے: حیوان، جسم نامی۔

نوع سافل: وہ نوع ہے: جس کے اوپر کوئی نوعی موجود ہو لیکن نیچے نہ ہو، جیسے: انسان۔

نوع مفرد: وہ نوع ہے: جس کے اوپر و نیچے کوئی نوع موجود نہ ہو، جیسے: عقل جبکہ جوہر کو اس کی جنس مانیں۔

سوال نمبر3: (الف): دلالت لفظیہ وغیر لفظیہ کی کل کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ مع تعریفات وامثلہ لکھیں؟

(ب): حواس باطنہ کتنے ہیں؟ اور کون کون سے ہیں؟ تحریر کریں۔

جواب: (الف):

اس کا تفصیلی جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں دیکھیے۔

(ب):

حواس باطنہ:

حواس باطنہ پانچ ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔حس مشترک: وہ قوت ہے جو صور جزئیہ کا ادراک کرتی ہے۔

۲۔خیال: وہ قوت ہے جو حس مشترک سے حاصل شدہ صورتوں کے لیے خزانہ ہوتی ہے۔

۳۔وہم: وہ قوت ہے جو معانی جزئیہ کا ادراک کرتی ہے۔

۴۔حافظہ: وہ قوت ہے جو وہم سے حاصل شدہ معانی کے لیے خزانہ ہوتی ہے۔

۵۔متصرفہ: وہ قوت ہے جو صور جزئیہ اور معانی جزئیہ میں تحلیل وترکیب کا تصرف کرتی ہے۔

القسم الثانی: حدیقۃ الادب

سوال نمبر 4: (الف): درج ذیل آیت کریم کا ترجمہ کریں؟

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا۝

جواب: ترجمۃ الآیت:

اور حکم فرمایا تیرے رب نے یہ کہ تم نہ عبادت کرو مگر اس کی اور والدین کے ساتھ احسان کا (حکم دیا)۔ اگر پہنچ جائیں تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پس تو ان کو اف تک نہ کہہ اور ان کو جھڑک نہ اور ان سے ادب سے بات کر اور جھکا ان کے لیے نرمی کے پر زم دلی سے اور عرض کر اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے میرے بچپن میں میری پال پوس کی۔

(ب): درجہ ذیل الفاظ کو مفید جملوں میں استعمال کریں؟

جواب: عُضْوٌ، رَحِيْلَةٌ، غَلَبَ، عَاصِمَةُ الْحَرَارَةِ۔

الفاظ	مفید جملوں میں استعمال	اردو میں ترجمہ
عُضْوٌ	كَسَرَ عُضْوُ عَمْرٍو	عمرو کا جوڑ ٹوٹ گیا۔
رَحِيْلَةٌ	اَلرَّحِيْلَةُ مُعَلِّمَةٌ	رحیلہ ٹیچر ہے۔
غَلَبَ	غَلَبَ الْمَاءُ عَلَى الْبُزَاقِ	پانی تھوک پر غالب آ گیا۔
عَاصِمَةُ	اِسْلَام آبَاد عَاصِمَةُ بَاكِسْتَان	اسلام آباد پاکستان کا دار الخلافہ ہے۔
اَلْحَرَارَةُ	اَلْحَرَارَةُ شَدِيْدَةٌ	گرمی بہت زیادہ ہے۔

سوال نمبر 5: (الف): درج ذیل احادیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

۱- ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لایؤمن احدکم حتّٰی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔

۲- عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضاً ثم شبک بین اصابعہ۔

جواب: دونوں احادیث مبارکہ کا ترجمہ حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب): درج ذیل سوالات کے عربی میں جواب دیں؟

جواب:

سوالات	جوابات
الی من کتب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الرسالۃ؟	کتب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الرسالۃ الی خالدبن الولید ومن معہ
مامعنی کلمۃ التلفزیون؟	معنی کلمۃ التلفزیون الرویۃ عن بعد
ھل تحبین بلادک و تفتدیھا؟	نعم! احب بلادی وافتدیھا۔

سوال نمبر 6: (الف): درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں؟

سوای یھاب الموت أویرھب الردی ۔۔۔ وغیری یھوی ان یعیش مخلدا

ولکننی لاارھب الدھران سطا ۔۔۔ ولااحذر الموت الزؤام اذا عدا

لومد نحوی حادث الدھر کفہ ۔۔۔ لحدثت نفسی ان امدلہ یدا

توقد عزمی یترک الماء جمرۃ ۔۔۔ وحلیۃ حلمی تترک السیف مبردا

جواب: ترجمۃ الاشعار:

۱- میرا غیر گھبراتا ہے موت سے یا ڈرتا ہے ہلاکت سے

اور میرا غیر پسند کرتا ہے کہ وہ زندہ رہے ہمیشہ کے لیے

۲- لیکن میں نہیں گھبراتا زمانے سے اگر چہ وہ حملہ کرے

اور نہ ہی میں سخت موت سے ڈرتا ہوں جب دوڑ کر میری طرف آتی ہے۔

٣-اگر لمبا کرے میری طرف حوادثات زمانہ اپنے ہاتھ۔
تو میں اپنے دل میں یہ تصور کرتا ہوں کہ میں اس کیطرف اپنے ہاتھ لمبے کروں۔
٤-میرے ارادے کا بھڑکتا شعلہ پانی کو آگ بنادیتا ہے۔
اور میرے حوصلے کا زیور تلوار کو ریتی بناڈالتا ہے۔

(ب): درج ذیل جملوں کی عربی بناؤ؟
١-یہ ایک عظیم الشان کام ہے۔
٢-رشتہ توڑنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔
٣-اسلام آباد پاکستان کا دارالخلافہ ہے۔

جواب: اردو جملوں کی عربی۔
١- هٰذَا اَمْرٌ عَظِيْمٌ ۔ هٰذَا امرٌ متيمٌ بِالشان ۔
٢- لَا يَدْخُلُ فِي الْجَنَّةِ قَاطِعٌ ۔
٣- اِسْلَام آبَاد عَاصِمَةُ بَاكِسْتَانَ ۔

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء

چھٹا پرچہ: سیرت و تاریخ

القسم الاوّل-سیرت

سوال نمبر 1: (الف): واقعہ اصحاب فیل لکھیں؟
(ب): تولد شریف کی خوشی کے ثمرہ پر نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف): 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں دیکھیے۔
(ب): حل تولد شریف کی خوشی کا ثمرہ:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی دوسرے خاندان کے لوگوں کو ہوئی وہاں ابولہب نے بھی ولادت کی خوشی میں ولادت کی خبر دینے والی لونڈی (ثوبیہ) کو آزاد کردیا۔

بعد المرگ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے خواب میں ابولہب کا حال پوچھا تو اس نے کہا میں بہت تکلیف میں ہوں مگر ثوبیہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے مجھے تھوڑا سا پانی مل جاتا ہے جسے میں سبابہ اور ابہامہ سے چوستہ ہوں اور عذاب میں کمی محسوس کرتا ہوں۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے ورنہ کافر کے عذاب میں تخفیف نہیں ہوسکتی۔

سوال نمبر 2: (الف): ہجرت کے دوسرے سال تحویل قبلہ کا واقعہ بیان کریں؟
(ب): حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن مبارک کی برکت پر کوئی تین واقعات لکھیں؟

جواب: (الف): تحویل قبلہ کا واقعہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کعبۃ اللہ کی طرف نماز پڑھتے تھے ہجرت کے بعد بحکم الٰہی بیت المقدس آپ کا قبلہ مقرر رہا۔ چنانچہ سولہ یا سترہ ماہ آپ بیت المقدس کی طرف منہ

کر کے نماز پڑھتے رہے۔

یہودی لوگ آپ کو طعنہ دیتے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمام معاملات میں ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر قبلہ میں ہمارے تابع ہیں۔ اس لیے آپ کی دلی آرزو تھی کہ ملت ابراہیمی کی طرح میرا قبلہ بھی ابراہیمی ہی ہو۔ چنانچہ اس آرزو کا اظہار آپ علیہ السلام بار بار اپنا چہرہ اقدس اوپر کو بلند کر کے فرماتے اور وحی کا انتظار فرماتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دلی مراد پوری فرمادی اور تحویل قبلہ کا حکم دے دیا۔ ارشاد ربانی ہے:

"بے شک ہم دیکھتے ہیں تمہارے منہ کا پھرنا آسمان کی طرف پس ضرور ہم پھیریں گے تمہیں اس قبلہ کی طرف تم جسے پسند کرتے ہو۔ پس پھیر منہ اپنا مسجد حرام کی طرف اور جس جگہ تم ہو پس پھیرو اپنے منہ اس کی طرف"۔

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ہی میں کعبہ کی طرف رخ کر لیا اور آپ کے ساتھیوں نے بھی، ہر ایک نمازی جو جماعت میں شامل تھا۔ ایک شخص عصر کے وقت مسجد بنی حارثہ میں گیا۔ اس نے دیکھا کہ انصار نماز عصر بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے ہیں۔ اس نے تحویل قبلہ کی خبر دی تو وہ لوگ نماز ہی میں کعبہ رخ ہو گئے"۔

چنانچہ پہلے کی طرح آپ کا قبلہ، کعبۃ اللہ بن گیا۔ اسی چیز کو تحویل قبلہ کہتے ہیں۔

(ب): لعاب مبارک کی برکتیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک کی چند برکتیں ہم آپ کی نذر کرتے ہیں۔

۱- حضرت محمد بن حاطب کے ہاتھ پر ہنڈیا گر پڑی اور وہ جل گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک اس پر ڈالا اور دعا کی وہ بالکل اچھا ہو گیا۔

۲- حضرت عمرو بن معاذ بن جموح انصاری رضی اللہ عنہ کا پاؤں کٹ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک لگایا تو وہ اچھا ہو گیا۔

۳- حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک غزوہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے چہرے پہ کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک تیر لگا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نزدیک آؤ میں

نزدیک گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک لگا دیا۔ اس روز سے مجھے کبھی تیر کی تکلیف نہیں ہوئی۔ سبحان اللہ!

سوال نمبر 3: (الف): ابتداء وحی کا واقعہ اور نازل ہونے والی آیت کریمہ تحریر کریں؟
(ب): نبوت کے دسویں سال میں کن دو عظیم ہستیوں کی وفات ہوئی نیز اس کے بعد آنیوالی مشکلات پر تبصرہ کریں؟

ابتداء وحی کا واقعہ اور نازل ہونے والی آیت مبارکہ:

انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے تلامذہ اور تربیت یافتہ ہوتے ہیں، خواہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ اعلان نبوت چالیس سال کی عمر میں کرتے ہیں مگر قبل ازیں بھی اس کی یاد اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ اسی دستور کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے ساتھ اشیاء خوردنی لے کر غار حراء میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی دن تک اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ ایک عرصہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ جب آپ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں یاد الٰہی میں مشغول تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ظاہر ہوئے۔ انہوں نے آتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: پڑھیے۔ آپ نے جواب دیا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے پھر کہا: پڑھیے: آپ نے پھر بھی پہلے والا جواب دیا۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو دو یا تین بار اپنے سینے کے ساتھ لگایا پھر عرض کیا: آپ پڑھیے۔ آپ نے پوری آیت پڑھ ڈالی۔

چونکہ یہ واقعہ اچانک اور پہلی بار پیش آیا تھا جس وجہ سے بتقاضائے بشریت آپ کے جسم اطہر پر کپکپی طاری ہو گئی، اور اسی حالت میں اپنے گھر تشریف لائے اور پوری صورتحال اپنی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کر دی اور ساتھ ہی فرمایا: مجھے کمبلی یا لحاف اڑھا دو۔ یہ پریشان کن صورتحال سامنے آنے پر حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطمئن رہیں پروردگار عالم آپ کو نقصان نہیں پہنچائے گا کیونکہ آپ اقرباء سے حسن سلوک کرتے ہیں، بے سہاروں کا سہارا بنتے ہیں، غریبوں اور یتیموں کی معاونت کرتے ہیں اور مسافروں کی

مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے چچا زاد بھائی حضرت ورقہ بن نوفل جو آسمانی کتب کے عالم و ماہر تھے کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے صورتحال سننے کے بعد کہا: آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہوں گے، کاش میں آپ کے اعلان نبوت تک زندہ رہتا۔

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی لے کر نازل ہوئے اور پہلی وحی یہ آیہ مبارکہ تھی: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ الخ۔

جواب: (ب): عظیم ہستیوں کے نام ومشکلات پر تبصرہ:

اس سال کو عام الحزن بھی کہتے ہیں۔ اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب اور ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال ہوا۔ جناب ابو طالب کے بعد جس ہستی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت وحمایت میں اپنا تن من اور دھن سب کچھ قربان کیا وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ ہر موقع پر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجوئی فرماتی تھیں۔

جب ان دو ہستیوں کا انتقال ہوا تو کفار قریش نے آپ کو مزید تنگ کرنا شروع کر دیا۔ کوئی برا بھلا کہتا تو کوئی خاک ڈالتا تو کوئی کسی طرح کی تکلیف پہنچاتا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ ثقیف کی طرف دعوت اسلام دینے کے لیے نکلے اس خیال سے کہ وہ اسلام لے آئیں تو کفار قریش کے خلاف میری مدد کریں گے۔ مگر انہوں نے بھی دعوت اسلام کو ٹھکرا دیا اور لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مار مار کر شدید زخمی کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لہولہان ہو گئے۔ آپ کے ساتھ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے آپ کی طرف آنے والے ہر پتھر کو اپنے جسم کو ڈھال بناتے ہوئے روکا۔ جس سے وہ بھی زخموں سے چور ہو گئے۔ الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرائض تبلیغ نہایت کامیابی سے انجام دیتے رہے اور صبر کا دامن تھامے رہے۔ آپ کی یہ حالت دیکھ کر پہاڑ کے فرشتے نے عرض کیا: اللہ نے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع کر دیا ہے۔ آپ حکم دیں میں اس پہاڑ کو

اس بستی پر الٹا دیتا ہوں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، ہوسکتا ہے کہ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو صرف اللہ تعالیٰ کو ہی اپنا معبود حقیقی تسلیم کر لیں۔

سوال نمبر 4: واقعہ ہجرت تفصیلاً تحریر کریں:

جب کفار مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے درپے ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ملا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اس مبارک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ دونوں حضرات کے ساتھ یار غار کے غلام عامر بن فہیرہ ایک اور شخص تھا جس کو راستے کی واقفیت تھی جس کا نام عبداللہ بن ارقیط تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کو خیر باد کہہ کر غار ثور کی طرف روانہ ہوئے اور یہاں تین رات قیام فرمایا۔ پھر اس کے بعد غار سے نکل کر مدینہ کا راستہ لیا یہاں تک کہ 12 ربیع الاول بروز پیر چاشت کے وقت مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یار کے ساتھ غار ثور میں داخل ہوئے تو مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تان دیا اور کبوتروں کے ایک جوڑے نے غار کے دروازے پر انڈے دے دیے جسے تعاقب کرنے والے کافر دیکھ کر واپس ہوئے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم معجزات میں سے ہے۔

ایک اور معجزے کا ظہور اس طرح ہوا کہ جب اندھیری رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار میں داخل ہونے لگے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا اور پہلے خود اندر گئے صفائی وغیرہ کی اور اس کے سوراخ وغیرہ اپنے کپڑے پھاڑ کر بند کر دیے اور دو سوراخوں پر اپنا پاؤں مبارک رکھ دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر آنے کے لیے کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یار غار کی گود میں اپنا سر مبارک رکھ کر آرام کرنے لگے۔ اتنے میں کسی چیز نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں مبارک کاٹ ڈالا جس سے آپ کو بہت درد ہوا۔ مگر متحرک نہ ہوئے کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہ آ جائے۔ چنانچہ درد کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ جب وہ آنسو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ

انور پر گرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے ابو بکر یہ آنسو کیسے؟ تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کسی چیز نے کاٹ ڈالا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک لگایا تو فوراً درد جاتا رہا۔ یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے اور پھر صدیق اکبر کے لیے دعا فرمائی۔

"اے اللہ ابو بکر کو قیامت کے دن میرے ساتھ ہی میرے درجہ میں رکھنا۔"

کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے یا گرفتار کرنے پر انعام کا اعلان کیا تھا۔ چنانچہ سراقہ بن مالک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو انعام کے لالچ میں آپ کا تعاقب کیا۔ جب سراقہ کا گھوڑا مقدس قافلے کے قریب پہنچا تو گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گرتے گرتے بچا۔ پھر آگے بڑھا تو گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ بالآخر سراقہ نے معافی مانگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امان طلب کی جو دے دی گئی۔ آخر کار آٹھ روز کے بعد یہ قافلہ قباء پہنچ گیا۔ جب یہ قافلہ پہنچا تو لوگوں نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ آپ نے چودہ دن یہاں قیام فرمایا' اس کے بعد آپ مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال لوگوں نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ کیا۔ آپ کے ارد گرد' دائیں بائیں اور چھتوں پر لوگ آپ سے محبت کے گیت گا رہے تھے۔

ہر شخص چاہتا تھا کہ قیام میرے گھر ہو لیکن آپ نے فرمایا: میری اونٹنی مامور ہے جہاں بیٹھے گی وہاں قیام ہوگا۔ چنانچہ اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی' جو کہ مدینہ کے غریب ترین آدمی تھے۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرما ہو گے۔

القسم الثانی: تاریخ خلفاء راشدین

سوال نمبر 5: (الف): حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ اور آپ کی سخاوت پر کوئی ایک واقعہ لکھیں؟

(ب): حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کوئی تین کرامات لکھیں؟

جواب: (الف): حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ:

بہت سے صحابہ' تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول ہے کہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام شعبی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ سب سے پہلے اسلام لانے والے کون تھے؟ تو انہوں نے فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بطور دلیل وہ اشعار پڑھے جو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف میں لکھے تھے۔

ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا:

اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ اَبُوْبَکْرٍ۔

بعض محدثین فرماتے ہیں: اعلان نبوت سے پہلے ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے۔ آپ کے اخلاق کی عمدگی' سیرت کی پاکیزگی اور آپ کی سچائی اور دیانتداری پر پختہ یقین رکھتے تھے۔ جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے فوراً قبول کر لیا۔ ان تمام شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں۔

آپ کی سخاوت:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ کی راہ میں خرچ کے اعتبار سے تمام صحابہ سے فوقیت رکھتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو اللہ کی راہ میں خیرات کرنے کا حکم دیا اور حسن اتفاق سے میرے پاس بہت سا مال تھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ اج دن میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھ جانا ممکن ہے۔ میں کافی مال خرچ کر کے آج ان پر سبقت لے جاؤں گا۔ فرماتے ہیں: میں آدھا مال لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: گھر والوں کے لیے کتنا مال چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کی کہ آدھا مال۔

پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور جو کچھ ان کے پاس تھا سب

لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: اے ابوبکر! اپنے اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ عرض کیا: ان کے لیے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر کبھی سبقت نہیں لے جا سکتا۔

(ب) کرامات عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

۱- حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر فتح کیا تو ایک مقرر دن وہ لوگ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اور کہنے لگے کہ ہماری کھیتی باڑی کا مدار دریائے نیل پر ہے۔ دریائے نیل جب خشک ہو جاتا ہے تو ایک پرانے طریقے کے بغیر جاری نہیں ہوتا۔ آپ نے وہ پرانا طریقہ پوچھا تو انہوں نے بتایا: چاند کی گیارہویں تاریخ ہوتی ہے تو ہم ایک کنواری لڑکی کا انتخاب کر کے اس کے ماں باپ کو راضی کر لیتے ہیں اور اس کو بہترین کپڑے وزیور پہنا کر دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یہ تو زمانہ جاہلیت کی رسم ہے۔ اسلام تو اس کو ناپسند کرتا ہے اور اسلام ایسی رسموں سے روکنے آیا ہے اور ان کو مٹانے آیا ہے۔ چنانچہ یہ رسم نہ کی گئی اور دریائے نیل بند ہو گیا۔

۲- ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی بات خلط ملط کر کے کہتا تھا آپ نے اسے روک دیا۔ پھر اور بات کہتا آپ فرماتے کہ اسے رہنے دو۔ وہ شخص عرض کرتا کہ میں نے جو کچھ آپ سے کہا وہ سچ ہے مگر جس بات سے آپ نے مجھے خاموش رہنے کا حکم دیا وہ فی الواقع غلط تھی۔

۳- حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کا نام پوچھا تو اس نے جمرہ بتایا۔ باپ کا نام پوچھا تو شہاب بتایا۔ پھر آپ نے قبیلہ کا نام دریافت کیا تو حرقہ بتایا، اس کی رہائش کا نام پوچھا تو اس نے حرہ بتایا۔ محل وقوع پوچھا تو لظی بتایا۔ پھر آپ نے فرمایا اپنے اہل عیال کی خبر گیری کرو وہ تو جل مرے۔ وہ شخص گھر جاتا ہے تو دیکھتا ہے کہ گھر کو آگ لگی ہے۔ جس سے اہل خانہ سب جل گئے۔

سوال نمبر 6: (الف): شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا واقعہ اور آپ کی فضیلت پر دو

احادیث لکھیں؟

(ب): ابوتراب کن کی کنیت ہے یہ واقعہ لکھیں اور آپ کی فضیلت پر دو احادیث لکھیں؟

جواب: (الف) واقعہ شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ بارہ سال رہا۔ شروع کے چھ سال میں لوگوں کو شکایت نہ تھی۔ مگر بعد کے چھ سالوں میں لوگوں کو شکایتیں شروع ہو گئیں۔

آپ نے عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔ دو سال کا زمانہ گزرا کہ مصر کے لوگ اس کی شکایتیں لے کر آ گئے۔ آپ نے بذریعہ تحریر عبداللہ کو سخت تنبیہ فرمائی اور خبردار کیا کہ خبردار آئندہ تمہاری کوئی شکایت نہ آئے۔

عبداللہ نے ان لوگوں کو قتل کروا دیا جو شکایتیں لے کر آئے۔ اس واقعہ سے اہل مصر اور پریشان ہو گئے۔ سات سو کا قافلہ امیر المومنین کے پاس آیا اور سارا واقعہ سنایا۔ جس وجہ سے امیر المومنین نے اس کی عدولی ومعزول کے آرڈر جاری کر دیے اور قافلے کی منشاء کے مطابق محمد بن ابی بکر کو گورنر مقرر کر کے ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔ یہ قافلہ ابھی چند میل کے فاصلے پر تھا کہ ان کو ایک حبشی غلام سانڈنی پر سوار نظر آیا جو بہت تیزی کے ساتھ مصر کی طرف روانہ تھا۔ قافلے والوں نے اسے پکڑ لیا وہ گھبرایا ہوا تھا کبھی امیر المومنین کا غلام ہونا ظاہر کرتا تو کبھی مروان کا۔ اس کی تلاشی لی گئی تو اس سے ایک خط برآمد ہوا جو عبداللہ کے نام تھا جس پر یہ تحریر تھا کہ یہ جو لوگ آ رہے ہیں انہیں قتل کر دینا۔ یہ تحریر پڑھ کر سب حیران ہو کر واپس آ گئے۔ محمد بن ابی بکر نے تمام بڑے صحابہ کرام کو یہ تحریر پڑھائی سب کے سب حیران اور غصے سے لال پیلے ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین سے پوچھا کہ یہ تحریر تمہاری ہے فرمایا نہیں۔ اللہ کی قسم نہ یہ میری تحریر ہے اور نہ میں نے کسی سے لکھوائی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اونٹنی بھی آپ کی، غلام بھی آپ کا، اس پر مہر بھی آپ کی پھر عجب بات ہے کہ تحریر آپ کی نہیں۔ آپ نے فرمایا غلام بھی میرا ہے، اونٹنی بھی میری ہے، مہر بھی میری ہے مگر قسم بخدا یہ تحریر میری نہیں۔ جس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ امیر المومنین کبھی

جھوٹی قسمیں نہیں اٹھاتے۔ لہٰذا تحریر کسی اور کی ہے۔

پھر انہوں نے مروان کو لینا چاہا مگر آپ نے انکار کر دیا کہ یہ اسے قتل کر دیں گے۔ قافلے والوں کو مزید شک ہو گیا' انہوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ پانی تک بند کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور تمام جید صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے اپنے بیٹوں کو حفاظت کے لیے تلواریں دے کر دروازے پر پہرہ دینے کے لیے بھیج دیا۔

محمد بن ابی بکر نے تیر برسانا شروع کر دیے۔ وہ تیر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو لگا اور دوسرے پہرے داروں کو بھی۔ جس وجہ سے محمد بن ابی بکر نے خوف کیا کہ اگر بنو ہاشم کو اس کی خبر ہو گئی تو ہم اپنے منصوبے میں ناکام ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے دو ساتھیوں کو لیا اور ساتھ والے مکان کی طرف حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے مکان میں داخل ہو گئے۔ پہرے داروں کو ذرہ تک پتہ نہیں۔ محمد بن ابی بکر نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ پہلے میں جاتا ہوں جب میں ان پر غالب آ جاؤں تو تم آ کر حملہ کر دینا۔ چنانچہ محمد بن ابی بکر نے آگے بڑھ کر ان کی داڑھی مبارک پکڑ لی تو آپ نے فرمایا: اگر تیرا باپ تجھے میرے ساتھ ایسی حالت میں دیکھتا تو تیرے ساتھ کیسا ہوتا؟ یہ کلمات سن کر وہ پیچھے ہٹ گیا۔ اتنے میں دوسرے دونوں آدمیوں نے آ کر آپ پر وار کر دیا اور آپ کو شہید کر دیا۔

"اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ"

وہ آپ کو شہید کرنے کے بعد اسی راستے واپس چلے گئے جس راستے سے آئے تھے۔ آپ کی حرم پاک یعنی آپ کی بیوی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کافی شور کرتی رہیں مگر باہر آواز نہ گئی۔ پھر انہوں نے چھت پر جا کر شور مچایا تو سبھی پہرے دار اندر آ گئے اتنے میں آپ کی روح مبارک پرواز کر گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنی جان دی اور ان کے صدقے ہماری مغفرت فرمائے۔ (آمین)۔

(ب): حضرت علی رضی اللہ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک کنیت ابو تراب ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز

آپ مسجد میں آ کر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے جسم پر کچھ مٹی لگ گئی تھی کہ اتنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے آپ کے بدن کی مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا: قُمْ یَا اَبَا تُرَابٍ۔ اسی روز سے آپ کی کنیت ابو تراب ہو گئی۔

آپ کی فضیلت میں احادیث مبارکہ:

نمبر ۱: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ" (جس نے علی کو برا بھلا کہا اس نے مجھے برا بھلا کہا)

نمبر ۲: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰهَ۔"

سوال نمبر 7: صداقت صدیقی' عدالت فاروقی' سخاوت عثمان اور شجاعت حیدری کا ایک ایک واقعہ لکھیں؟

جواب: صداقت صدیقی:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج بیت المقدس اور پھر آسمانوں کی سیر کی خبر دی تو کفار مکہ دوڑتے ہوئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور خبر دی کہ آپ کا دوست ایسے ایسے کہتا ہے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا وہ ایسے ایسے کہتا ہے؟ وہ بولے ہاں۔ آپ نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ آپ اگر ایک رات میں آسمان سے دور دور تک کی خبر بھی دیں تو میں تصدیق کروں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی خبروں پر صداقت کی مہر لگاؤں گا۔

عدالت فاروقی:

ایک دفعہ کسی یہودی اور مسلمان کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا' یہودی کہنے لگا کہ چلو آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم فیصلہ کرواتے ہیں۔ مسلم خوش ہوا کہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم تو یقیناً میرے حق میں فیصلہ فرمائیں گے؛ وہ چل پڑے۔ جب دونوں کا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا۔ لیکن مسلم (منافق) کا دل مطمئن نہ ہوا اور کہا کہ چلو عمر کے پاس چلتے ہیں۔ وہ یہودی کو لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ یہودی نے ساری بات سنا دی کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر کے اندر تشریف لے گئے اور تلوار لے کر آئے تو منافق کی گردن تن سے جدا کر دی اور فرمایا: جو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو نہیں مانتا اس کا فیصلہ میری تلوار کرے گی۔

سخاوت عثمانی:

عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت جیش عسرہ کی تیاری کے متعلق صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے ذمہ سو اونٹ لیتا ہوں بمعہ پالان اور سامان کے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ترغیب دی آپ نے پھر کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے ذمے دو سو اونٹ بمعہ ساز و سامان لیتا ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب پر آپ نے فرمایا: میرے ذمہ تین سو اونٹ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اترتے ہوئے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے جرم و گناہ ان کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اور غزوہ تبوک کے موقع پر جس مالی ایثار کا آپ نے مظاہرہ فرمایا اس کی مثال نہیں ملتی۔

شجاعت علی رضی اللہ عنہ:

جواب: حل شدہ پرچہ 2014ء ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆

خاصہ سال دوم — پرچہ نمبر 1

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید و اصول تفسیر

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

القسم الاوّل ...... قرآن مجید

سوال نمبر 1: درج ذیل اجزاء میں سے پانچ کا ترجمہ کریں؟ ۵×۱۲=۶۰

(۱) فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (انفال:17)

(۲) وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ (انفال:32)

(۳) يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

(توبہ:32-33)

(۴) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

پہلا پرچہ.....قرآن واصول تفسیر

القسم الاوّل...... قرآن مجید

سوال نمبر 1: درج ذیل اجزاء میں سے پانچ کا ترجمہ کریں؟

(۱) فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ص وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ط اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۞ (انفال:17)

(۲) وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۞ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۞ (انفال:32)

(۳) يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۞ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۞

(توبہ:32-33)

(۴) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۞ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ زق صلے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۞

(توبہ:128-129)

(۵) دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ج وَاٰخِرُ

عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۞ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ زق صلے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۞

(توبہ:128-129)

(۵) دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ج وَاٰخِرُ
دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ (یونس:10)

(۶) يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۞ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۞ (یونس:57-58)

(۷) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ط اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ط ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۞ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۞ (ھود:114-115)

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ (۱۰)

مُرْدِفِيْنَ، تَصْدِيَةٌ، جُنُوْدًا، عَيْلَةً، كُسَالٰى، اَلْغٰرِمِيْنَ، اَلْمُعَذِّرُوْنَ

القسم الثانی...... اصول تفسیر

سوال نمبر 3: کوئی دو اجزاء حل کریں؟

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن کے نازل ہونے کی حکمت تحریر کریں؟ (۱۵)

(۲) قرآن پاک کی ترتیب اور اس کے جمع ہونے پر ایک نوٹ لکھیں؟ (۱۵)

(۳) مفسر میں کتنی صفات کا ہونا ضروری ہے؟ کم از کم پانچ سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

☆☆☆

دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (یونس:10)

(۶) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ (یونس:58-57)

(۷) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (ھود:115-114)

جواب: ترجمۃ الآیات المبارکہ:

۱- پہلی آیت مبارکہ کا ترجمہ حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲- اور جب بولے کہ اے اللہ! اگر یہی (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی دردناک عذاب نازل کر! اور اللہ کا کام نہیں ہے کہ وہ عذاب نازل کرے۔ اے محبوب جب تک تم ان میں تشریف فرما ہو تو اللہ عذاب کرنے والا نہیں ہے جبکہ وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔

۳- چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے، برا مانیں کافر۔ وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ پڑے برا مانیں مشرک۔

۴- بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مومنوں پر کمال مہربان ہیں۔ پھر اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم فرمادو کہ مجھے میرا اللہ کافی ہے، اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

۵- ان کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ اللہ تجھے پاکی ہے اور ان کے ملتے وقت خوشی کا پہلا بول سلام ہے۔ اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیوں کا سراہا اللہ ہے، جو ہے رب سارے جہان کا۔

۶- اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے۔ تم فرمادو کہ اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

۷- اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصے میں۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے۔ اور صبر کریں پس بے شک اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

جواب:

الفاظ	معانی
مُرْدِفِيْنَ	پیچھے سوار کرنے والے
تَصْدِيَةٌ	دونوں ہاتھوں سے تالی بجانا
جُنُوْدٌ	لشکر
عَيْلَةٌ	محتاج ہونا/تنگدستی
كُسَالٰى	سستی
غَارِمِيْنَ	قرض خواہ
اَلْمُعَذِّرُوْنَ	عذر و بہانہ بنانے والے

القسم الثانی...... اصول تفسیر

سوال نمبر 3: کوئی دو اجزاء حل کریں؟

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن کے نازل ہونے کی حکمت تحریر کریں؟
(۲) قرآن پاک کی ترتیب اور اس کے جمع ہونے پر ایک نوٹ لکھیں؟
(۳) مفسر میں کتنی صفات کا ہونا ضروری ہے؟ کم از کم پانچ سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول قرآن کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو مخلوق تک پہنچانے کے لیے انبیاء و رسل مبعوث فرمائے تاکہ وہ ان کی زبان مبارک سے لوگوں تک پہنچائے۔ گویا انبیاء و مرسلین احکام کو مخلوق تک پہنچانے کا ایک واسطہ ہیں...... اگر بغیر واسطے کے اللہ تعالیٰ اپنے احکام مخلوق تک پہنچاتا اور مخلوق سے کلام فرماتا تو پھر مخلوق کے اندر اتنی سکت نہ تھی کہ وہ کلامِ باری کو سن سکے...... یہ اللہ پاک کی شان ہے کہ وہ غیر نبی سے کلام نہیں فرماتا۔ پھر اگر فرشتوں کے ذریعے لوگوں تک احکام پہنچائے جاتے تو لوگ ان پر عمل کرنا ضروری نہ سمجھتے، کیونکہ فرشتے غیر جنس سے ہیں۔ اس لیے قرآنی احکام پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب فرمایا۔

۲-ترتیب قرآن وجمع قرآن

قرآن پاک کا نزول دو طرح ہوا: ایک لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر جو کہ یکبارگی نزول ہوا پھر آسمان دنیا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ آہستہ آہستہ نزول ہوا۔ جب قرآن آسمان دنیا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا تو حالات و واقعات کے مطابق اترتا گیا کوئی ترتیب نہ تھی۔ جس حکم کی ضرورت پڑتی اللہ وہ آیت مبارکہ نازل فرما دیتا۔ تو جیسے جیسے قرآن پاک اترتا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے کہ اس کو فلاں جگہ لکھ لو، اس کو فلاں سورت کے ساتھ لکھ لو۔ گویا ترتیب حضور خود لگواتے۔ پھر کاتبین وحی بحکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم لکھ لیتے۔ ہڈیوں پر، کھجور کے پتوں پر اور دوسری مختلف چیزوں پر...... لیکن اس دور میں لوگوں کا مقصد ہی حضور کی اطاعت اور حضور پر جان نثاری تھا۔ اس لیے مردوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں تمام مؤمنین کا مشغلہ ہی قرآن کی تلاوت تھا۔ اس لیے قرآن ہر ایک کو

زبانی یاد تھا۔

پھر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ ہوئی تو اس جنگ میں بہت سے جید حفاظ صحابہ کرام شہید ہوئے۔ جب جنگ سے فراغت کے بعد واپسی ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ کہا: اسی طرح حفاظ کرام شہید ہوتے رہے تو بہت جلد قرآن کا وجود ختم ہو جائے گا۔ لہٰذا آپ حکم دیں کہ قرآن کو جمع کیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا: جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا وہ میں کیوں کروں؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سینہ مبارک کھولا تو پھر آپ رضی اللہ عنہ راضی ہو گئے۔ چنانچہ حضور کے زمانہ میں جو کتابت وحی پر صحابہ مامور تھے، انہیں بلایا گیا اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ کام سونپا گیا۔ چنانچہ انہوں نے بھی یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ جو کام حضور کے زمانہ میں نہ ہوا میں وہ کبھی نہ کروں گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کا بھی سینہ روشن فرمایا بالآخر وہ بھی مان گئے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے پھر یہ کام انتہائی ذمہ داری سے کیا اور چند دنوں میں ایک قرآنی نسخہ تیار کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ یہ نسخہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پھر ان کے بعد ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو اس زمانہ میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ جو کہ آرمینیہ اور آذربائیجان میں کفار سے جنگ میں مصروف تھے۔ وہاں انہوں نے مشاہدہ کیا کہ لوگ قرآن پاک کو مختلف لغتوں میں پڑھتے ہیں۔ چنانچہ فراغت کے بعد وہ بارگاہ عثمان میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ لوگ قرآن کو مختلف قرأتوں سے پڑھتے ہیں، قرآن میں اختلاف شروع کر دیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ مسلمان قرآن کو ہی بدل ڈالیں جس طرح کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی کتابوں کو بدلا۔ لہٰذا اس کا کوئی سد باب ہونا چاہیے اور قرآن کو ایک لغت یعنی لغت قریش پر جمع فرما دینا چاہیے۔ اس صورت حال کے پیش نظر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مامور فرمایا: وہ

قرآن کو سابقہ نسخہ جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھا، یعنی لغت قریش کے مطابق جمع کرے۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر، سعید بن ابی وقاص، عبداللہ بن حارث (رضی اللہ عنہم) اور دوسرے جید صحابہ وحفاظ وقراء کے ساتھ مل کر نہایت تحقیق کے ساتھ چھ یا سات نسخے تیار کیے۔ مختلف اسلامی ممالک میں ارسال کردیے گئے اور اصل نسخہ پھر ام المومنین رضی اللہ عنہا کو واپس کردیا۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے باقی تمام نسخے منگوا کر انہیں جلا ڈالا تاکہ قرآن کے بارے میں لوگوں میں اختلاف نہ ہو۔ یہ سب اہتمام قدرت کی طرف سے تھا۔

۳-جن صفات کا مفسر میں ہونا ضروری ہے:

جواب: جواب کے لیے حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆

خاصہ سال دوم — پرچہ نمبر 2

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

القسم الاول...... حدیث شریف

سوال نمبر 1: درج ذیل احادیث میں سے کسی دو کا ترجمہ ومفہوم بیان کریں؟ (۳۰)

(۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان من اشر الناس عند الله منزلة یوم القیامة الرجل یفضی الی المرأة وتفضی الیه ثم ینشر سرها.

(۲) عن علی رضی الله عنه قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم أخذ حریرا فجعله فی یمینه وذهبا فجعله فی شماله ثم قال ان هذین حرام علی ذکور امتی

(۳) عن عبدالله بن سلام رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول یا ایها الناس افشوا السلام واطعموا الطعام وصلوا الارحام وصلوا والناس نیام تدخلوا الجنة بسلام

سوال نمبر 2: (الف) درج ذیل احادیث مبارکہ میں سے ایک پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۱۵)

(۱) عن ابی امامة الباهلی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی

الله عليه وسلم ان اولى الناس بالله من بدأهم بالسلام

(۲)عن البراء رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مامن مسلمين يلتقيان فيتصافحان الاغفرلهما قبل ان يفترقا

(ب) درج ذیل میں سے ایک حدیث مبارکہ کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ صیغے حل کریں؟(۱۵)

(۱)عن ابى هريرة رضى الله عنه قال ماعاب رسول الله صلى الله عليه وسلم طعاماقط ان اشتهاه اكله وان كرهه تركه

(۲)عن عائشة رضى الله عنها قالت مارأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم مستجمعاقط ضاحكا حتى ترى منه لهواته انما كان يتبسم

سوال نمبر3: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟(۱۰)

الشعبة، الضيافة، الربيع، الطريق، المبيت، الصحفة، المنديل

القسم الثانی...... اصول حدیث

سوال نمبر4: درج ذیل میں سے کسی دو اجزاء کا جواب دیں؟

(۱)مقدمہ تذکرۃ المحدثین میں مذکور کتب احادیث کی اقسام تحریر کریں؟(۱۵)

(۲) جن قرائن کی بنا پر حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے ان میں سے کوئی تین تفصیلاً سپرد قلم کریں؟(۱۵)

(۳) درج ذیل اصطلاحات میں سے پانچ کی تعریف کریں؟(۱۵)

مقطوع، متصل، مرسل، معضل، مدرج، صحیح بغیرہ، عزیز

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

دوسرا پرچہ......حدیث واصول حدیث

القسم الاول......حدیث شریف

سوال نمبر1: درج ذیل احادیث میں سے کسی دو کا ترجمہ ومفہوم بیان کریں؟

(۱)عن ابى سعيد الخدرى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من اشر الناس عند الله منزلة يوم القيامة الرجل يفضى الى المرأة وتفضى اليه ثم ينشر سرها

(۲)عن على رضى الله عنه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذ حريرا فجعله فى يمينه وذهبا فجعله فى شماله ثم قال ان هذين حرام على ذكور امتى

(۳)عن عبدالله بن سلام رضى الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يا ايها الناس افشوا السلام واطعموا الطعام وصلوا الارحام وصلوا والناس نيام تدخلوا الجنة بسلام

جواب: ترجمۃ الاحادیث المذکورۃ

(۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ہاں لوگوں میں سے قیامت کے دن قدر و منزلت کے اعتبار سے سب سے زیادہ برا وہ ہوگا جو اپنی بیوی کے پاس جائے اور عورت اس کی طرف آئے پھر وہ اس کا راز ظاہر کرے۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ریشم پکڑا اور اس کو دائیں ہاتھ میں کیا اور سونا پکڑا پس اس کو بائیں ہاتھ میں لیا پھر فرمایا: یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

(۳) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! سلام کو خوب پھیلاؤ، (دوسروں کو) کھانا کھلاؤ، قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو اور نماز پڑھو جب کہ لوگ سو رہے ہوں تو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

سوال نمبر 2: (الف) درج ذیل احادیث مبارکہ میں سے ایک پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۱) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ

(۲) عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمِیْنَ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ یَّفْتَرِقَا

جواب: اعراب و ترجمۃ الاحادیث

اوپر دونوں حدیثوں پر اعراب لگا دیے گئے ہیں اور ذیل میں ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

۱- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے اللہ کے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے، جو سلام کے ساتھ (کلام کی) ابتداء کرتا ہے۔

۲- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں ملاقات کرتے ہیں پھر مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

(ب) درج ذیل میں سے ایک حدیث مبارکہ کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ صیغے حل کریں؟

(۱) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال ماعاب رسول الله صلی الله علیه وسلم طعاماقط ان اشتهاه اكله وان كرهه تركه

(۲) عن عائشة رضی الله عنها قالت مارأيت رسول الله صلی الله علیه وسلم مستجمعاقط ضاحكا حتى ترى منه لهواته انما كان يتبسم

جواب: ترجمۃ الاحادیث

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر آپ اسے پسند فرماتے تو تناول فرما لیتے اور اگر اچھا نہ لگتا تو اسے چھوڑ دیتے۔

۲- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند آواز سے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ بے شک آپ علیہ السلام صرف مسکراتے تھے۔

صیغوں کا بیان:

مَاعَابَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی منفی معروف ثلاثی مجرد از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔

كَرِهَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد از باب سَمِعَ یَسْمَعُ۔

مَا رَأَیْتُ: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی منفی معروف ثلاثی مجرد مہموز العین ناقص یائی از باب فَتَحَ یَفْتَحُ۔

یَتَبَسَّمُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ از باب تفعل۔

سوال نمبر 3: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟

الشعبة، الضيافة، الربيع، الطريق، المبيت، الصحفة، المنديل

جواب: الفاظ کے معانی

۱- کچھ/ بعض۔ ۲- مہمان نوازی۔ ۳- موسم بہار۔ ۴- راستہ۔ ۵- رات گزارنے والا۔ ۶- بڑا پیالہ جس سے چار پانچ آدمی سیر ہو سکیں۔ ۷- تولیہ/ رومال۔

القسم الثانی...... اصول حدیث

سوال نمبر 4: درج ذیل میں سے کسی دو اجزاء کا جواب دیں۔

(الف) مقدمہ تذکرۃ المحدثین میں مذکور کتب احادیث کی اقسام تحریر کریں؟

(ب) جن قرائن کی بنا پر حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے ان میں سے کوئی تین تفصیلا سپرد قلم کریں؟

(ج) درج ذیل اصطلاحات میں سے پانچ کی تعریف کریں۔

مقطوع، متصل، مرسل، معضل، مدرج، صحیح لغیرہ، عزیز

جواب: (الف) کتب احادیث کی اقسام:

کتب حدیث کی اقسام تو بہت ہیں مگر تذکرۃ المحدثین کے مقدمہ میں مذکور اقسام کتب حدیث درج ذیل ہیں:

☆ صحیح جیسے: صحیح بخاری و مسلم وغیرہ ☆ جامع جیسے: جامع ترمذی وغیرہ

☆ سنن جیسے: سنن ابوداؤد وغیرہ، ☆ مسند جیسے: مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ

☆ معجم جیسے: معجم طبرانی وغیرہ، ☆ متخرج جیسے: متخرج لابی نعیم علی البخاری

☆ مستدرک جیسے: مستدرک علی الصحیحین للحاکم ☆ رسالہ ☆ جز

☆ اربعین، ☆ امالی، ☆ اطراف۔

(ب) حدیث ضعیف کے قوی ہونے کی تین وجوہ:

۱- جب حدیث ضعیف متعدد اسانید سے مروی ہو تو وہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے۔

۲- امام ابن ہمام نے اپنی فتح القدیر میں اس کو بیان فرمایا ہے:

جب کسی حدیث کے موافق مجتہدین میں سے کسی کا قول مل جائے تو اس سے بھی حدیث ضعیف کو تقویت مل جاتی ہے۔

۳- اگر اہل علم میں سے کسی کا قول حدیث کے موافق ہو تو اس سے بھی حدیث کو تقویت ہو جاتی ہے، جیسے: امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"هذا حديث غريب لانعرف احدا سنده الا ماروى من هذا الوجه والعمل علٰى هذا عند اهل العلم ."

(ج) اصطلاحات کی تعریفات:

مقطوع، مرسل، عزیز:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

متصل: جس کی سند سے کوئی راوی ساقط نہ ہو۔

معضل: جس حدیث کی سند کے درمیان سے دو متوالی راویوں کو چھوڑ دیا گیا ہو۔

مدرج: متن حدیث میں راوی اپنا یا غیر کا کلام ملا دے۔

صحیح بغیرہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سواء صحیح لذاتہ کی تمام شرائط وصفات پائی جائیں اور ضبط کی کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہو جائے۔

☆☆☆

خاصہ سال دوم پرچہ نمبر 3

سالانہ امتحان الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

دونوں قسموں سے کوئی دو، دوسوال حل کریں۔

القسم الاوّل...... فقه

سوال نمبر 1: ففرض الطهارة غسل الاعضاء الثلاثة ومسح الراس والمرفقان والكعبان تدخلان فی فرض الغسل

(۱) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد وضو کی سنتیں تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) خط کشیدہ عبارت سے مصنف کیا واضح کرنا چاہتے ہیں؟ اگر اس میں ائمہ کا اختلاف ہو تو سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: (۱) نماز کے فرائض ذکر کریں نیز تکبیر تحریمہ کے وقت اللہ اکبر کی بجائے اللہ اجل، اللہ اعظم یا الرحمٰن اکبر کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اختلاف ائمہ لکھیں؟ (۲۰)

(۲) وہ اوقات تحریر کریں جن میں نماز ادا کرنا جائز نہیں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: (۱) زکوٰۃ کس شخص پر لازم ہے؟ نیز بکریوں میں نصاب زکوٰۃ اور اس کی تفصیل سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

(۲) سونے اور چاندی کا نصاب بیان کریں نیز مصارف زکوٰۃ قلمبند کریں؟ (۱۰)

القسم الثانی...... اصول فقه

سوال نمبر 4: (۱) اصول فقہ کی تعریف، موضوع اور فائدہ تحریر کریں نیز وحی جلی اور وحی خفی کے کوئی اور نام ہوں تو ذکر کریں؟ (۱۰)

(۲) کتاب اللہ کی تعریف کرنے کے بعد اس کی تشریح اس انداز سے کریں کہ ہر قید کا فائدہ واضح ہو جائے؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: (۱) خاص کی تعریف اور حکم بیان کریں نیز بتائیں کہ اس کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ صرف نام تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) عام کی تعریف کریں اور الفاظ عموم تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: (۱) افعال نبوی کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ مع تعریفات و حکم تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) قیاس کی تعریف کریں نیز ارکان قیاس کتنے اور کون سے ہیں؟ وضاحت کریں؟ (۱۰)

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

تیسرا پرچہ......فقہ واصول فقہ

القسم الاول......فقہ

سوال نمبر1: **ففرض الطھارة غسل الاعضاء الثلاثة ومسح الراس والمرفقان والکعبان تدخلان فی فرض الغسل**

(الف) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد وضو کی سنتیں تحریر کریں؟

(ب) خط کشیدہ عبارت سے مصنف کیا واضح کرنا چاہتے ہیں؟ اگر اس میں ائمہ کا اختلاف ہو تو سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارۃ: اور طہارت (وضو) کے فرض تین اعضاء کو دھونا اور سر کا مسح کرنا ہے۔ کہنیاں اور ٹخنے دھونے کے فرض میں شامل ہیں/ داخل ہیں۔

وضو کی سنتیں: ☆ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے تین مرتبہ دھونا ☆ وضو کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا ☆ مسواک کرنا ☆ کلی کرنا ☆ ناک صاف کرنا ☆ دونوں کانوں کا مسح کرنا ☆ داڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا ☆ اعضاء مغسولہ کو تین تین بار دھونا۔

(ب) خط کشیدہ کی وضاحت:

اس عبارت سے ماتن یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ دونوں کہنیوں اور دونوں ٹخنوں کو دھونا بھی فرض ہے یعنی ہاتھوں کو کہنیوں سمیت جبکہ پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا فرض ہے۔ اگر کسی نے ہاتھ بغیر کہنیوں کے اور پاؤں بغیر ٹخنوں کے دھوئے تو احناف کے نزدیک اس کا

وضو نہیں ہوگا، کیونکہ اس نے وضو کا ایک فرض چھوڑ دیا۔ یہی ہمارے آئمہ ثلاثہ یعنی امام اعظم، حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد (رضی اللہ عنہم) کا مؤقف ہے۔

اس مسئلہ میں امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ اختلاف کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو دھونا تو فرض میں داخل ہے لیکن کہنیاں اور ٹخنے فرض میں داخل نہیں ہیں۔ تو گویا خط کشیدہ عبارت میں علامہ مصنف نے امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کا رد فرمایا ہے اور اپنا یعنی احناف کے مؤقف کو واضح کیا ہے۔

سوال نمبر2: (الف) نماز کے فرائض ذکر کریں نیز تکبیر تحریمہ کے وقت اللہ اکبر کی بجائے اللہ اجل، اللہ اعظم یا الرحمٰن اکبر کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اختلاف ائمہ لکھیں۔

(ب) وہ اوقات تحریر کریں جن میں نماز ادا کرنا جائز نہیں؟

جواب: (الف) نماز کے فرائض:

۱-تکبیر تحریمہ۔۲-قیام۔۳-قرأت۔۴-رکوع۔۵-سجدہ۔۶-آخری قعدہ تشہد کی مقدار

اللہ اکبر کی جگہ دوسرے کلمات کہنے کا مسئلہ

اگر کسی نے **اللہ اکبر** کی جگہ **اللہ اجل یااللہ اعظم یااللہ الرحمن** کہا تو امام اعظم اور امام محمد (رضی اللہ عنہما) کے نزدیک جائز ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جائز نہیں ہے۔ صرف **اللہ اکبر یااللہ الاکبر یااللہ الکبیر** کہنا جائز ہے۔

(ب) اوقات ممنوعہ:

تین اوقات ایسے ہیں، جن میں کسی طرح کی بھی نماز جائز نہیں:

۱-سورج کے طلوع ہونے کے وقت۔۲-سورج کے غروب ہونے کے وقت۔

۳-زوال کے وقت

سوال نمبر3: (الف) زکوٰۃ کس شخص پر لازم ہے؟ نیز بکریوں کا نصاب زکوٰۃ اور اس کی تفصیل سپرد قلم کریں؟

(ب) سونے اور چاندی کا نصاب بیان کریں نیز مصارف زکوٰۃ قلمبند کریں؟

جواب: (الف) زکوٰۃ کس پر واجب؟

ہر وہ شخص جو آزاد ہو، مسلمان ہو، بالغ ہو، عاقل ہو، نصاب کا مالک ہو اور اس نصاب پر ایک سال گزر جائے تو زکوٰۃ فرض ہے۔

بکریوں کا نصاب زکوٰۃ:

جب بکریوں کی تعداد چالیس ہو جائے، ان پر ایک سال گزر جائے اور وہ بکریاں سال کا اکثر حصہ چر کر گزارا کرتی ہوں تو ان میں بطور زکوٰۃ ایک بکری لازم آئے گی جو 120 کی تعداد تک کو کفایت کرے گی۔ جب تعداد 120 سے زیادہ ہو جائے تو پھر بطور زکوٰۃ 2 بکریاں ہیں جو 200 تک کفایت کریں گی۔ جب تعداد دو سو سے زائد ہو جائے تو پھر تین بکریاں ہوں گی۔ جب ان کی تعداد چار سو ہو جائے تو پھر بطور زکوٰۃ چار بکریاں ہیں۔ اس کے بعد ہر سو 100 میں ایک بکری لازم آئے گی۔

(ب) سونے و چاندی کا نصاب:

اگر دو سو درہم سے کم ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں اور اگر دو سو درہم ہو جائیں تو زکوٰۃ فرض ہے جبکہ باقی شرائط پائی جائیں۔

دو سو درہم ½52 تولہ چاندی کے برابر ہوتے ہیں۔ تو گویا چاندی کا نصاب ½52 (ساڑھے باون تولے) چاندی ٹھہرا۔

بیس (20) مثقال سے کم سونے میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ جب سونا بیس مثقال ہو جائے اور باقی شرائط پائی جائیں تو زکوٰۃ فرض۔ 20 مثقال سونا، ½7 تولہ سونا کے برابر ہے تو گویا سونے کا نصاب زکوٰۃ ½7 (ساڑھے سات) تولہ سونا ٹھہرا۔

مصارف زکوٰۃ:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

القسم الثانی...... اصول فقہ

سوال نمبر 4: (الف) اصول فقہ کی تعریف، موضوع اور فائدہ تحریر کریں نیز وحی جلی اور وحی خفی کے کوئی اور نام ہوں تو ذکر کریں؟

(ب) کتاب اللہ کی تعریف کرنے کے بعد اس کی تشریح اس انداز سے کریں کہ ہر قید کا فائدہ واضح ہو جائے؟

جواب: (الف) اصول فقہ کی تعریف، موضوع، غرض و فائدہ:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

وحی جلی و خفی کا دوسرا نام: وحی متلو و وحی غیر متلو ان کا دوسرا نام ہے۔

(ب) کتاب اللہ کی تعریف

"ھو اللفظ المنزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم المنقول عنہ بالتواتر المتعبد بتلاوتہ" یعنی قرآن وہ مقدس کلام ہے' جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا' تواتر کے ساتھ آپ سے نقل کیا گیا اور اس کی تلاوت بطور عبادت (نماز) کی جاتی ہے۔

تشریح: کوئی بھی تعریف ہو تو اس میں جنس و فصل ضرور ہوتی ہے تا کہ وہ تعریف اپنے افراد کو ماعداء سے ممتاز کردے۔ پھر وہ جامع اور مانع ہو جائے۔

کتاب اللہ کی بیان کردہ مذکورہ تعریف میں کلمہ "اللفظ" بمنزل جنس کے ہے' جو تمام کتابوں کو شامل ہے جبکہ "المنزل علی محمد" والی قید بمنزل فصل اوّل کے ہے۔ اس قید سے وہ کتابیں نکل گئیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل نہیں ہوئیں۔ "المنقول عنہ بالتواتر" والی قید بمنزل فصل ثانی کے ہے۔ اس قید سے غیر متواتر الفاظ اور قرأتیں نکل گئیں۔ "المتعبد بتلاوتہ" والی قید بمنزل فصل ثالث کے ہے۔ اس سے احادیث مبارکہ خارج ہو گئیں، کیونکہ نماز میں ان کی تلاوت نہیں ہوتی۔

سوال نمبر 5: (الف) خاص کی تعریف اور حکم بیان کریں نیز بتائیں کہ اس کی کتنی اور

کون کون سی اقسام ہیں؟ صرف نام تحریر کریں؟

(ب) عام کی تعریف کریں اور الفاظ عموم تحریر کریں؟

جواب: (الف) خاص کی تعریف:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

حکم: خاص پر اعتقاد اور عمل دونوں ہی لازم ہیں۔ اس کا حکم قطعی ہوتا ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

اقسام کے نام: اس کی چار اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- خاص فردی۔ ۲- خاص نوعی۔ ۳- خاص جنسی۔ ۴- خاص عددی۔

(ب) عام کی تعریف

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

الفاظ عموم

۱- صیغۂ جمع جیسے: مسلمون۔ ۲- اسم جمع جیسے: ناس، انام۔ ۳- معنوی جمع جیسے: مَنْ، مَا، قَوْمٌ وغیرہ۔ ۴- اسم مفرد جس پر الف لام ہو یعنی الف لام استغراقی الانسان۔ ۵- لفظ کل، جمیع، کافہ۔ وغیرہ جیسے: کل نفس ذائقہ الموت۔

سوال نمبر 6: (الف) افعال نبوی کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ مع تعریفات و حکم تحریر کریں؟

(ب) قیاس کی تعریف کریں نیز ارکان قیاس کتنے اور کون سے ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: (الف) افعال نبوی کی اقسام:

افعال نبوی کی تین اقسام ہیں:

۱- افعال جبلیہ۔ ۲- افعال خاصہ۔ ۳- افعال تشریعیہ

افعال جبلیہ: وہ افعال ہیں؛ جن کا صدور طبعی طور پر ہو جیسے: قیام، قعود، اکل

وشرب وغیرہ

حکم: یہ افعال امت پر لازمت نہیں۔

افعال خاصہ: وہ افعال ہیں؛ جن کی اجازت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے؛ جیسے: صوم وصال۔

حکم: امت کے لیے یہ افعال منع ہیں۔

افعال تشریعیہ: جن افعال کا مقصد امت کو تعلیم شریعت دینا ہو جیسے: نماز، امر بالمعروف، نہی عن المنکر وغیرہ۔

حکم: ان کا حکم یہ ہے کہ ان میں کوئی فرض، کوئی واجب، کوئی سنت اور کوئی مستحب ہے۔

(ب) قیاس کی تعریف

علت مشترکہ کی بنیاد پر غیر مذکور شئی کے لیے مذکور شئی کا حکم ثابت کرنا، قیاس کہلاتا ہے۔

ارکان قیاس: قیاس کے چار ارکان ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- مقیس علیہ یعنی جس پر قیاس کیا جائے جیسے: شراب۔ ۲- مقیس یعنی جس کو قیاس کیا جائے جیسے: بھنگ وافیون۔ ۳- علت مشترکہ یعنی جو اصل اور فرع دونوں میں موجود ہو جیسے: نشہ

۴- حکم یعنی فرع کا حرام ہونا جیسے: حرمت بھنگ اور چرس جس کو استعمال کرنے سے انسان بھنگی و چرسی کے لقب سے ملقب ہوتا ہے۔

☆☆☆

خاصہ سال دوم پرچہ نمبر 4

سالانہ امتحان الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

چوتھا پرچہ: نحو

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

دونوں قسموں سے دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل...... ھدایۃ النحو

سوال نمبر 1: (۱) کلام کی تعریف کریں نیز کلام کون سے کلموں سے حاصل ہو سکتی ہے اور کون سے کلموں سے حاصل نہیں ہو سکتی؟ نیز اس کی وجہ بھی لکھیں؟ (۱۵)

(۲) اسم متمکن کی تعریف اور وجہ تسمیہ تحریر کریں نیز اسماء ستہ مکبرہ کا اعراب مثالیں دیکر واضح کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: (۱) اسباب منع صرف کتنے اور کون کون سے ہیں ہر ایک کی مثال تحریر کریں؟ (۱۵)

(۲) فاعل کی تعریف کریں نیز فعل کا فاعل کس صورت میں واحد، کس صورت میں تثنیہ اور کس صورت میں جمع ہوگا؟ وضاحت کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 3: درج ذیل میں سے کسی پانچ کی تشریح قلمبند کریں؟ ۳۵

خاصہ، اسناد، عدل تقدیری، عطف بیان، تاکید، اسم عدد، فعل متعدی

القسم الثانی...... شرح مائۃ عامل

سوال نمبر 4: "الی" کتنے اور کون کون سے معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے؟ مثالیں

دے کر وضاحت کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 5: حروف مشبہ بالفعل کتنے اور کون کون سے معانی کے لیے آتے ہیں؟ نیز تمنی اور ترجی میں فرق واضح کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے تین جملوں کی ترکیب کریں؟ (۱۵)

الصلوٰۃ علٰی سیّد الانبیاء، اغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق نظرت فی الکتاب، کان زیدا اسد، لارجل ظریفا

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

چوتھا پرچہ......نحو

القسم الاوّل...... هداية النحو

سوال نمبر 1: (الف) کلام کی تعریف کریں نیز کلام کون سے کلموں سے حاصل ہوسکتی ہے اور کون سے کلموں سے حاصل نہیں ہوسکتی؟ نیز اس کی وجہ بھی لکھیں۔

(ب) اسم متمکن کی تعریف اور وجہ تسمیہ تحریر کریں نیز اسماء ستہ مکبرہ کا اعراب مثالیں دیکر واضح کریں؟

جواب: (الف) کلام کی تعریف:

کلام وہ لفظ ہے، جو دو کلموں کو متضمن ہو اسناد کے ساتھ۔

حصولِ کلام کی صورتیں:

عقلی طور پر ترکیب کلام کی چھ صورتیں بنتی ہیں، جن میں دو صورتوں سے کلام حاصل ہو سکتا ہے باقی چار سے نہیں ہوسکتا۔

جن صورتوں سے کلام حاصل ہوسکتا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

(۱) دو اسموں کے ضمن میں۔ (۲) ایک اسم اور ایک فعل کے ضمن میں۔

ان دو صورتوں سے کلام حاصل ہوسکتا ہے، کیونکہ کلام کے لیے اسناد کا ہونا ضروری ہے اور اسناد وہاں ہوگا جہاں مسند اور مسند الیہ دونوں اکٹھے پائے جائیں۔ مسند اور مسند الیہ دونوں مذکورہ صورتوں میں ہی اکٹھے پائے جاسکتے ہیں باقی صورتوں میں جمع نہیں ہوسکتے۔

جن صورتوں سے کلام حاصل نہیں ہوتا وہ درج ذیل ہیں:

۱- اسم اور حرف سے۔ ۲- فعل اور حرف سے

۳- دو فعلوں سے۔ ۴- دو حرفوں سے

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان چار صورتوں میں مسند اور مسند الیہ اکٹھے نہیں پائے جاتے۔ کسی میں صرف مسند ہے تو کسی میں مسند الیہ اور کسی میں دونوں میں سے کوئی بھی نہیں۔ جب مسند اور مسند الیہ نہ پائے گئے تو اسناد بھی نہ پایا گیا جبکہ اسناد ان کا کلام کے لیے ہونا ضروری ہوتا ہے۔

(ب) اسم متمکن کی تعریف:

اسم معرب کا دوسرا نام اسم متمکن ہے۔

وہ اسم ہے، جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو جیسے: جَآءَنِیْ زَیْدٌ میں لفظ زَیْدٌ معرب و اسم متمکن ہے صرف زید معرب نہیں، کیونکہ ترکیب نہیں ہے۔

وجہ تسمیہ:

متمکن لفظ تمکن سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، جس کا معنیٰ ہے جگہ دینے والا۔ تو چونکہ یہ اسم بھی اعراب کو جگہ دیتا ہے یعنی اس پر تینوں اعراب ظاہر ہوتے ہیں تو اس لیے اس کو اسم متمکن کہتے ہیں۔

اسمائے ستہ مکبرہ کا اعراب:

رفع واؤ کے ساتھ، نصب الف کے ساتھ اور جر یاء کے ساتھ آتا ہے، جیسے: جَآءَنِیْ اَبُوْكَ، رَاَیْتُ اَبَاكَ، مَرَرْتُ بِاَبِیْكَ۔

باقی مثالوں کو اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) اسباب منع صرف کتنے اور کون کون سے ہیں ہر ایک کی مثال تحریر کریں؟

(ب) فاعل کی تعریف کریں نیز فعل کا فاعل کس صورت میں واحد، کس صورت میں تثنیہ اور کس صورت میں جمع ہوگا؟ وضاحت کریں۔

جواب: (الف) اسبابِ منع:

منع صرف کے نو اسباب ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-عدل جیسے: عُمَرُ ۲-وصف جیسے: اَسْوَدُ، اَحْمَرُ

۳-تانیث جیسے: عَائِشَۃُ، زَیْنَبُ ۴-معرفہ جیسے: عُمَرُ

۵-عجمہ جیسے: اِبْرَاھِیْمَ، ۶-جمع جیسے: مَسَاجِدٌ

۷-ترکیب جیسے: لَعَلَبَكٌ، ۸-وزن فعل جیسے: شَمَّرَ، اَحْمَرُ، اَحْمَدُ

۹-الف ونون زائدتان جیسے: رَحْمٰنُ، عُثْمَانُ

(ب) فاعل کی تعریف:

وہ اسم ہے جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو کہ وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کی طرف مسند ہو اس طرح کہ وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو اس پر واقع نہ ہو جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ، زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوْہُ

فعل واحد، تثنیہ، جمع لانے کا قاعدہ:

فعل کا فاعل اگر اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ واحد لایا جائے گا فاعل جیسا بھی ہو جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ، ضَرَبَ الزَّیْدَانِ، ضَرَبَ الزَّیْدُوْنَ۔

فاعل اسم ضمیر ہو تو فاعل واحد کے لیے فعل واحد لایا جائے گا جیسے: زَیْدٌ ضَرَبَ۔ تثنیہ فاعل کے لیے فعل تثنیہ جیسے: اَلزَّیْدَانِ ضَرَبَا اور جمع فاعل کے لیے فعل بھی جمع جیسے: اَلزَّیْدُوْنَ ضَرَبُوْا۔

سوال نمبر 3: درج ذیل میں سے کسی پانچ کی تشریح قلمبند کریں؟

خاصہ، اسناد، عدل تقدیری، عطف بیان، تاکید، اسم عدد، فعل متعدی

جواب: خاصہ: شئی کا خاصہ وہ ہوتا ہے، جو اسی میں پایا جائے غیر میں نہ پایا جائے جیسے: کاتب بالقوۃ انسان کے لیے۔

اسناد: ایک امر کی نسبت دوسرے امر کی طرف کرنا تا کہ مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل ہو

سکے۔

عدل تقدیری: جس کے وجودِ اصلی پر منع صرف کے علاوہ کوئی اور دلیل موجود نہ ہو جیسے: عُمَرُ، زُفَرُ۔

عطف بیان: وہ تابع جو صفت تو نہیں ہوتا مگر اپنے متبوع کی وضاحت کرے، جیسے: اَقْسَمَ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ میں عُمَرُ۔

تاکید: وہ تابع جو نسبت یا شمول میں اپنے متبوع کے حال کو پختہ کرے جیسے: جَاءَ اَنَّ زَیْدًا زَیْدًا قَائِمٌ، فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ۔

اسم عدد: وہ اسماء ہیں جو اشیاء کی تعداد پر دلالت کرنے کے لیے موضوع ہوں جیسے: وَاحِدٌ، عَشْرَۃٌ وغیرہ۔

فعل متعدی: وہ فعل ہے، جو فاعل کے ساتھ ساتھ مفعول بہ کا بھی تقاضا کرے جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا۔

القسم الثانی..... شرح مائۃ عامل

سوال نمبر 4: "اِلٰی" کتنے اور کون کون سے معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے؟ مثالیں دے کر وضاحت کریں۔

جواب: حرف اِلٰی کے دو معانی ہیں:

۱-انتہائے غایت کے لیے یعنی مسافت کی انتہاء کے لیے جیسے: سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَۃِ اِلَی الْکُوْفَۃِ

۲-مصاحبت کے لیے اس وقت یہ مع کے معنی میں ہوگا جیسے: لَاتَاْکُلُوْا اَمْوَالَھُمْ اِلٰی اَمْوَالِکُمْ

سوال نمبر 5: حروف مشبہ بالفعل کتنے اور کون کون سے معانی کے لیے آتے ہیں؟ نیز تمنی اور ترجی میں فرق واضح کریں؟

جواب: حروف مشبہ بالفعل کی تعداد: حروف مشبہ بالفعل چھ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

اِنَّ، اَنَّ، کَاَنَّ، لٰکِنَّ، لَیْتَ، لَعَلَّ

معانی: اِنَّ اور ان یہ دونوں حروف جملہ اسمیہ کے مضمون کو ثابت اور پکار کرنے کے لیے آتے ہیں جیسے: اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔ بَلَغَنِیْ اَنَّ زَیْدًا مُنْطَلِقٌ

کَاَنَّ: یہ تشبیہ یعنی ایک شئی کو دوسری شئی کے ساتھ مشابہت دینے کے لیے آتا ہے، جیسے: کَاَنَّ زَیْدًا اَسَدٌ

لٰکِنَّ: یہ استدراک کے لیے آتا ہے۔ استدراک کا مطلب ہے کہ سابقہ کلام سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنا، جیسے: غَابَ زَیْدٌ لٰکِنَّ بَکْرًا حَاضِرٌ۔

لَیْتَ: کسی چیز کی آرزو کرنے کے لیے آتا ہے جیسے: لَیْتَ زَیْدًا قَائِمٌ۔

لَعَلَّ: امید کے لیے آتا ہے، جیسے: لَعَلَّ السُّلْطَانَ یُکْرِمُنِیْ۔

تمنی اور ترجی میں فرق:

تمنی امور ممکنہ اور امور ممتنعہ دونوں میں ہوسکتی ہے۔ لہٰذا لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ کہہ سکتے ہیں۔ اگرچہ جوانی کا واپس آنا محال ہے۔

ترجی صرف امور ممکنہ میں ہوسکتی ہے ممتنعہ میں نہیں۔ لہٰذا لَعَلَّ الشَّبَابَ یَعُوْدُ نہیں کہہ سکتے۔

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے تین جملوں کی ترکیب کریں۔

اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ، اِغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ
نَظَرْتُ فِی الْکِتَابِ، کَاَنَّ زَیْدًا اَسَدٌ، لَارَجُلَ ظَرِیْفٌ

جواب: ۱-اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ:

اَلصَّلٰوۃُ مبتداء عَلٰی حرف جار سَیِّدِ مضاف اَلْاَنْبِیَآءِ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور عَلٰی جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف مستقر ہوا ثَابِتَۃٌ مقدر۔ ثَابِتَۃٌ اسم فاعل اپنے فاعل (جو کہ اس میں ھِیَ ضمیر پوشیدہ ہے) اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ لفظاً اور انشائیہ معناً۔

۲-اِغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ

اِغْسِلُوْا فعل اور فاعل۔ وُجُوْہَ مضاف کُمْ مضاف الیہ۔ مضاف اور مضاف الیہ مل کر معطوف علیہ۔ وَ حرف عطف اَیْدِیَ مضاف کُمْ مضاف الیہ۔ مضاف اور مضاف الیہ مل کر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ۔ الی حرف جار اَلْمَرَافِقِ مجرور۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو ہوا۔ فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

۳-نَظَرْتُ فِی الْکِتَابِ

نَظَرْتُ فعل اور فاعل (جو کہ تُ ضمیر بارز ہے) فِیْ حرف جار۔ اَلْکِتَابِ مجرور۔ جار و مجرور مل کر ظرف لغو ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۴-کَاَنَّ زَیْدًا اَسَدٌ

کَاَنَّ حرف شبہ بفعل زَیْدًا اسم اَسَدٌ خبر کَاَنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

۵-لَارَجُلٌ ظَرِیْفًا

لا مشابہ بَلَیْسَ۔ رَجُلٌ اسم۔ ظَرِیْفًا خبر۔ لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

☆☆☆

خاصہ سال دوم — پرچہ نمبر 5

سالانہ امتحان الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

القسم الاوّل کے دونوں سوال لازمی ہیں جبکہ **القسم الثانی** سے کوئی دو سوال حل کریں۔

القسم الاول: عربی ادب

سوال نمبر 1: (الف) درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟ (۱۵)

(۱) وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صلے وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ط اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(۲) عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلثة الا من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوله

(ب) درج ذیل میں سے پانچ اشعار کا ترجمہ کریں؟ (۱۵)

۱- كن الى الموت على حب الوطن — يخن او طانه، يوما يخن

۲- وطن المرء حماه المفتدى — يذكر المنة منه واليدا

۳- لولابس الصخر الاصم بعض ما — يلقاه قلبى فض اصلاد الصفا

۴- لاتحسبن يا دهر أنى ضارع — لنكبة تعرقنى عرق المدى

۵- الصدق عز فلا تعدل عن الصدق — واحذر من الكذب المذموم فى الخلق

۶- عليك بالصدق ولو انه — احرقك الصدق بنار الوعيد

۷- اذا عرف الانسان بالكذب لم يزل — لدى الناس كذابا ولو كان صادقا

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے کسی دو اجزاء کا جواب دیں؟

(۱) نشاء، مزاح، غلب، منطقة، عاصمة میں سے تین الفاظ کو عربی جملوں میں استعمال کریں؟ (۱۰)

(۲) درج ذیل سوالات کے عربی میں جواب دیں؟ (۱۰)

لما ذا خرج الأفغانى من مسقط رأسه؟

ماذا يحب الشعب الباكستانى؟

مامعنى كلمة التلفزيون؟

(۳) درج ذیل جملوں کی عربی بنائیں؟ (۱۰)

۱- مسلمان جنت میں داخل ہوں گے۔ ۲- میں کبھی اپنے وطن کو دھوکہ نہ دوں گا۔
۳- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی طرف دعوت دی۔

القسم الثانی...... منطق

سوال نمبر 3: (۱) تقدم کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟ بمع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ (۱۵)

(۲) معرف وقول شارح اور دلیل وحجت کی تعریف کریں اور مثالیں دیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 4: (۱) لفظ کی تعریف کرنے کے بعد اسم، کلمہ اور اداۃ کی تعریفات وامثلہ سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) معرف کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں ہر ایک کی تعریف اور مثال تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: (۱) قضیہ حملیہ محصورہ کی تعریف کریں نیز محصورات اربعہ کے سور قلمبند کریں؟ (۱۵)

(۲) حواس ظاہرہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تحریر کریں؟ (۱۰)

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

پانچواں پرچہ: ادب عربی و منطق

القسم الاوّل: عربی ادب

سوال نمبر 1: (الف) درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(۱) وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۗ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(۲) عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلثة الا من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوله

(ب) درج ذیل میں سے پانچ اشعار کا ترجمہ کریں؟

۱– كن الى الموت على حب الوطن   من يخن او طانه، يوما يخن

۲– وطن المرء حماه المفتدى   يذكر المنة منه واليدا

۳– لولابس الصخر الاصم بعض ما   يلقاه قلبی فض اصلاد الصفا

۴– لاتحسبن يا دهر أنی ضارع   لنكبة تعرقنی عرق المدى

۵– الصدق عز فلا تعدل عن الصدق   واحذر من الكذب المنموم فی الخا

۶– عليك بالصدق ولو انه   احرقك الصدق بنار الوعيد

۷– اذا عرف الانسان بالكذب لم يزل   لدى الناس كذابا ولو كان صاد

جواب: (الف) ترجمۃ الاجزاء:

۱- اورتم میں سے فضل اور وسعت والے قریبی رشتہ داروں، مسکینوں اور مہاجرین کواللہ کی راہ میں نہ دینے کی قسم نہ اٹھائیں اور چاہیے کہ معاف کریں اوردرگزر کریں۔ کیاتم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ بخشنے والا رحم والا ہے۔

۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی انسان مرجاتا ہے تواس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین عمل (کا ثواب منقطع نہیں ہوتا) صدقہ جاریہ، علم نافع اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

(ب) ترجمۃ الاشعار:

۱- (اے بہادر انسان) تو وطن کی محبت پر موت کو بھی قبول کرلے، جو شخص بھی اپنے وطن سے خیانت کرتا ہے ایک دن اس سے بھی خیانت کی جاتی ہے۔

۲- آدمی کا وطن اس کی ایک ایسی چراگاہ ہے، جس کو بچانے کے لیے قربانی دی جاتی ہے، وہ اس کے احسان اور مدد کو یاد رکھتا ہے۔

۳- اگر سخت پتھر کو وہ دکھ ملیں جو کچھ میرے دل کو ملے ہیں تو پہاڑ کے ٹکڑے بھی ریزہ ریزہ ہوجائیں۔

۴- اے زمانہ! تو یہ خیال نہ کر کہ میں اس مصیبت کے سامنے جھک جاؤں جو میرا گوشت ہڈیوں سے بھی الگ کردیتی ہے۔

۵- سچائی ہر کسی کو پسند ہے پھرتم سچائی سے منہ نہ پھیرو اور جھوٹ سے اجتناب کرو، کیونکہ ساری کائنات اس کو برا خیال کرتی ہے۔

۶- تم سچائی پہ قائم رہو خواہ سچائی تمہیں ڈر کی آگ میں جلادے۔

۷- جب انسان جھوٹ بولنے میں مشہور ہوجائے تو وہ لوگوں کے خیال میں

جھوٹا ہوگا اگر وہ سچا بھی ہو۔

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے کسی دو اجزاء کا جواب دیں؟

(الف) نشاء، مزاح، غلب، منطقۃ، عاصمۃ میں سے تین الفاظ کو عربی جملوں میں استعمال کریں۔

(ب) درج ذیل سوالات کے عربی میں جواب دیں؟

لماذا خرج الأفغانی من مسقط رأسه؟

ماذا یحب الشعب الباکستانی؟

مامعنی کلمة التلفزیون؟

(ج) درج ذیل جملوں کی عربی بنائیں؟

۱- مسلمان جنت میں داخل ہوں گے۔ ۲- میں کبھی اپنے وطن کو دھوکہ نہ دوں گا۔

۳- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی طرف دعوت دی۔

جواب: الفاظ کا عربی جملوں میں استعمال:

نشأ: السید جمال الدین نشأ فی افغانستان

مزاح: یحب امجد المزاح جدًا

غلب: غلب احمد علی عدوہ

منطقة: رأیت منطقةً جبلیة

عاصمة: عاصمة باکستان اسلام آباد ۔

(ب):(۱) خرج الافغانی من مسقط رأسه لکی یزور بلاد العالم وعواصمها ویطوف فیها ماشاء الله ان یطوف ۔

(۲) یحب الشعب الباکستانی النکت والاعابة ۔

(۳) معنی کلمة التلفزیون: الرؤیة عن بعد ۔

(ج):(۱) یدخل المسلمون فی الجنة

(۲) انا لن اخدع وطنی ابداً ۔

(۳) دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام ۔

القسم الثانی...... منطق

سوال نمبر 3: (الف) تقدم کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟ بمع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

(ب) معرف وقول شارح اور دلیل وحجت کی تعریف کریں اور مثالیں دیں؟

جواب: (الف) تقدم کی اقسام

تقدم کی چار اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- تقدم ذاتی: مؤخر مقدم کا محتاج ہو اور مقدم مؤخر کے لیے علت تامہ ہو جیسے: سورج کا طلوع دن کے موجود ہونے پر مقدم ہے، کیونکہ دن کا موجود ہونا طلوعِ شمس کا محتاج ہے اور سورج کا طلوع دن کے موجود ہونے کی علت ہے۔

۲- تقدم طبعی: مؤخر مقدم کا محتاج ہو لیکن مقدم مؤخر کے لیے علت تامہ نہ ہو جیسے: تصور کا تقدم تصدیق پر، کیونکہ تصدیق محتاج تصور تو ہے لیکن تصور تصدیق کے لیے علت نہیں ہے۔

۳- تقدم زمانی: یعنی مقدم کا زمانہ مؤخر کے زمانہ سے مقدم ہو جیسے: نوح کا زمانہ موسیٰ کے زمانہ سے مقدم ہے۔ (علیہما السلام)

۴- تقدم وضعی: مقدم کو ذکر میں مؤخر سے پہلے کر دینا۔ جیسے: حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے سے پہلے ذکر کرنا۔

(ب) معرف وقول شارح:

وہ معلومات تصوریہ جن کو ترتیب دینے سے کوئی مجہول تصور حاصل ہو جیسے: جب ہم حیوان کے معنیٰ اور ناطق کے معنیٰ کو (جو کہ پہلے ہمیں الگ الگ معلوم ہوں) ترتیب دیں اور اس طرح کہیں حیوان ناطق تو اس سے انسان کا تصور حال ہوا جو پہلے معلوم نہ تھا۔

دلیل وحجت: وہ معلومات تصدیقیہ جن کو ترتیب دینے سے کوئی مجہول تصدیق حاصل ہو جیسے: یہ معلوم ہو کہ عالم متغیر ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ ہر متغیر حادث ہے۔ پھر ان کو ترتیب دے کر اس طرح کہیں: اَلْعَالَمُ مُتَغَیِّرٌ، کُلُّ مُتَغَیِّرٍ حَادِثٌ تو نتیجہ آئے گا: اَلْعَالَمُ حَادِثٌ، یہ ایک ایسی تصدیق ہے، جو ہمیں پہلے معلوم نہ تھی۔

سوال نمبر 4: (الف) لفظ کی تعریف کرنے کے بعد اسم، کلمہ اور اداۃ کی تعریفات و امثلہ سپرد قلم کریں؟

(ب) معرف کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں ہر ایک کی تعریف اور مثال تحریر کریں؟

جواب: (الف) لفظ کی تعریف: جس کا انسان تلفظ کرے جیسے: زَیْدٌ۔

اسم کی تعریف: وہ لفظ مفرد ہے، جو مستقل معنیٰ پر دلالت کرے اور تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو جیسے: زَیْدٌ۔

کلمہ: وہ لفظ مفرد ہے، جو مستقل معنیٰ پر دلالت کرے اور تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا ہو جیسے: ضَرَبَ۔

اداۃ: وہ لفظ مفرد ہے، جو مستقل معنیٰ پر دلالت نہ کرے جیسے: مِنْ، اِلٰی۔

(ب) معرف کی اقسام: معرف کی چار اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- حد تام: وہ معرف ہے، جو جنس قریب اور فصل قریب پر مشتمل ہو جیسے: حَیَوَانٌ نَاطِقٌ انسان کی حد تام ہے۔

۲- حد ناقص: وہ معرف ہے، جو جنس بعید اور فصل قریب پر یا صرف فصل قریب پر مشتمل ہو جیسے: جِسْمٌ نَاطِقٌ یا فقط نَاطِقٌ انسان کے لیے۔

۳- رسم تام: وہ معرف ہے، جو جنس قریب اور خاصہ پر مشتمل ہو جیسے: حَیَوَانٌ ضَاحِكٌ انسان کے لیے رسم تام ہے۔

۴- رسم ناقص: وہ معرف ہے، جو جنس بعید اور خاصہ یا فقط خاصہ پر مشتمل ہو جیسے: جِسْمٌ ضَاحِكٌ یا فقط ضَاحِكٌ انسان کے لیے۔

سوال نمبر 5: (الف) قضیہ حملیہ محصورہ کی تعریف کریں نیز محصورات اربعہ کے سور

قلمبند کریں؟

(ب) حواس ظاہرہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تحریر کریں؟

جواب: (الف) قضیہ حملیہ محصورہ:

وہ قضیہ ہے جس میں حکم موضوع کے افراد پر لگایا جائے اور افراد کی کمیت اور مقدار کو بیان کیا گیا ہو جیسے: كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ۔

محصورات اربعہ کے سور

☆ موجبہ کلیہ کا سور لفظ کل آتا ہے۔

☆ موجبہ جزئیہ کا سور لفظ بعض اور واحد ہے۔

☆ سالبہ کلیہ کا سور لَاشَیْءَ، لَا وَاحِدَ ہے۔

☆ سالبہ جزئیہ کا سور لَيْسَ بَعْضُ اور بَعْضُ لَيْسَ ہے۔

ب) حواس ظاہرہ:

حواس ظاہرہ پانچ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-سامعہ: سننے کی قوت

۲-باصرہ: دیکھنے کی قوت

۳-ذائقہ: چکھنے کی قوت

۴-شامہ: سونگھنے کی قوت

۵-لامسہ: مس کرنے کی قوت

☆☆☆

خاصہ سال دوم — پرچہ نمبر 6

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿چھٹا پرچہ: سیرت و تاریخ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاول...... سیرت

سوال نمبر 1: (۱) برکات نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک نوٹ تحریر کریں؟ (۱۵)

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاندانی شرافت وسیادت کے بارے میں آپ کیا جانتی ہیں؟ سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: (۱) تولد شریف کے وقت عجیب وغریب اور خارق عادت ظاہر ہونے والے امور بیان کریں؟ (۱۵)

(۲) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کی تفصیل تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: (۱) غزوۂ بدر کو بدر کیوں کہتے ہیں نیز بتائیں کہ اس میں کتنے کافر مارے گئے اور کتنے گرفتار ہوئے؟ (۱۵)

(۲) فتح مکہ، صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان میں سے کسی ایک پر نوٹ لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک کے اوصاف احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کریں؟ (۱۵)

(۲) مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک مضمون قلمبند کریں؟

(۱۵)

القسم الثانی...... تاریخ

سوال نمبر 5: (ا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی دو احادیث مبارکہ بیان کریں؟ (۱۰)

(۲) کوئی دو موافقات عمر رضی اللہ عنہ (ایسی آیات جو آپ کی رائے کے موافق نازل ہوئی ہوں) لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: (ا) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کوئی دو کرامات ذکر کریں؟ (۱۰)

(۲) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ نقل کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 7: (ا) خلفائے راشدین میں سے ہر ایک کی تاریخ شہادت اور مدت خلافت قلمبند کریں؟ (۱۰)

(۲) خلفائے راشدین میں سے ہر ایک کی جائے تدفین تحریر کریں؟ (۱۰)

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

پہلا پرچہ: سیرت و تاریخ

القسم الاوّل...... سیرت

سوال نمبر 1: (ا) برکات نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک نوٹ تحریر کریں؟

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاندانی شرافت و سیادت کے بارے میں آپ کیا جانتی ہیں؟ سپرد قلم کریں؟

جواب (الف) برکاتِ نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بالواسطہ اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا پھر اس نور کو خلق عالم کا واسطہ ٹھہرایا۔ عالم ارواح میں ہی اس روح سراپا نور کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے عرض کیا آپ کو نبوت کب ملی؟ آپ نے فرمایا: "كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ۔" پھر دیگر انبیاء علیہم السلام کی روحوں سے وہ عہد لیا جو "اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ" میں مذکور ہے۔ جس وقت ان پیغمبروں کی روحوں نے عہد مذکورہ کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و امداد کا اقرار کر لیا تو نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے ان روحوں میں وہ قابلیت پیدا ہوگئی کہ دنیا میں اپنے اپنے وقت میں ان کو منصب نبوت عطا ہو اور ان سے معجزات ظہور میں آئیں۔ پھر انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت اور ان کی امداد کی تاکید فرماتے رہے، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک نہ ہوتی تو کائنات کی کوئی شے نہ ہوتی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نور کی برکت ہے کہ تمام عالم کو وجود جیسی نعمت عطا ہوئی اور سابقہ تمام انبیاء علیہم السلام کو نبوت کے تاج پہنائے

گئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نور کو ان کی پشت مبارک میں بطور ودیعت رکھا اور ان سے عہد لیا کہ یہ نور پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوا کرے۔ وہ نور مبارک جس پاک پشت میں بطور ودیعت رکھا اس کی پیشانی آفتاب آسمانی اور اندھیری رات میں چاند جیسی جھلکتی۔ پھر یہ نور پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ تک پہنچا اور پھر ان سے اصح قول کے مطابق ایام تشریق میں جمعہ کی رات آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاک رحم میں منتقل ہوا۔ اسی نور کو پاک صاف رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام آباء وامہات کو کفر وشرک کی نجاست اور زنا کی آلودگی سے پاک رکھا۔ اسی نور کے ذریعے آپ کے تمام آباؤ اجداد نہایت حسین ومرجع خلائق تھے۔ اسی نور کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ بنے اور اسی نور کے ذریعے ان کی توبہ قبول ہوئی، اسی نور کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان میں غرق ہونے سے بچی، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود گلزار ہوگئی اور اسی نور کی برکت سے حضرات انبیاء علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ کی عنایات بے غایت ہوئیں۔ الغرض! جمیع کائنات کا وجود میں آنا آپ کے مبارک نور کی برکت سے ہے۔

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاندانی شرافت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان عرب میں ہمیشہ سے ممتاز ومعزز چلا آرہا تھا۔ آپ کے خاندان کو قریش کے نام سے پکارا جاتا ہے، کیونکہ نضر کا لقب قریش تھا۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں بنی آدم کے بہترین طبقات میں بھیجا گیا، ایک قرن بعد دوسرے قرن کے یہاں تک کہ میں اس قرن سے ہوا۔“

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کی شرافت کو اس طرح بیان فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسماعیل کی اولاد میں کنانہ کو برگزیدہ کیا اور کنانہ سے

قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو برگزیدہ بنایا۔ نضر کے بعد فہر اپنے وقت کا رئیس تھا۔ پھر فہر کے بعد قصی بن کلاب نے نہایت عزت واقتداء حاصل کیا۔ انہوں نے حاجیوں کے لیے مہمان نوازی اور مزدلفہ میں روشنی کا انتظام کروایا۔ قصی کے چار بیٹے تھے اور دو لڑکیاں تھیں۔ عبدالدار اگرچہ بڑا تھا مگر شرافت کے لحاظ سے کم تھا۔ عبدمناف سب سے اشرف تھے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد رابع ہیں۔ ان کا اصلی نام مغیرہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی جھلک ان کی پیشانی میں چاند کی طرح چمکتی تھی۔ جب قصی بوڑھے ہوئے تو انہوں نے حرم شریف کے تمام مناصب عبدالدار کے سپرد کردیے۔ پھر جب قصی کے بعد عبدالدار اور عبدمناف کا بھی انتقال ہوا تو قریش کے درمیان شدید اختلاف ہوا حتیٰ کہ لڑائی کی نوبت آگئی۔ چنانچہ اس بات پر صلح ہوگئی کہ سقایت ورفادت و قیادت بنوعبدمناف کو دی جائے اور حجابت ولواء وندوۃ بدستور عبدالدار کے پاس رہے۔ چنانچہ ہاشم کو سقایت ورفادت ملی اس کے بعد مطلب کو اس کے بعد عبدالمطلب کو اور اس کے بعد ابوطالب کو۔

ہاشم کا اصل نام عمرو تھا۔ اس نے منصب رفادت وسقایت کو خوبی سے انجام دیا، بہت ہی مہمان نواز تھے۔ ان کا دسترخوان ہر وقت بچھا رہتا اور ان کی پیشانی میں نور محمد چمکتا رہتا۔ جو بھی آپ کو دیکھتا آپ کا بوسہ لیتا۔ آپ نے بنوعدی بن نجار سے ایک شخص عمرو بن زید کی صاحبزادی سلمیٰ جو کہ حسن وجمال میں سب سے خوبصورت تھی، سے شادی کرلی۔ پچیس سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد سلمیٰ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا، جس کا نام شیبہ تھا۔

مطلب کے بعد اہل مکہ کی ریاست انہی شیبہ کو عبدالمطلب کہا جاتا ہے، کو ملی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ان کی پیشانی میں چمکتا تھا اور ان سے کستوری کی سی خوشبو آتی۔ موحد تھے، ہر طرح کی بدکاری سے پاک وصاف تھے، اور بہت سی برائیوں سے لوگوں کو منع کرتے تھے۔ مستجاب الدعوات اور فیاض تھے۔ ان کے ہاں دس بیٹوں کی پیدائش ہوئی جن میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حضرت عبداللہ کی پیشانی میں نور محمد چمکتا تھا جیسا اندھیری رات میں چاند۔ عبدالمطلب نے ان کی شادی بنوزہرہ کے سردار وہب کی بیٹی (آمنہ) سے کر دی، جو کہ قرشیہ نسب وشرف میں قریش کی تمام عورتوں سے افضل تھیں۔ یوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاندانی شرافت و سیادت ابتداء تا انتہاء ممتاز حیثیت کی حامل رہی۔

سوال نمبر 2: (الف) تولد شریف کے وقت عجیب وغریب اور خارق عادت ظاہر ہونے والے امور بیان کریں۔

(ب) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کی تفصیل تحریر کریں؟

جواب: (الف) تولد شریف کے وقت غیب سے عجیب وغریب اور خارق عادت امور ظاہر ہوئے تاکہ آپ کی نبوت کی بنیاد پڑ جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پسندیدہ ہیں اور آپ کے نور سے حرم شریف کی پست زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے۔ آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ مکہ میں رہنے والے لوگوں نے ملک شام کے محلات کو دیکھ لیا۔ شیاطین پہلے آسمان پر چلے جاتے اور لوگوں کو من گھڑت باتیں بتاتے۔ اب شیاطین کا آسمانوں میں جانا بند کر دیا گیا ہے اور آسمانوں کی حفاظت شہاب ثاقب سے کر دی گئی ہے۔ بحیرہ ساوہ جو ہمدان وقم کے درمیان چھ میل لمبا اور اتنا ہی چوڑا تھا اور جس کے کناروں پر شرک وبت پرستی ہوا کرتی تھی، یکایک خشک ہو گیا اور وادی ساوہ (شام وکوفہ کے درمیان) کی ندی جو بالکل خشک تھی لبالب بہنے لگی۔

(ب) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ سے نکاح کا ارادہ کیا تو اس وقت آپ بیوہ تھیں۔ ان کی دو شادیاں ہو چکی تھیں۔ ان کی پاکدامنی کے سبب لوگ آپ کو زمانہ جاہلیت میں بھی طاہرہ کہتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یعلی بن منبہ کی بہن نفیسہ کی وساطت سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام نکاح بھیجا۔ آپ نے نکاح کے بارے میں اپنے چچاؤں کو بتایا اور آپ کے چچاؤں نے قبول کیا اور حضرت حمزہ اور حضرت ابو طالب نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر جا کر شادی کی تاریخ مقرر کی اور آپ کا نکاح

کر دیا۔ نکاح میں پانچ سو درہم حق مہر مقرر ہوا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی شادی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند شادیاں اور کیں۔ آپ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہی پیدا ہوئی۔ صرف آپ کے ایک صاحبزادے حضرت ابراہیم ہیں جو حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے آٹھ ہجری کو پیدا ہوئے اور دس ہجری کو وفات پا گئے۔

سوال نمبر 3: (الف) غزوۂ بدر کو بدر کیوں کہتے ہیں نیز بتائیں کہ اس میں کتنے کافر مارے گئے اور کتنے گرفتار ہوئے؟

(ب) فتح مکہ، صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان میں سے کسی ایک پر نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) غزوہ بدر کو بدر اس لیے کہتے ہیں کہ بدر ایک کنویں کا نام ہے جو مدینہ سے سات منزل پر واقع ہے تو یہ معرکہ چونکہ اسی جگہ ہوا اس لیے اسے بدر کہا جاتا ہے۔ یہ سب سے بڑا غزوہ تھا۔ سبب عمر بن حضرمی کا قتل تھا۔ غزوہ بدر میں ستر کافر مارے گئے اور ستر ہی گرفتار ہوئے۔

(ب) فتح مکہ پر نوٹ:

غزوہ فتح مکہ ماہ رمضان میں پیش آیا۔ اس کا سبب قریش کا معاہدہ حدیبیہ توڑنا بنا۔ عرب کے دو بڑے قبیلے خزاعہ اور بنوبکر ایک دوسرے کے بہت حریف تھے۔ جب اسلام ظاہر ہوا تو عرب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور وہ لڑائیاں ختم ہو گئیں جو عرصہ دراز سے چلی آ رہی تھیں۔ جب صلح حدیبیہ کا معاملہ ہوا تو اس کے سبب اسلام اور کفر میں لڑائی کا سلسلہ بند ہو گیا، تو بنوبکر (کی ایک شاخ بنونفاثہ) سمجھے کہ اب پرانی دشمنی کے انتقام کا وقت ہے۔ سو نوفل بن معاویہ نے بنونفاثہ کو ساتھ لے کر خزاعہ پر دھاوا بول دیا۔ قریش نے چونکہ بنی بکر کی مدد کا معاہدہ کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے حسب معاہدہ بنوبکر کی مدد کی۔ خزاعہ نے مجبور ہو کر حرم مکہ میں پناہ لے لی۔ تو انہوں نے حرم پاک میں ہی اپنی دشمنی کی آگ بجھانے کے لیے خزاعہ کا خون کیا۔ جب بنوبکر اور قریش نے وہ عہد توڑ دیا جو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے درمیان ہوا تھا' تو عمر بن سالم خزاعی چالیس سواروں کے ساتھ مدینہ آیا اور سارا ماجرا سنایا کہ قریش نے آپ کا محکم وعدہ توڑ ڈالا ہے اور مدد مانگنے کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے مدد مل جائے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر حملے کی پوشیدہ تیاری شروع کر دی۔ چنانچہ 10 ماہ رمضان 8 ہجری کو دس ہزار آراستہ فوج لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے روانہ ہوئے۔ مقام قدید میں قبائل کو جھنڈے دے دیے گئے۔ آخری پڑاؤ مر الظہران تھا جہاں سے مکہ ایک منزل یا اس سے بھی کم تھا۔ یہاں بحکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام افواج نے الگ الگ آگ روشن کی۔ قریش کو لشکر اسلامی کی روانگی کا پتہ چل گیا تھا۔ انہوں نے ابوسفیان بن حرب' حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا کو تجسس کی غرض سے بھیجا۔ جب ان کا گزر ''مرالظہران'' پر ہوا تو خیمہ نبوی کی حفاظت پر مامور دستہ نے ابوسفیان وغیرہ کو پہچان لیا' پکڑ کر لے آئے۔ پھر اسلامی لشکر یہاں سے مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بالائی حصہ کی طرف سے داخل ہوئے، اعلان کر دیا گیا کہ جو شخص ہتھیار ڈالے گا یا ابو سفیان کے گھر پناہ لے گا، یا مسجد میں داخل ہوگا یا دروازہ بند کرے گا' اس کو امان دیا جائے گا۔ چنانچہ وہاں بلالائی حصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خیمہ نصب کیا گیا۔ پھر حضور علیہ السلام نے حضرت خالد بن ولید کو حکم دیا کہ قبائل عرب کے ساتھ بائیں شہر کی طرف داخل ہوں اور صفا میں ہم سے آملیں اور کسی سے جنگ نہ کریں مگر انہوں نے حضرت خالد کی فوج پر حملہ کر دیا۔ حضرت حبیش بن اشعر اور کرز بن جابر نے شہادت پائی تو مجبور ہو کر حضرت خالد نے ان پر حملہ کر دیا۔ تو وہ بھاگ گئے۔ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت فرمانے پر انہوں نے کہا: ابتداء کفار کی طرف سے ہوئی تھی۔ تو آپ نے فرمایا: قضائے الٰہی بہتر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ میں ذرا آرام فرمایا پھر غسل کیا اور ہتھیاروں سے سج دھج کر ناقہ قصواء پر سوار ہوئے اور اپنے غلام کے لڑکے اسامہ کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ قافلہ نبوی بڑی شان وشوکت سے مکہ کی طرف روانہ تھا۔ آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے

ہاجرین وانصار تھے۔ بیت اللہ شریف میں داخل ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ئر اسود کو بوسہ دیا پھر اپنی ناقہ پر طواف فرمایا۔ جو بت بیت اللہ کے ارد گرد اور اندر نصب تھے، سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مبارک چھڑی سے ٹھوکر لگاتے تو وہ منہ کے بل گرتے جاتے اور آپ یہ پڑھتے تھے:

"جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ"

جب سب بت گر گئے تو حضرت عثمان بن طلحہ سے کنجی لے کر آپ نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئے۔ اندرونی حصہ بھی بتوں سے صاف فرما کر، وازہ بند کر دیا۔ حضرت اسامہ، بلال اور عثمان بن طلحہ آپ کے ساتھ اندر موجود تھے۔ آپ نے نماز پڑھی، تکبیر کہی پھر دروازہ کھول دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام کے دروازے کے بازوؤں کے پاس لوگوں کو خطبہ دیا۔ خطبے کے بعد آپ قریش کی طرف متوجہ ہوئے جن سے مسجد بھری ہوئی تھی اور ان کے تمام مظالم وسلوک آپ کے مشاہدہ میں تھے۔ آپ نے یوں خطاب فرمایا: اے گروہ قریش! تم اپنے گمان میں مجھ سے کیسے سلوک کی توقع رکھتے ہو؟ تو وہ بولے: ''نیکی کی توقع۔ آپ شریف بھائی اور شریف برادر زادہ ہیں۔'' یہ سن کر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آج تم پر کوئی الزام نہیں، جاؤ تم آزاد ہو۔'' اعلان عفو فرما دیا مگر چند افراد اس عفو عام سے مستثنیٰ تھے جن کی نسبت فرمایا: انہیں جہاں کہیں پاؤ قتل کر دو۔ چنانچہ ان میں سے تین قتل ہوئے' دو قصاص میں مارے گئے اور باقی کو امن دیا گیا ت وہ ایمان لائے۔

سوال نمبر 4: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک کے اوصاف احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کریں؟

(ب) مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک مضمون قلمبند کریں؟

جواب: (الف) چہرۂ اقدس کے اوصاف:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک جو جمال الٰہی کا آئینہ اور انوار تجلی کا مظہر تھا،

پر گوشت اور کسی قدر گول تھا۔ آپ کا چہرہ دیکھتے ہی عبداللہ بن سلام نے پکارا: یہ چہرہ اقدس کسی دروغ گو کا چہرہ نہیں ہوسکتا، اور وہ اسلام لے آئے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بڑھ کر خوبرو اور خوش خو تھے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ فرماتے ہیں: آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا۔

حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چاندنی رات میں دیکھا کہ آپ پر سرخ دھاری دار حلہ تھا۔ میں ایک نظر چاند کو دیکھتا اور ایک نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ بے شک میرے نزدیک آپ چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔
علاوہ ازیں اور بہت سی احادیث مبارکہ ہیں جو آپ کے روئے مبارک کی وضاحت کرتی ہیں۔

(ب) حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہم اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اپنی قبر میں زندہ ہیں بحیات حقیقیہ دنیوی۔ قرآن میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی خبر ہے وہ عادی ہے جس سے مخلوق میں سے کسی کو چارہ نہیں ہے۔ اس عادی موت کے بعد اللہ نے انبیاء کو حیات بخش دی تھی۔ اس مسئلہ کی مناسبت سے قرآن وحدیث میں کثیر دلائل موجود ہیں۔

القسم الثانی ...... تاریخ

سوال نمبر 5: (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی دو احادیث مبارکہ بیان کریں؟

(ب) کوئی دو موافقات عمر رضی اللہ عنہ (ایسی آیات جو آپ کی رائے کے موافق نازل ہوئی ہوں) لکھیں؟

جواب: (الف) شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں دو احادیث:

۱- امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے دو آسمان میں اور دو زمین میں وزیر ہوتے ہیں۔ میرے آسمانی وزیر جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام ہیں اور زمینی وزیر ابوبکر وعمر ہیں۔

۲- طبرانی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان نقل فرمایا ہے کہ بڑے بڑے مرتبہ والے افق آسمان کے چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح ہیں، جنہیں تم زمین پر چمکتا ہوا دیکھتے ہو۔ ابوبکر وعمر ان بلند مرتبہ لوگوں میں سے ہیں۔

(ب) دو موافقات عمر:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

۱- ایک مرتبہ میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش ہم مقام ابراہیم علیہ السلام پر نماز پڑھتے تو فوراً ہی یہ آیت نازل ہوئی:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ط

۲- ایک مرتبہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! امہات المومنین کے سامنے نیک و بد ہر قسم کے آدمی آتے ہیں، آپ انہیں پردہ کرنے کا حکم دیجئے تو فوراً ہی آیت پردہ نازل ہوئی۔

سوال نمبر 6: (الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کوئی دو کرامات ذکر کریں؟

(ب) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ نقل کریں۔

جواب: (الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دو کرامات:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دو کرامات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

۱- برکات نبوت کا اٹھ جانا:

اب تک مسلمان برکات نبوت سے بہرہ مند ہو رہے تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت سے یہ برکات اٹھالی گئیں۔ اس کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے جب حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی تنگ دستی کا ذکر کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجوروں کا ایک تھیلا دیا اور فرمایا اس تھیلے کو اپنے پاس سنبھال کر رکھو، جب بھی ضرورت پڑے تو اس سے کھجوریں نکال سکتے ہو۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس تھیلے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد تک استفادہ کرتے رہے لیکن جب حضرت عثمان شہید ہوئے تو وہ تھیلا غائب ہو گیا' کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "یہ تھیلا اس وقت تک تمہارے پاس موجود رہے گا جب تک برکات نبوت اٹھا نہیں لی جاتیں۔"

۲۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خواب

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں فرمایا: لوگو! میں نے کل رات ایک عجیب وغریب خواب دیکھا، میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی عدالت لگی ہوئی ہے پروردگار کائنات اپنے عرش پر متمکن ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور عرش کا ایک پایہ پکڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر حضرت عمر آتے ہیں اور حضرت ابوبکر کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر اچانک حضرت عثمان اس حالت میں عدالت میں آتے ہیں کہ ان کا کٹا ہوا سر ان کے ہاتھ میں رکھا ہوتا ہے اور وہ اللہ کی بارگاہ میں فریاد کناں ہوتے ہیں کہ "اے پروردگار! اپنے ان بندوں سے جو تیرے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں اور جو خود کو مسلمان کہتے ہیں' پوچھا جائے کہ مجھے کس گناہ کی پاداش میں قتل کیا گیا کون سا جرم تھا جس کے بدلے میں میرا سر کاٹا گیا؟" حضرت عثمان کی اس فریاد پر میں نے دیکھا کہ عرش الٰہی تھرایا اور آسمان سے خون کے دو پرنالے جاری کر دیے گئے جو زمین پر خون برسانے لگے۔ یہ خون کے دو پرنالے درحقیقت جنگ جمل اور جنگ صفین تھیں۔

(ب) ہجرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت کا فیصلہ کیا تو آپ کے سپرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھی گئی امانتوں کی واپسی تھی۔ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ

میرے بستر پر لیٹ جاؤ' امانتیں واپس کر کے چلے آنا۔ اس وقت کے حالات کی نزاکت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لیے محاصرہ کر رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر اس وقت لیٹنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا لیکن آپ نے جان پر کھیل کر یہ کام کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں تین دن رہا اور تینوں دن ظاہر رہا چھپا نہیں۔

سوال نمبر 7: (الف) خلفائے راشدین میں سے ہر ایک کی تاریخ شہادت اور مدت خلافت قلمبند کریں؟

(ب) خلفائے راشدین میں سے ہر ایک کی جائے تدفین تحریر کریں؟

جواب: (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۲۲ جمادی الآخر ۱۳ ہجری کو آپ نے وفات (شہادت) پائی۔ دو سال سات ماہ مدت خلافت ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

آپ کی تاریخ شہادت ۲۶ ذی الحج بروز بدھ ۲۳ ہجری ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

۱۸ ذی الحج جمعہ کے دن ۳۵ ہجری میں خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا۔ بارہ سال آپ کی مدت خلافت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ:

۱۷ رمضان ۴۰ ہجری کو آپ کی تاریخ شہادت ہے۔

(ب) خلفاء راشدین کی جائے تدفین:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وعمر فاروق رضی اللہ عنہما: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں وزیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پہلو میں آرام فرما ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنت البقیع میں (مدینہ منورہ میں) مدفون ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار کے تعین میں اختلاف ہے۔ ابوبکر بن عیاش کا بیان ہے کہ آپ کے مزار کو پوشیدہ رکھا گیا ہے تا کہ خارجی اسے کھود نہ لیں۔ شریک بیان کرتے ہیں کہ امام حسن نے کوفہ سے مدینہ آپ کی نعش مبارک کو منتقل کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں اور بھی اقوال ہیں۔

☆☆☆

فقیہ اُمت امام اعظم ابو حنیفہ سے مروی احادیث و آثار پر مشتمل ۱۵ مسانید کا مجموعہ

جامع المسانید

محمد بن محمود الخوارزمی

ترجمہ

حضرت علامہ ابو الفضل محمد شفیق الرحمان قادری رضوی

شبیر برادرز
۴۰۔ اردو بازار لاہور فون:
042-37246006

تنظیم المدارس پاکستان کے نصاب تخصص فی الفقہ کی
کتاب فقہ اکبر کا اردو ترجمہ و مستند شرح

مصنف

امام اعظم فی الحدیث والفقہ ابو حنیفہ

نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

مترجم و شارح

ابو عبد الرحمٰن علامہ محمد لیاقت علی رضوی

دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز

۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

Email: shabbirbrother786@gmail.com